

تہذیبِ اسلامیہ
 اسلام آباد، پاکستان

عَلَّمَ الْفُلَانُ مَنِ اخْلَقَ تَقْبِيلُ الْاَهْلِيَّةِ عَمَلًا



اگر تم کو خبر ہو تو تم کو خبر ہے کہ محمد بن عبد اللہ

مُنِيرُ الْعَيْنِ

تَقْسِيمُ
 تَقْسِيلُ الْاِجْهَامِيْنَ

پیشکش کنندہ: مولانا محمد رفیع الدین صاحب

مُنِيرُ الْعَيْنِ فِي تَقْسِيمِ الْاِجْهَامِيْنَ



مسائل

۱۳۰۱
مَنْ يَرِ الْاَيْنَ فِي حَكْمِ تَقْوِيلِ الْاِيْهَامَيْنِ
۱ (انگوٹھے چومنے کے سبب آنکھوں کا روشن ہونا)

مسئلہ کیا فائدے ہیں معاہدے دینے اس مسئلہ میں کہ لڑائی میں کئے اشہد ان محمدًا امر رسول اللہ ﷺ کہ اگر تم نے پھر انگوٹھوں سے لنگن کیا ہے؟ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱

فتویٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي نور عيون المسلمين بنور
عين ايمانهم المسلمين ، والقنطرة و
السلام على نور العيون سرور القلب
المحزون محمد الرفيع ذكره في
الصلاة والاذان ، والحبيب اسمه عند اهل
الايمان ، وعلى الس و صبحي

المشروحة صدورهم لجلال اسرارہ و
 المفتوحة حيوتهم بجمال انوارہ، واشہد
 ان لا اله الا الله وحده لا شریک له،
 وانت محمدا عبده ورسوله
 بالهدى ودين الحق اسلمه
 صلى الله تعالی علیہ وعلیٰ
 آلہ وصحبہ اجمعین، وعلینا
 معهم وبالهم ولهم یا ارحم الراحمین
 اصیبت، قال العبد الذلیل العولی الجلیل
 عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی السنی الحنفی
 القادری البرکاتی البزیلی، نور الله حیوۃ و
 اصلح شیوۃ مستعین ارب الفانی من شہر
 ما خلق وحمد الله علی ما الہم وفق۔

جی کے مبارک سینے آپ کے اسرار و رموز کے جلال کیلئے
 کھل دیئے، اور ان کی آنکھوں کو آپ کے انوار جمال
 سے سوراخا میں گراہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے
 سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لا شریک ہے اور حضرت
 محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے برگزیدہ بندے
 اور رسول ہیں جن کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث
 کیا اللہ ہم پر بھی رحمت برسان کے ساتھ، ان کے سبب
 اور ان کے صدقہ میں یا ارحم الراحمین، مولیٰ جلیل کا بے ذلیل
 عبد العطف احمد رضا محمدی سننی، حنفی، قادری، برکاتی، بزیلی
 کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو منور فرمائے اور اس کے
 تمام احوال کی اصلاح کرے ورنہ کیا کہ وہ رب الغوث کی پناہ
 میں آتا ہے تمام مخلوق کے شر سے اور حمد کرتا ہے اللہ کی
 اس پر جو اس نے عطا کی اور اس کی توفیق دی۔ (ت)

الجواب

حضرت پُر شریف یوم النشور صاحب دواک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سننے وقت انگوٹھے
 یا انگشتان شہادت پڑھ کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز، جس کے جائز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم، اور خود اگر
 کوئی دلیل خاص نہ ہوتی تو منع پر شرع سے دلیل نہ ہونا ہی جواز کے لیے دلیل کافی تھا، جو ناجائز بتانے ثبوت دینا اس کے
 ذمہ ہے کہ قائل جواز تمسک حاصل ہے اور تمسک حاصل محتاج دلیل نہیں، پھر یہاں تو حدیث و فقہ و ارشاد و علماء و عمل
 قدیم سلف صحابہ سب کچھ موجود۔ علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت فقیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا
 صدیق اکبر و حضرت ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن و حسین و حضرت نقیب ادیبائے رسول اللہ صلی
 تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا ابو العباس عقیل علی البیہیم و عظیم جمیع الصلوٰۃ و التسلیم و غیرہ اکابر دین سے حدیث روایت
 فرمائی جس کی قدر سے تفصیل امام علامہ کس الدین سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مستطاب مقامہ حسنہ میں ذکر فرمائی
 اور جامع الرموز شرح نقایہ مختصر الوقایہ و فتاویٰ صوفیہ و کفر العباد و رد المحتار جامع شیعہ درمنا و غیرہ کتب فقہ میں اس
 فعل کے استحباب و استحسان کے معلق تصریح آئی، ان میں اکثر کتابیں خود مانعین اور ان کے اکابر و علماء مثل مسلم قزوینی

وغیرہ کے مستندات سے ہیں اور ان حدیثوں کے بارہ میں اُن محدثین کرام و محققین اعلام نے جو تصحیح و تضعیف و تحریر و توثیق میں دائرہ استدلال سے نہیں نکلے اور راہ قسابل و تشدد نہیں چلے حکم اخیر و علاحدہ بحث و تقریر قرار دیا کہ خود حضرت اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو حدیثیں یہاں روایت کی گئیں باصطلاح محدثین درجہ صحت کو فائز نہ ہوں، مقاصد میں فرمایا،

لَا يَصِحُّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هَذَا شَيْءٍ۔
بیان کردہ مرفوع احادیث میں کوئی بھی درجہ صحت پر فائز نہیں۔ (د)

مولانا علی قادری علیہ رحمۃ الہیاری موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں،
کل ما يروى في هذا اخلا يصح مرفعه البتة۔
اس بارے میں جو بھی روایات بیان کی گئی ہیں ان کا مرفوع ہونا صحیح نہیں۔ (د)

علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی رحمۃ اللہ علیہ علامہ جمیل جزائری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں،
لَمْ يَصِحَّ فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ كُلِّ هَذَا شَيْءٍ۔
بیان کردہ مرفوع احادیث میں کوئی بھی درجہ صحت پر فائز نہیں۔ (د)

پھر خواہم حدیث پر روشنی کر اصطلاح محدثین میں نقلی صحت کی جگہ کو بھی مستلزم نہیں کہ نقلی صلاحت و قاسمکہ صلاحت تک نہ کہ دعویٰ وضع کذب، تو محدثین ان احادیث پر بھیجے باصطلاح محدثین صحت میں یونہی حکم وضع و کذب بھی ہوگا، مقبول نہیں بلکہ تصریح اکثر فن کثرت طرق سے جو نقصان متصور آمد عمل علماء قبولی قضا حدیث کے لیے قوی دیگر آراء نہ کسی تو نقصان اعمال میں حدیث ضعیفہ بالا جماع مقبول، اور اس سے بھی گزریے تو بظاہر شہید یہ فعل اکابر دین سے مروی و منقول اور سلف صالح میں خلفا صحت بعرو و دشنامی چشم کے لیے مجرب اور معمول، ایسے عمل پر بالغرض اگر کچھ نہ ہو تو اسی قدر سنہ کافی بلکہ اصلاً نقل بھی نہ ہو تو صحت تجربہ وافی کو آخر افس میں کسی حکم شرعی کا ازالہ نہیں نہ کسی سنت ثابتہ کا خلاف اور نفع حاصل تو منہ باطل، بلکہ انصاف کیجئے تو محدثین کا نقلی صحت کو احادیث مرفوعہ سے خاص کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ وہ احادیث مرفوعہ کو غیر صحیح نہیں کہتے پھر یہاں حدیث موقوف کیا کہ ہے، لہذا مولانا علی قادری نے عبارت مذکورہ کے بعد فرمایا، قلت و اذا ثبت مرفعه الى الصدوق رضي الله عنہ یعنی حدیث اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی اس فعل کا ثبوت

تعالیٰ عنہ فیکفی للعدل به لقوله علیہ الصلاۃ
والسلام علیکم بسنتی وسنة الخلفاء
الراشدين علیہم السلام
عمل کو پس ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
قراتے ہیں میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے
خلفائے راشدین کی سنت۔ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم اجمعین۔

تو صدیق سے کسی شے کا ثبوت بعینہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثبوت ہے اگرچہ بالخصوص حدیث
مرفوعہ و بہر صحت یکسر مرفوع نہ ہو، امام بخاری المقاصد الحسنہ فی الاما دیت الدارۃ علی الالسنہ میں فرماتے ہیں:
حدیث: صحیح العینین باطنی اعلیٰ بیابین
بعد تقدیر لہما عند سماع قول المؤذن اشہد
ان محمد رسول اللہ صر قولہ اشہد ان
محمد عبدہ و رسولہ صر ضمیمہ بہ اللہ
سربا و پاک سلام دینا و بمعہد صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نیما ذکرہ الدین یلمس
فی الفہروس من حدیث ابی بکر الصدیق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ انہ لما سمع قول المؤذن
اشہد ان محمد رسول اللہ قال هذا
وقبل باطن الا نلتین السبابتین و صح
عینہ فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من
فعل مثل ما فعل خیرینی فقد حکمت علیہ
شفا عتی ولا یصح۔
یعنی اسی سے وہ حدیث کہ حضرت ابو الباسل احمد بن ابی بکر
پھر فرمایا
و کذا ما اوصی ابو العباس احمد بن ابی بکر

سہ الاسرار المرفوعہ فی الاخبار المرفوعہ (موضوعات کبریٰ) حدیث ۸۲۹ مجلہ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۲۱۰
سہ المقاصد الحسنہ حرف الیم حدیث ۱۰۲۱ ص ۳۸۲

رداؤنی موفی نے اپنی کتاب "رجبات الرحمہ و عزائم المغفرة"
 میں ایسی سند سے جس میں جابر بن عبد اللہ اور شقیعہ بھی ہے
 حضرت مسیح بن خضر علیہ الصلاۃ والسلام سے روایت
 کی کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص مؤذن سے اشد ان
 محمد رسول اللہ سے کہ مر جابا جیبی وقسوة
 جینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کے بعد دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے
 اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں۔

یعنی پھر ایسی سند کے ساتھ جس کے بعض رواۃ کو میں
 نہیں پہچانتا فقیر بن ابی ہاشم کے صحابی سے روایت کی
 کہ وہ اپنا حال بیان کرتے تھے ایک بار ہوا چل ایک
 ککڑی ان کی آنکھوں میں پڑ گئی نکالتے تھک گئے ہر روز ککڑی
 اور نہایت سخت درد پہنچایا انھوں نے مؤذن کو اشد
 ان محمد رسول اللہ کہتے ہوئے یہی کہا فوراً ککڑی
 رداد ورجہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کے فضائل کے حضور اتنی بات کیا چیز
 ہے۔

یعنی شمس الدین محمد بن صالح مدنی مسجد مدینہ طیبہ کے امام
 و خطیب نے اپنی تاریخ میں جو مصری سے کہ سلف
 صالح میں تھے نقل کیا کہ میں نے انھیں فرماتے سنا

الرداء الجانی المتصوف فی کتابہ موجبات الرحمة
 وعزائم المغفرة "بمسند فیہ مجاہیل مع
 انقطاع عن الخضر علیہ السلام انه قال
 من قال جینی یسمع المؤذن یقول اشد ان
 محمد رسول اللہ، مر جابا جیبی وقسوة عینی
 محمد بن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،
 ثم یقبل ابهامیه ویجعلهما علی عینیہ
 لم یزل ابداً

پھر فرمایا،

ثم روی بسند فیہ من لہ اعطیہ عن الخضر
 الفقیہ محمد بن ابی ہاشم حکم عن نفسه
 انه جبت مریج، فوقعت منه حصاة فی حین
 فاعیاه حرجها والسته اشد الالم، وانما
 لما سمع المؤذن یقول اشد ان محمد رسول
 اللہ، قال ذلک فخرجت المحبابة من قوسہ،
 قال الرداء مر جہ اللہ تعالیٰ، وهذا یسمی
 فی جنب فضائل الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم

پھر فرمایا،

وحکم الشمس محمد بن صالح المدنی املہا
 وخطیبہا فی تاریخہ عن المجد احد القدماء
 من المصريين، انه سمعہ یقول من صلی

جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر یا کہ اذان میں
سُن کر گھر کی اُننگی اور اُنگوٹھا سٹا سٹا سے اور انگلیں برسہ
دسہ کو آنکھوں سے دھکائے اُس کی آنکھیں کبھی نہ
دُکھیں۔

یعنی ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقہ محمد بن زندی
سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے اور
اُن کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں پر کس کرتے وقت
یہ درد و مرض کرے صلی اللہ علیہ وسلم یا سیدنا یسین
یا نبی اللہ یا حبیب قلبی و یا نور بصری
و یا قرة عینی، اور دونوں صاحبوں یعنی شیخ محمد و
فقہ محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں
سہاری آنکھیں نہ دُکھیں۔

یعنی امام ابن صالح مروج نے فرمایا اللہ کے لیے حمد و
شکر ہے جب سے میں نے یہ عمل اُن دونوں صاحبوں
سے سنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں
نہ دُکھیں اور اُمید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں
کبھی اندھا نہ ہوں گا اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

یعنی یہ امام حنفی فرماتے ہیں فقہ محمد سید خولانی سے مروی
ہو کہ انھوں نے فرمایا مجھے فقہ عالم ابو الحسن علی بن محمد
بن حدید حنفی نے بغروی کہ مجھے فقہ زاہد بلانی نے

علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذ اسمع
ذکر فی الاذان ، وجمع اصبعیه المسمیحة
والا بھام وقلہما وصر بہما عینہ لہ
یومدا بدأ۔
پھر فرمایا ،

قال ابن صالح ، وسمعت ذلک ایضا من الفقیہ
محمد بن الزندی عن بعض شیوخ العراق
او العجم انه یقول عند ما یمسح عینہ ، صلی
اللہ علیک یا سیدی یا رسول اللہ یا حبیب
قلبی و یا نور بصری یا قرة عینی ، قال لی کل
منہما من فعلہ لہ ترمذ عینی۔

پھر فرمایا ،

قال ابن صالح وانا لله الحمد والشکر من
سمعہ منہما استعملتہ ، فلم ترمذ عینی
وامرجوات ما فیتھما تدوم وافی اسلموسن
المصی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

پھر فرمایا ،

قال وروی عن الفقیہ محمد بن سعید الخولانی
قال اخبرنی الفقیہ العالم ابو الحسن علی بن محمد
بن حدید الحنفی ، اخبرنی الفقیہ الزاهد بلانی

جس کے شرائط سخت و دشوار اور برائے و غلط کثیر و بسیار، حدیث میں اُن سب کا اجتماع اور ان سب کا ارتقاء کم ہوتا ہے، پھر اس کی کے ساتھ اس کے اثبات میں سخت و قہر اگر اس بحث کی تفصیل کی جائے کلام طویل تحریر میں آئے ان کے نزدیک جہاں ان باتوں میں کہیں بھی کی ہوئی فراموشی ہے یہ حدیث صحیح نہیں "یعنی اس میں درجہ علیا کو نہ پہنچی، اس سے دوسرے درجہ کی حدیث کو غرض کہتے ہیں یہ یا آنگہ صحیح نہیں پھر بھی اس میں کوئی قباحت نہیں ہوتی ورنہ حسن ہی کیوں کہلاتی، فقط اتنا ہوتا ہے کہ اس کا یا بعض اوصاف میں اس جہز مرتبہ سے ٹھکا ہوتا ہے، اس قسم کی بھی سیکڑوں حدیثیں صحیح مسلم وغیرہ کتب صحاح بلکہ عند التوفیق بعض صحیح بخاری میں بھی ہیں یہ قسم بھی استناد و اجتماع کی پوری قیامت رکھتی ہے۔ وہی علماء جو اسے صحیح نہیں کہتے بلکہ اس پر احتیاج فرماتے اور احکام حلال و حرام میں حجت بناتے ہیں، امام متقی محمد محمد بن امیر الحاج علی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ شرح میں فرماتے ہیں:

ترمذی کا یہ فرمانا کہ اس باب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کوئی صحیح حدیث نہیں آئی تھی جس اور اس کے مثل کی نفی نہیں کرتا اور ثبوت مقصود کچھ صحیح ہی پر موقوف نہیں، بلکہ جس طرح اس سے ثبات ہوتا ہے یونہی جس سے بھی ثبات ہوتا ہے۔

قول الترمذی "لا یصح عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی ہذا الباب شیء" انتہی یوسفی و جود الحسن و نحوه و المطلوب لا یتوقف ثبوته علی الصحیح، بل کما ثبت بہ شدت بالحسن ایضاً۔
اس میں ہے،

یعنی اصطلاح علم حدیث کی رو سے صحت کی نفی حسن ہو کر ثبوت کی نافی نہیں۔

علی الشیء حل مقتضی الاصطلاح الحدیثی لایلز من نفی الصحۃ نفی الثبوت علی وجہ الحسن۔
امام ابن حجر مکی صراحۃ میں فرماتے ہیں،

یعنی امام احمد کا فرمانا کہ یہ حدیث صحیح نہیں، اس کے

قول احمد "انہ حدیث لا یصح احکام

ذکر کے بعد قول استعمال کرنے کے مسئلہ میں اس کو ذکر کیا ہے (ت) صفحہ العلوة کے آخر میں تھا کہ فعل فی العلوة سے متواتر پہلے اسے ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

گیا دھویں باب کی فصل اول کے آخر اور فصل ثانی سے متواتر پہلے عاشوراء کے دن اہل و عیال پر وصیت والی حدیث میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

علہ ذکر فی مسئلۃ المسح بالسدیل بعد الرضوخ ۱۲ منہ
عکس آخر صفحہ العلوة قبیل فصل فیما ذکرہ قول فی العلوة ۱۲ منہ

عکس ذکر فی حدیث التوسعة علی العیال یوم۔
العاشوراء فی آخر الفصل الاول من الباب الحادی عشر قبیل الفصل الثانی ۱۲ منہ

لذاتہ فلا یفتی کو صحاح العیروہ ، والمصنف لعیروہ
 یحتج بہ کما بین فی علم الحدیث
 سند الضحاام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 من لای الصلحۃ لا یفتی الحسن اذ ملخصا
 یہ مضمون ہے کہ صحیح لذاتہ نہیں تو یہ حسن لغیرہ ہونے کی نفی نہ کر سکتا
 اور حسن اگرچہ لغیرہ بروحت ہے مگر علم حدیث میں بیان ہو چکا
 یعنی صحت کی نفی سے حدیث کا حسن ہونا نفی نہیں ہوتا
 اہل طحا

یہی امام نربہ انظر فی توضیح نخبۃ الفکر میں فرماتے ہیں ،
 هذا القسم من الحسن مشارک للصحيح في
 الاحتجاج به وان كان دونہ
 مؤثرا علی جاری موضوعات گیر میں فرماتے ہیں ،
 لا یصح لایب الحسن ملخصا
 یعنی حدیثی کا قول کہ یہ حدیث صحیح نہیں اس کے حسن
 ہونے کی نفی نہیں کرتا۔ اہل طحا

سیدی نور الدین علی محمودی جواہر العقیدین فی فضل اللہ تعالیٰ میں فرماتے ہیں ،
 قد یكون غیر صحیح و هو صالح ولا حرج
 به ، اذ الحسن مرتبة بین الصحیح والضعیف
 یہی حدیث صحیح نہیں ہوتی اور باوجود اس کے
 وہ قابل حجت ہے ، اسی لیے کہ حسن کا درجہ صحیح و
 ضعیف کے درمیان ہے ۔

حدیث کان السبب عند اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یصح ان ینقل الیہ قائم
 حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرمایا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو کھڑے ہو کر
 جوتا پیسنے سے منع فرمایا ، کہ امام ترمذی نے جابر و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کر کے فرمایا ،

۱۸۵	مطبوعہ مکتبہ جمعیۃ سلطان	الفضل الاول فی الآیات الواردة فیہم	سلف الصراحت المحرق
۳۳	مطبوعہ مطبعہ علمی لاہور	بحث حدیث حسن لذاتہ	سلف نتائج ارادہ کار فی تخریج احادیث الاذکار
۲۳۶	مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت	حدیث ۹۲۹	سلف الارادہ المرفوعہ فی الانبیاء الموصوفہ
			سلف جواہر العقیدین فی فضل الشریعین
۲۰۹/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب ما جاء فی کراہیۃ المشی فی الفضل الواحد	سلف جامع الترمذی

کلا الحدیثین کا یہ حصہ عند اہل الحدیث ہے دو فوہ حدیثیں محدثین کے نزدیک صحیح نہیں۔
علامہ عبد الباقی زرقانی شرح مواہب میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں ۱

لغیرہ الصبغة لا ینال انہ حسن کما علمت
صحت کی نفی حسن ہونے کے منافی نہیں جیسا کہ معلوم

ہو چکا ہے۔

شیخ عقیق مولانا عبدالحی محدث دہلوی رکن الدین زرقانی شرح مواہب مستقیم میں فرماتے ہیں ۱

حکم بعدم صحت کردی کسب اصطلاح محدثین فراغت نذر
چہ صحت در حدیث چنانچہ در مقدمہ معلوم شدہ درجہ اعلیٰ
ست و ائمہ آئین تک ترجیح اعاویث کہ در کتب مذکور
ست، حتی وری شش کتاب کہ آثار اصحاب ستہ گویند ہم
بر اصطلاح ایشان صحیح نیست، بلکہ تسمیہ آنها صحاح
باعتبار تعلیق ست ہے

اصطلاح محدثین میں عدم صحت کا ذکر غزالت کا حکم نہیں
دکھتا کیونکہ حدیث کا صحیح ہونا اس کا اعلیٰ ترین درجہ ہے
جیسا کہ مقدمہ میں معلوم ہو چکا ہے اور اس کا دائرہ مہارت
ہی تک ہے تمام احادیث ہوکتا ہوں میں مذکور
ہیں حتی کہ ان چھ کتب میں بھی جن کو صحاح ستہ
کہا جاتا ہے۔ محدثین کی اصطلاح کے مطابق صحیح
نہیں ہیں بلکہ ان کو تفسیلاً صحیح کہا جاتا

ہے (ت)

مرقۃ شرح مشکوٰۃ میں امام محقق علی الاطلاق سیدی کی لہجہ والین محدثین الامام و مولانا زرقانی سے منقول
وقول من يقول فی حدیث انہ لیرید ان سلم لہ
یقدح لان العجبة لا توقف علی الصحة، میل
الحسن کا فتہ

موقوف نہیں بلکہ کسی کا کافی ہے

عہ المقصد، ثالث النوع الثاني ذکر نسلہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲ منہ (۴)

تیسرے مقصد دوسری فرع فعل مصطفیٰ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر میں اس کا بیان ہے۔ (ت)

۱/۲۰۹ مطبوعہ آفتاب پریس لاہور
۵/۵۵ مطبوعہ عامہ مصر
۵۵۷ مکتبہ نوریہ و جنوبیہ سکھر
۲/۱۸ مرقۃ شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب ما یخرج من فی الصلاة مطبوعہ مکتبہ ابراہیم پٹان

۱۔ جامع الترمذی باب ما جاء فی کبرایۃ المثنی فی النسل الواحدة
۲۔ شرح الزرقانی علی المواہب ذکر لعلہ صلی اللہ علیہ وسلم
۳۔ شرح مواہب مستقیم لغیرہ الحق المحدث الدہلوی
۴۔ مرقۃ شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب ما یخرج من فی الصلاة

تو بات خوب یاد رکھنے کی ہے کہ محدث حدیث سے انکار نفی حسی میں بھی نفی نہیں جس سے قابلیت احتجاج حقیقی ہو
 نہ کہ صانع و لائق، اعتبار برہانہ کہ نفس باطل و موضوع ٹھہرتا جس کی طرف کسی جاہل کا بھی ذہن نہ جاسے گا کہ صحیح و موضوع دونوں
 ابتداء و انتہاء کے کناروں پر واقع ہیں، سب سے اعلیٰ صحیح اور سب سے بدتر موضوع اور وسط میں بہت اقسام حدیث
 ہیں درجہ بدرجہ، (حدیث کے مراتب اور ان کے احکام) مرتبہ صحیح کے بعد مستفیض و غیر مستفیض لذات، پھر
 حقیقی لغویہ، پھر ضعیف بضعف قریب اس حد تک کہ صحت اعتبار باقی رکھے جیسے اغوا باروی یا ثور بضعف یا بیس
 وغیرہ، اول کے تین جگہ چاروں قسم کو ایک حسب راسم ثبوت قائل ہے اور وہ سب صحیح بنا ہیں اور آخر کی قسم صانع، یہ
 مستحاجات و شواہد میں کام آتی ہے اور ہمارے وقت پاکر حسن لغویہ و صحیح لغویہ سمجھ جاتی ہے، اسی وقت وہ صلاحت
 احتجاج و قبول فی الاحکام کا زیر گراں بننا پسندی ہے، ورنہ دربارہ فضائل تو آپ ہی مقبول و تنہا کافی ہے، پھر درجہ ششم
 میں ضعیف قوی و دہن شدید ہے جیسے راوی کے متن وغیرہ قواعد قویہ کے سبب متروک ہو یا بشرطیکہ ہمزہ نہ کہ کذب سے
 بُرائی ہو، یہ حدیث احکام میں احتجاج و کنکار اعتبار کے بھی لائق نہیں، ہاں فضائل میں مذہب راجح پر قطعاً اور بعض کے
 طور پر بعد اظہار تصدیق و ترمیم و ترجیح طرق منصب قبول و عمل پائی ہے، کما استنبطتہ ان شاء اللہ تعالیٰ (ان شاء اللہ
 تعالیٰ مغرب الیٰ کالتغیلات آ رہی ہیں۔ ست) پھر درجہ ہفتم میں مرتبہ مطروح ہے جس کا درو ضاع کذب یا تم با کذب پر
 ہو یہ بدترین اقسام ہے بلکہ بعضی روایات کے ساتھ ایک اصطلاحات پر اس کی نوعاً شد یعنی جس کا ہمارے کذب
 پر ہر عین موصوح یا نظر تدقیق میں یوں کہے کہ ان اطلاقات پر داخل موضوع ملکی ہے۔ اس سب کے بعد درجہ موضوع کلمہ ہے
 یہ باوجود غلطی نہ قابل اعتبار نہ فضائل وغیرہ کسی باب میں لائق احتساب، بلکہ اسے حدیث کناہی توسع و تجوز ہے، حقیقتاً
 حدیث نہیں محض جھوٹ و افتراء ہے، والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ۔ وسیعہ حلیۃ تفصیل حل و دل ان شاء اللہ
 العلوی الاصلیٰ (اس کی روشنی تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے لیے بیان کی جائے گی۔ ست) طالب تحقیق میں
 چند حرفوں کو یاد رکھے کہ باوصف و عمارت محصل و شخص علم کثیر ہیں اور شاہد اس تحریر میں کے ساتھ ان سطور کے غیر
 میں کم نہیں، واللہ الحمد والصلوٰۃ (سب خوبیاں اور احسان اللہ تعالیٰ کیلئے ہے) خیرات دُور پڑتی ہے کہ اس
 قدر ہے کہ جب صحیح اور موضوع کے درمیان اتنی منزلیں ہیں تو انہما صحت سے اثبات و قیاس و آثار زمین و آسمان کے
 قلابہ ملتا ہے، بلکہ نفی صحت و کذب نفی ثبوت ہی کیلئے یعنی اُس فرقہ محدثین کی اصطلاح پر جس کے نزدیک ثبوت صحت
 حسن دونوں کو شامل، تاہم اُس کا حاصل اس قدر ہلکا کہ صحیح و حسن نہیں نہ کہ باطل و موضوع ہے کہ حسن و موضوع کے
 بیچ میں بھی دُور و آزار میں پڑے ہیں۔

میں اس واسطے بات پر سنسنی کیا پیش کرنا چاہتا تھا کہ کلام اُن صاحبوں سے پڑا ہے جو اغوا سے عوام کے لیے
 دیدہ و دانستہ محض اُٹی مادی بن جاتے اور جہر سیر کو زیر و اُسی کر دیتے ہیں۔ لہذا کلمات علماء سے اس روش

مقدمہ کی تقریریں لیجئے۔
 انام سنہ اتفاقاً و انام محقق علی الاطلاق و انام علی و انام مکی و علامہ زرقانی و علامہ محمودی و علامہ بروی کی جہازات
 کہ ابھی نہ کوڑھتیں حکم دلاتے اص و قوی الخطاب اسس و قوی جینہ پر دلیل میں کہ جب نفی صحت سے نفی حسن ممکن نہیں
 قرابت وضع تو خیال محال سے بعد و کس و قرین۔

دعوت کے صحیح نہ ہونے اور موضوع ہونے میں زمین آسمان کا فرق ہے، تاہم جہازات النص ٹھننے،
 امام بدر الدین زکریا کی کتاب النکت علی ابن الصلاح پھر امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف پھر علامہ ابن عمرین
 عراقی کنانی ترمذی الشریعہ امروہ منہ انہما الشیخ المصنف پھر علامہ محمد طاہر فتی حاکمہ جمع بکار الاوزار میں فرماتے ہیں،
 میں قوتاً لم یصح و قوتاً موضوع ہون کثیر، فاق
 الموضوع اثبات الکذب والاختلاف، و قولنا
 لم یصح لایلزم منہ اثبات العدم، و اما هو
 احب رعن حد ما لثبوت، و فرق بین الامرین۔
 یعنی ہم محدثین کا کسی حدیث کو کتنا کہ یہ صحیح ہیں در موضوع
 کتنا ان دونوں میں بڑا بل ہے کہ موضوع کتنا تو اسے
 کذب و افتراء ٹھہرنا ہے اور میرے کہنے سے نفی حدیث
 لازم نہیں، بلکہ اس کا حاصل تو سلب ثبوت ہے اور
 اسی دونوں میں بڑا فرق ہے۔

یہ لفظ لال کے ہیں اور اسی سے جمع میں لعلہ نقل کیا، مزید میں اس سے لعلہ اور زیادہ فرمایا،
 و هذا ایچوائی عقل حدیث قال فیہ ایچہ الجوری
 لایصحہ تہجد
 سب میں یہی تقریر جاری ہے کہ ان اوصاف کے عدم سے ثبوت وضع کھنا علیہ صحت سے مائل و جاری ہے۔
 امام ابن حجر عسقلانی القول المسدوقی الذب عن سنن احمد میں فرماتے ہیں،
 لایلزم من کون الحدیث لم یصح ان یکون
 موضوعاً
 یعنی حدیث کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا لازم
 نہیں آتا۔

امام سیوطی کی کتاب التعلقات علی الموضوعات میں فرماتے ہیں،
 اکثر ما حکم الذہبی علی هذا الحدیث، یعنی بڑھ سے بڑھ اس حدیث پر امام ذہبی نے اتنا

۵۰۶/۳	نو کشف لکھنؤ	فصل و علوم و اصطلاحات	لے جمع بکار الاوزار
۱۴۰/۱	دارالکتب العلمیہ بیروت	کتاب الترمذیہ فصل ثانی	لے ترمذی الشریعہ
۲۵	مطبوعہ دائرۃ المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن ہند	الحديث السابع	لے القول المسدود

امہ قال متن یصحیحہ و هذا أصا دق
بضعہ ۱۰
حکم کیا کہ یہ صحیح نہیں، یہ بات ضعیف ہونے سے بھی
صادق ہے۔

علی قاری موضوعات میں زیر بیان احادیث نقل فرماتے ہیں،

لا یرحم من عدم الصلۃ وجود الوضوء کما
لا یغنی ۱۰
یعنی کئی جُزئی بات ہے کہ حدیث کے صحیح نہ ہونے سے
موضوع ہونا لازم نہیں آتا،

اسی میں، درعی شوزمر لگانے کی حدیث پر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا حکم لا یصح هذا
الحدیث "یہ حدیث صحیح نہیں۔ ت، نقل کر کے فرماتے ہیں،

قلت لا یرحم من عدم صحۃ ثبوت وضعہ و
عایتہ انہ ضعیف ۱۰
یعنی میں کہتا ہوں اس کے صحیح نہ ہونے سے موضوع ہونا
لازم نہیں، غایت یہ کہ ضعیف ہو۔

علامہ طاہر صاحب جمع تذکرۃ الموضوعات میں امام سبک السبک الحافظ مسقلانی سے ناقل،

ان بعد لا یثبت لا یثبت الوضوء فان الثابت
یشمل الصحیح فقط، والضعیف دونہ ۱۰
یعنی کسی حدیث کو بے ثبوت کہنے سے اس کی موضوعیت
ثابت نہیں ہوتی، کثابت تو وہی حدیث ہے جو صحیح ہو

اور ضعیف کا وجہ اس سے کم ہے۔

بلکہ مولانا علی قاری آخر موضوعات کبیر میں حدیث الطیۃ قبل الطعام فیصل البطن غسلا و ینہب بالمداء
اصلا (کھانے سے پہلے تر توڑ کھا پیٹ کو خوب دھو دیتا ہے اور بیماری کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔ ت) کی نسبت
قول امام ابن عساکر "ث لا یصح" (یہ ساذ ہے صحیح نہیں۔ ت، نقل کر کے فرماتے ہیں،

ہو یقیناً، نہ غیر موضوع کما لا یحقی ۱۰
یعنی نہ کہنا ہی بتا رہا ہے کہ حدیث موضوع نہیں
بیشک کہ خود ظاہر ہے۔

یعنی موضوع ہاتھ تو باطل یا کذب یا مروج یا مغتری یا غفلت کئے نقلی صحت پر کیوں فقار کرتے، غافل

سہ التبعات علی الموضوعات باب بدو الخلق والانبیاء مکتبہ اشرفیہ ساکنہ علی سینیہ پورہ ص ۴۹

سکھ موضوعات ملاحظی قاری بیان احادیث التعل حدیث ۴۲۳ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ص ۳۱۸

سکھ " " " " بیان احادیث الاکمال یوم عاشوراء الحدیث ۱۳۹ " " " " ص ۴۱۱

سکھ جمع تذکرۃ الموضوعات (الباب الثانی فی اقسام الموضوعات مکتبہ خانہ مجیدہ ملتان ص ۴۰

سکھ موضوعات ملاحظی قاری حدیث البلیغ قبل الطعام حدیث ۱۳۴۳ " " " " ص ۳۵۰

واللہ تعالیٰ اعلم۔

تتبعہ بعد اذ تبارک تعالیٰ یہاں سے ان تسلیوں طائفہ ذکر کن کا اصل مشنیہ و زوال طبع و فروع تمام پشت از ہام ہو گیا جو کلمات علائق متقدمہ سے و جمع الجہاد و تذکرۃ الموضوعات و مختصر المقاصد وغیرہ سے احادیث تقبیل بہائین کی نفی صحت نقل کر کے بلے و حرک و حوی کر دیتے ہیں کہ ان کے کلام سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو احادیث انکو سنے چڑھنے میں لالہ باقی ہیں سب مرفوض ہیں اور یہ فعل منوع و غیر مشروع ہے، سبحان اللہ کہاں نفی صحت کہاں حکم وضع، کیا مراد کی بات سے کہ جہاں درجات متقدمہ ہوں وہاں سب میں اعلیٰ کی نفی سے سب میں ادنیٰ کا ثبوت ہو جائے گا، مثلاً زید کو لکھے کہ باوشت، نہیں تو اس کے معنی یہ نہیں کہ ناجائز شیعہ کو محتاج ہے، یا تسلیوں طائفہ کو کہے کہ ادیا نہیں تو اس کا مطلب یہ قرار پائے کہ سب کافر ہیں، لیکن الوہابیہ قوم یہ جھوٹوں۔

افادہ دوم (تہانت راوی سے حدیث پر کیا اثر پڑتا ہے) کسی حدیث کی سند میں راوی کا مجہول ہونا اگر اثر کم ہے تو صرف اس قدر کہ اسے ضعیف کہا جائے نہ کہ باطل و مرفوض بلکہ ملکہ اس میں اختلاف ہے کہ جہات قواعد صحت و مانع حجت بھی ہے یا نہیں تفصیل مقام پر کہ (مجہول کی اقسام اور ان کے احکام) مجہول کی تین قسمیں ہیں، اول مستور ہیں کی حدیث ظاہری معادہ اور باطنی کی تحقیق میں کسی قسم سے ردی صحیح مسلم شریف میں بکثرت ہیں۔ دوم مجہول الحین، جس سے صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہو۔

وهذا أصل نوع فيه ، فان من العلماء من
نقل الجہات بروایة واحد معتمد مطلق
اداد اکان لا بدوی ، الا من عدل عنده ، کیجی
بن سعید القطان و عبد الرحمن بن مہدی
والامام احمد في مسنده ، و هذا اقوال
آخر -
اس قسم میں نزاع ہے بعض محدثین نے مطلقاً صرف
ایک فقہ راوی کی وجہ سے جہالت کی نفی کی ہے یا اس
شرط کے ساتھ نفی کی ہے کہ وہ اس سے روایت کرتا ہے
جو اس کے ہاں عادل ہے مثلاً یحییٰ بن سمیعہ بن
القطان ، عبد الرحمن بن مہدی اور امام احمد اپنی سند
میں اور یہاں دیگر اقوال بھی ہیں (ت)

سوم مجہول المال، جس کی حدیث ظاہری و باطنی کچھ ثابت نہیں وقد یطلق علی ما یشتد المستور
(کسی اس کا اطلاق ایسے معنی پر ہوتا ہے جو مستور کو شامل ہو جائے۔ ت)

قسم اول یعنی مستور تو مجہور تحقیق کے نزدیک مقبول ہے، یہی مذہب امام الامام سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کا ہے، فتح المغیث میں ہے، قبلہ ابو حنیفہ خلافاً لاشافعی و امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے قبول

لے فتح المغیث شرع النفیۃ الحدیث معرفۃ من تقبل روایۃ من ترد و دارالامام الطبری بیروت ۵۲/۲

کرتے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ تہ الام نووی فرماتے ہیں یہ صحیح ہے ،
 قالہ فی شرح المہذب ، ذکرہ فی التہذیب ،
 وکذلک مال الحدیث مرہ الامام ابو عمرو
 بن الصلاح فی مقدمتہ ، حیث قال فی
 المسئلة الثامنة من السبع الثالث والعشرون
 ویثبہ ان یتکون العل علی هذا الرأي فی کثیر
 من کتب الحدیث المشہورۃ فی غیر واحد من
 من الرواة الذین تقادم العہد بہم و
 تعذر من الخیرۃ الی طئۃ بہم۔

(ت)

اور دو قسم باقی کو بعض کا برکت جانتے جو روایت ضعف مانتے ہیں۔ امام زین الدین عززی الفیہ میں فرماتے ہیں،

واحتسوا هل یقبل المجهول وھو علی ثلثۃ مجعول

مجهول عین منہ ر ، فقہ وں رد لا کثرت التقسیم الوسط

مجهول حال باطن و ظاہر و حکمہ الرولدی الجمہور

الثالث المجهول للعدالة فی باطن فقط قدس اعم لہ

حجية لعین من منہ ما قبلہ منہم تثلیث فقط

(مجمول کے بارے میں علماء حدیث کا اختلاف ہے کہ آیا اسے قبول کیا جائے گا یا نہیں ؟ اس کی تین اقسام ہیں ، مجمول العین جس کو صرف ایک شخص نے روایت کیا ہو اسے اکثر نے رد کر دیا ہے ۔ اور دوسری قسم وہ مجمول ہے جس کے راوی کی ظاہری اور باطنی عدالت دونوں ثابت نہ ہوں اسے جوہر نے رد کر دیا ہے تیسری قسم وہ مجمول ہے جس میں راوی کی معرفت باطنی عدالت ثابت نہ ہو ، اسے بعض نے رد کیا ہے اور بعض نے قبول کیا ہے اور قبول کرنے والوں میں امام مسلم ہیں تو انہوں نے قطعی قبول کیا ہے ۔ ت)

عہ ای تلامذہ سلیم یا الضحیر ابن ایوب اس سے مراد امام سلیم (ضعیف) ابن ایوب
 الرازی الشافعی فانہ قطعہ بقبولہ ۱۲ منہ رازی شافعی ہیں ان کے نزدیک ایسی روایت کو
 مرعی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ (د) قطعاً قبول کیا جائے گا ۱۲ منہ یعنی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)۔

سلیم مقدس ابن الصلاح الروح الثالث والعشرون مطبوعہ فاروقی کتب خانہ
 سنہ الفیہ فی اصول الحدیث مع فتح المعین معرقۃ من تقبل روایتہ ومن ترد وازالہ الام الطبری بیروت ۱۳۷۲ھ

اسی طرح تقریب الراوی و تقریب الراوی وغیرہا میں ہے بلکہ امام نووی نے مجہول العین کا قبول بھی بہت محققین کی طرف نسبت فرمایا مقدمہ منہاج میں فرماتے ہیں :

المنجھول اقسام : منجھول العدالة ظاہراً و باطناً ، و منجھولہا باطناً مع وجود ظاہر او هو المستور ، و منجھول العین ، عاماً الاول فالجہود علی ما لا یحتج بہ ، و اما الاخران فاحتج بہما کثیرون من المحققین علیہ

مجہول کی کئی اقسام ہیں ، ایک یہ کہ راوی کی عدالت ظاہر باطن میں غیر ثابت ہو ، دوسری قسم عدالت باطن مجہول مع ظاہراً معلوم ہو ، اور یہ مستور ہے ، اور تیسری قسم مجہول العین ہے ، پہلی قسم کے بارے میں مجہور کا اتفاق ہے کہ یہ قابل قبول نہیں اور دوسری دونوں اقسام سے اکثر محققین استدلال کرتے ہیں ۔ (تہذیب)

بلکہ امام اجل عارف باللہ سیدی ابوطالب مکی قدس سرہ الملکی اسی کو فہمائے کرام و ادبیائے عظام قدس سرہ ابراہیم کا مذہب قرار دیتے ہیں ۔ کتاب مستطاب طبع القدر عظیم الفروق تالطوب فی معادہ المہرب کی فصل اس میں فرماتے ہیں :

بعض ما یضرب بہ رواۃ الحدیث و تعلل بہ حدیثہم لایکون تعدیلاً و لا جرحاً عند الفقہاء ولا عند العلماء ہا للہ تعالیٰ مثل ان یکون الراوی منجھولاً ، لایثربہ اعسول و قد مدب الیہ ، و نقلہ الاتباع لہ اذ لہ یقدم لہم الاشارة عندہ

یعنی بعض روایں جن کے سبب راویوں کو ضعیف اور کسی حدیث کو غیر صحیح کہا دیا جاتا ہے ، فقہاء و علماء کے نزدیک باعث ضعف و جرح نہیں ہوتیں جیسے راوی کا مجہول ہونا اس لیے کہ اس نے گناہی پسند کی کہ خود شرح مطہر نے اس کی ترمیم فرمائی یا اس کے شاگرد کم بخت نے کہ لوگوں کو اس سے روایت کا اتفاق نہ ہوا ۔

بہر حال نزاع اس میں ہے کہ جہالت سرے سے وجہ علمی سے بھی ہے یا نہیں ۔ یہ کوئی نہیں کہتا کہ جس حدیث کا راوی مجہول ہو خواہی کونسی باطل و مجہول ہو ، بعض قسہ دین نے اگر دعوے سے قاصر دلیل ذکر بھی کی علماء نے فوراً رد و ابطال فرمادیا کہ جہالت کو وضع سے کیا علاقہ ، مولانا علی قاری رسالہ فضائل نصف شعبان فرماتے ہیں :

جہالت بعض الرواۃ لا تقتضی کون الحدیث
موضوعاً وکذا انکاره الا لحاظ، فیجوز ان
یحکم علیہ بانہ ضعیف، ثم یعمل
بالضعیف فی فصائل الاعمال۔
یعنی بعض راویوں کا جہول یا اللہ کا کلمہ کا معنی ہونا
یہ نہیں چاہتا کہ حدیث موضوع ہو، ہاں ضعیف کو پھر
فصائل اعمال میں ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا: فیہ سراح جہول، ولا یضر لہ من احادیث
المصنئ (اس میں ایک راوی جہول ہے اور کچھ نقصان نہیں کہ یہ حدیث تو فضائل کی ہے)
موضوعات کبیر میں استاذ الحدیث امام زین الدین عراقی سے نقل فرمایا: انتہ لیس بموضوع وفی مسندہ
مجهول (یہ موضوع نہیں اس کی سند میں ایک راوی جہول ہے)
امام ہرالدین زرکشی پھر امام محقق جلال الدین سیوطی لاکھنؤی میں فرماتے ہیں،

لو ثبتت جہالتہ لہو من مائیکون الحدیث موضوعاً
مالہ یکن فی سندہ من یتھربا لوضوئہ۔
یعنی راوی کی جہالت ثابت بھی ہو تو حدیث کا موضوع
ہونا لازم نہیں جب تک اس کی سند میں کوئی راوی
وضع حدیث سے متعم نہ ہو۔

عنه ذکرہ فی باب فصل الاداء و اجابہ
الہوٰن آخر الفصل الثانی ۱۲ منہ (۴)
عنه یرید حدیث عالم قریش یلثو لا مرضی
علا ۱۲ منہ (۴)
عنه قالہ فی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
عنہما فی صلوۃ التسمیۃ کہ الحمد ابو الفرج
بجہالتہ موسیٰ بن عبد العزیز ۱۲ منہ (۴)
مصدتہ اذان اور جواب اذان کے باب کی فصل ثانی کے آخر
میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (۴)
حدیث قریش کا ایک عالم زمین کو علم کی دولت سے بھر دے گا
کے تحت اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (۴)
صلوۃ التسمیۃ کے بارے میں حضرت عبد اللہ ابن عباس
کی حدیث میں اس کو ذکر کیا ہے لیکن ابو الفرج نے
موسیٰ بن عبد العزیز کی جہالت کی بنا پر اس کو چھڑ دیا ہے۔

لہ رسالۃ فصل نصف شعبان
لہ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ باب الاذان فصل ثانی
لہ الاسرار المرفوعہ فی اخبار الموضوعہ حدیث ۹۰۱
لہ لاکھنؤی مصنفہ صلوۃ التسمیۃ
۱۴۱/۲ مطبوعہ مکتبہ اذادیہ بکلیں
۱۵۷ منہ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
۲۳/۲ القادیانہ انجمن فی مصر

یہی دونوں امام تحریک احادیث رافضی وکائی میں فرماتے ہیں :

الأئمة من الجہل بحال المرادی انیک کوہد راوی کے مجمل الحال ہونے سے حدیث کا موضوع ہونا
المحدث ہو موضوعاً لازم نہیں آتا۔

امام ابو الفریح ابن الجزری نے اپنی کتاب موضوعات میں حدیث عن قس بن بیت شہر بعد العشاء
لاخبرة لم تقبل له صلاة تلك الليلة جس نے آخری عشاء کے بعد کوئی (لفظ) شعر کہا اس کی اس رات
کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (ت) کی یہ علت بیان کی کہ اس میں ایک راہی مجمل اور دوسرا مضطرب کثیر الخطا ہے اس
پر شیخ الخفاف امام ابن حجر عسقلانی نے القول المسد فی الذب علی مسند احمد بحر ما سیوطی نے لائی وقعتات میں فرمایا :
لیس فی شیء مما ذکرہ ابو العرج ما یقتضی الوجدان یہ طیش ابو الفریح نے ذکر کیا ان میں ایک بھی موضوعیت
کی مقتضی نہیں۔

امام ابن جریر کی صحاح میں حدیث المس رمی اللہ تعالیٰ عنہ فی ترویجہ ما طعنه من علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہما کی نسبت فرماتے ہیں :

کونہ کذباً فیہ بطور و انما هو غریب فی مسندہ اس کا کذب ہونا مسلم نہیں ہاں غریب ہے اور راوی
مجهول ہے
علامہ برقاوی شریح ماہب میں فرماتے ہیں :

علی قالہ فی حدیثہ و عبد تارک المصحف غیبت
اشیاء یہ یہودی و نصرا یا ۱۲ مخری اللہ تعالیٰ عنہ
ایسا بزدہ جرح کو ترک کرے والا ہو اگر وہ چاہے تو
یہودی یا نصرانی ہو جائے ۱۲ مخری اللہ تعالیٰ عنہ سے لے
غیر (ت)

علی باب وفاة امه و ما یعلق بابوہ علی اللہ
تعالیٰ عنہ و سلہ ۱۲ مخری اللہ تعالیٰ عنہ
باب وفاة امه و ما یعلق بابوہ علی اللہ علیہ السلام
جس اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ مخری اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

لہ لائی مسندہ صلوۃ التسبیح مطبوعۃ التہذیبۃ الکبریٰ مصر ۱۸/۶
علی کتاب موضوعات فی حدیث انتشار الشعر بعد العشاء مطبوعۃ دار الفکر بیروت ۱۹/۱
علی القول المسد الحدیث الثانی مطبوعۃ دائرة المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ہند ص ۳۶
علی نصاح علی الخوہ الباب الحادی عشر حلقہ محمد بن عثمان ص ۴۳

قال السهيلي في اساده مجاهيل وهو ينفيد
صححه فقط. وقال ابن كثير مشكوكا وصنده
مجهول وهو ايضا صحيح في انه ضعيف فقط،
فالمشكوك من قيم الضعيف، ولذا قال السيوطي
به ماورد قول ابن عسكرك مشكوك هذا حجة
لما قلته من انه ضعيف، لا موصوح، لان المشكوك
من قيم الضعيف، وبنيه وبين الموضوع فسوق
معروف في النص، فالمشكوك ما ينفذ به الراوي
الضعيف مخالفا لرواياته الثقات فان استغنت
كان ضعيفا فقط وهي مرتبة فوق المشكوك اصلها
حالاته انه مطلقا

امام سیل کہتے ہیں کہ کسی کی سند میں جہول راوی ہیں جو اس
فقد ضعف پر ال ہیں۔ ابن کثیر نے کہا کہ بہت زیادہ مشکوک
ہے اور اس کی سند جہول ہے اور یہ بھی اس بات کی
تصریح ہے کہ یہ فقط ضعیف ہے۔ کیونکہ مشکوک ضعیف کی قسم
میں سے ہے، اسی لیے امام سیوطی نے ابن عساکر کے قول
”یہ مشکوک ہے“ وارڈ کرنے کے بعد فرمایا یہ میرے اس قول
”یہ ضعیف ہے“ کی دلیل ہے موضوع ہونے کی نہیں
کیونکہ مشکوک ضعیف کی قسم ہے اس کے بعد اور حدیث مشرور
کے درمیان فی اصول حدیث میں فرق واضح اور مشہور ہے
مشکوک اس روایت کو کہتے ہیں جس کا راوی ضعیف ہزار
روایت کرنے میں منفرد اور ثقہ راویوں کی خلاف ہو کر درج
اگر متقی ہو جائے تو صرف ضعیف ہوگی اور اس کا مرتبہ مشکوک سے اعلیٰ سے اور اس سے حال کے لحاظ سے بہتر ہے۔
ملاحظہ کریں کہ سند میں متعدد جہولوں کا ہونا، حدیث میں صرف ضعف کا ثبوت ہے اور صرف ضعیف کا مرتبہ حدیث
مشکوک سے اسن و اعلیٰ ہے جسے ضعیف راوی نے ثقہ راویوں کے خلاف روایت کیا ہو، پھر وہ بھی موضوع نہیں تو فقط
ضعیف کو موضوعیت سے کیا علاقہ۔ امام سیوطی نے ان مطالب کی تصریح فرمائی والدہ تعالیٰ اعلم۔
افی وہ سوم، حدیث تنقیح کا حکم، اسی طرح سند کا منقطع ہونا مستلزم وضع نہیں، ہمارے انکارام اور
جہول ہمارے نزدیک تو انقطاع سے محض مجتہد ہی میں کہ مل نہیں آتا، و تحقیق کمال الدین محمد بن الامام حق، بتدیر
میں فرماتے ہیں۔

اسے انقطاع کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے جو کہ نقصان نہیں
یعنی وہ حدیث جس میں ہے کہ حضور کے والدین کی یہی ذمہ ہو کر
آپ کی ذات پر ایمان لائے یہ اس حدیث کے تحت مذکور ہے
قولہ کالار سال یعنی ایک تیسیر اور وہ ہے کہ سند کے آخر
سے راوی ساقط ہوا اور وہ ارسال انقطاع علی الاطلاق ہے ۱۲۸

ضعیف بالانقطاع وهو عندنا كالامرئ من بعد
الحسن یعنی حدیث، حیاء، لا یوین انکریمین حتی احسن
به صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲۸ مزہ ۱
عند قولہ کالار سال، یعنی تفسیر وہ وہنہ علی آخر
وہر علی اطلاق ۱۲۸ مزہ ۱

مدالة الرواة وثقتهم لا يضرون

کہ مکرر ادویوں کے عادلہ وقت ہونے کے بعد منقطع ہمارے
نزدیکہ درج کی طرح ہی ہے۔ (دست)

امام ابن ابیرالحاج علیہ السلام فرماتے ہیں،

لا يضرون ذلك فان المنقطع كالمرسل في قبوله
من الثقات

یہ بات نقصان نہیں دیتی کہ منقطع قبولیت میں مرسل
کی طرح ہے جبکہ ثقہ سے مروی ہو۔ (دست)

مراد امامی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں،

قال ابو داود هذا مرسل ای نوع مرسل وهو
المنقطع لكن المرسل حجة عندنا وعند
الجمهور

ابوداؤد فرماتے ہیں کہ یہ مرسل یعنی مرسل کی قسم منقطع ہے
لیکن مرسل ہمارے اور جمہور کے نزدیک حجت
ہے۔ (دست)

ابو جواسے قاضی جاسقہ میں وہ بھی صرف مورث ضعف مانتے ہیں نہ کہ مستند موضوعیت، مرقاۃ شریف
میں امام ابن حجر کی سے منقول،

لا يضرون ذلك في الاستدلال به ههنا لان المنقطع
عليه اول حجة الصلاة في كلامه من رواية
ثنا ذلك في الثناء ۱۲۴۱ من (دست)

یعنی یہ امر یہاں کی استدلال کو مضر نہیں کہ منقطع پر نقل
سند منقطع کا سند میں جہاں ثنائیں جوہل ثناء کے کہنے
الثنا کے اضافہ میں کام ہے وہاں کی ذکر ہے ۱۲۴۱ من
اس کا ذکر امام المؤمنین کی اس حدیث کے تحت ہے کہ نبی کریم
سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج مطہرات سے
تقبیل دے جاتے تو وہ ضرر کے بغیر انہی نماز پڑھ لیتے تھے۔
۱۲ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ (دست)

علیہ تحت حدیث امر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کان لیس علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یقبل بعض ازواجہ ثم یصلی ولا یتوضوء
۲ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (دست)

اس حدیث کے تحت اس کا ذکر ہے کہ جب تم میں سے
کوئی رکوع کرے تو وہ رکوع میں تین دفعہ سبحان اللہ
الاعظم پڑھے اس طرح اس کا رکوع مکمل ہو جائیگا۔ ترمذی نے کہا
اسکی سند متصل نہیں تھا امام ابن حجر نے کہ یہ نقصان نہیں ۱۲ من (دست)

علیہ تحت حدیث او رکع احدکم فقال لی رکوعہ
سبحان ربی، لعظیم ثلاث مرات عقد رکوعہ قال
الترمذی ینسب استادہ یستعمل فقال ابن حجر
هو لا یضرون ذلك ۱۲ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ (دست)

سلف مع التقدير کتاب الطهارة مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۹/۱
سلف حلیۃ اجملی

سلف مرقاۃ شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب وجوب الوضوء مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۳۴۳/۱

یعمل بہ فی الفضائل اجماعا

میں تو بالا جماع عمل کیا جاتا ہے۔

افادۂ چہارم (حدیث مضطرب بلکہ منکر بلکہ درج بھی موضوع نہیں) اختلاف تو ایک امر سل ہے جسے صحت بعض نے طعن کیا، علماء فرماتے ہیں حدیث کا مضطرب بلکہ منکر ہونا بھی موضوعیت سے کچھ ملاقہ نہیں رکھتا، یہاں تک کہ دوبارہ فضائل قبول رہے گی۔ بلکہ فرمایا کہ درج بھی موضوع سے نہ اقسام ہے حالانکہ اُس میں تو کلام غیر کا غلط ہوتا ہے۔ تعقیبات میں ہے،

المضطرب من قدم الضعیف لا الموضوع ^۱۔ مضطرب۔ حدیث ضعیف کی قسم ہے موضوع نہیں (ت)، اُسی میں ہے،

المنکر من غیر الموضوع وهو من قسم الضعیف ^۲۔ منکر، موضوع کے علاوہ ایک دوسری ذمہ ہے جو کہ ضعیف کی ایک قسم ہے۔ (ت) اُسی میں ہے،

صرح ابن عدی باب الحدیث منکر فلیس ^۳۔ اہی مدی نے تصریح کی ہے کہ حدیث منکر، موضوع نہیں ہوتی۔ (ت) اُسی میں ہے،

المنکر من قدم الضعیف وهو محتسب فی الفضائل ^۴۔ منکر ضعیف کی قسم ہے اور یہ فضائل میں قابل استدلال ہے۔ (ت)

علمہ ذکرہ فی حرب باب المنکر ۱۷ من (۴) باب المناقب کے آخر میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ من (ت) علمہ اول باب الاصحۃ ۱۷ من (۴) باب الاطعمہ کے شروع میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ من (ت) علمہ اول باب البعث ۶ من (۴) باب البعث کے شروع میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ من (ت) علمہ ثالث فی، وان خیر الکتاب فحت حدیث فضل قنزدین ۱۲ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)

۳۱۵/۲	مطبوعہ مکتبۃ المدینہ طبع	الفضل، مثال ہی باب الزکوة	سہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ
۶۲	مکتبۃ اثریہ سالکہ علی سلسلہ چوپڑ	باب الجنائز	سہ التعقیبات علی الموضوعات
۳۰	"	باب الاطعمہ	" " "
۵۱	"	باب البعث	" " "
۶۲	"	باب المناقب	" " "

اسی میں ہے،

رأيت الذهبي قال في تاسيخه "هذا حديث منكرو لا يعرف الا بمترو وهو ضعيف انتهى" فعلم انه ضعيف لا موضوع.

اسی میں ہے،

حديث ابن امامة روى الله تعالى عنه عليك بلباس الصوف تجددوا خلاوة الايمان قلويكم تحيكم حديث بطول فيه الكندي وضاح قلت، قال البيهقي في الشعب هذه الجملة من الحديث معروفة من غير هذا الطريق، وراه الكندي فيه زيادة منكورة، ويشبهه نيكول من كلام بعض الرواة فالحق ما الحديث انتهى، والجملة معروفة اخرج بحكم في المستدرک والحديث المطول من فسد المصدر بولا الموضوع.

میں نے پڑھا ہے امام ذہبی نے اپنی تاریخ میں کہا کہ یہ حدیث منکر ہے، یہ بشر ضعیف کے علاوہ معروف نہیں انتہی، پس معلوم ہوا کہ یہ ضعیف موضوع نہیں۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ تم صوف کا لباس پہنو اس سے تمہارے دلوں کو صوفت ایمان نصیب ہوگی (طویل حدیث، اس میں کئی راوی حدیث گھر نے والا ہے، میں کہتا ہوں کہ امام بیہقی نے شعب الایمان میں کہا ہے حدیث کا یہ حصہ اس سند کے علاوہ سے معروف ہے اور کئی نے اس میں ایسی زیادتی کی ہے جو منکر ہے اور ممکن ہے کہ کسی آدمی کا کلام جو لوہا انھوں نے اسے حدیث کا حصہ بنا دیا ہو انتہی، اور اس جملہ معروف کی امام حاکم نے سند رک میں تحریر کی ہے اور یہ طویل حدیث مدرج ہے موضوع نہیں۔ (ت)

افادہ پنجم جس حدیث میں راوی یا کلہم جو وہ بھی موضوع نہیں، غیر جہالت راوی کا تو یہ حاصل تھا کہ اگر دایک یا عدالت مشکوک شخص تو معین تھا کہ غلام ہے، مجہم میں تو اتنا بھی نہیں، جیسے حدیثی سرجل، (مجموعہ ایک شخص نے حدیث بیان کی، یا بعض اصحابنا ایک رفیق نے فردی، پھر یہ بھی

ملاحظہ ذکر فی آخر باب التزجید ۱۲ منہ ۱۴۱ باب التزجید کے آخر میں اس کو ذکر کیا ہے۔

علاء اول باب اللباس ۱۲ سرمدی اللہ تعالیٰ عنہ (م) باب اللباس کے شروع میں اس کا ذکر ہے ۱۲ منہ (ت)

سنة التبعات على الموضوعات باب التزجید مکتبہ اشراف سائنسز پبلیشرز پورہ ص ۴۳
سنة باب اللباس ص ۳۳

حرف در ثبوت ضعف ہے نہ کہ موجب وضع۔ امام الشافعی رحمہ اللہ نے در مسالہ القوتہ الصحیحہ میں عموم المعصفر للتحجاج پھر قائم الحقاۃ کا فی میں فرماتے ہیں،

لا یستحق الحدیث ان یتوہم یا توہم بحدود صرف راوی کا نام معلوم نہ ہونے کی وجہ سے حدیث ان ساریہ لم یسم۔

(تعدو طرق سے بہم کا جبر نقصان ہوتا ہے) ولہذا تصریح فرمائی کہ حدیث بہم کا طرق دیگر سے جبر نقصان ہو جاتا ہے۔ تعقیبات میں زیر حدیث اطلبوا الخیر عند حسن الوجہ (میں چہرے والوں سے حسب طائی طلب کرو۔) کہ عقیل نے بطریق یزید بن ہادون قال ایسا ناشیخ من قریش عن الرہری عن عائشة رضی اللہ عنہا روایت کی، فرمایا،

اور وہ (یعنی ابوالفرج) من حدیث عائشہ سے اسے اس (یعنی ابوالفرج) نے حدیث عائشہ سے مختلف سندوں سے روایت کیا ہے، پہلی سند میں بجمولی شخص سے (نام معلوم) اور دوسری میں عبد الرحمن بن ابی بکر التلیک متروک، و فی الثالث الحکومین عبد اللہ لابی احادیش۔ موضوعۃ۔ قلت عبد الرحمن لم یسم مکذیب۔ ثم انه لم یصر دیک بل تابعہ استخیل من حیاش وکلاہما یجبران ابہام الذی فی الطریق الاول آھ معتقوا۔

اسے اس (یعنی ابوالفرج) نے حدیث عائشہ سے مختلف سندوں سے روایت کیا ہے، پہلی سند میں بجمولی شخص سے (نام معلوم) اور دوسری میں عبد الرحمن بن ابی بکر التلیک متروک راوی ہے، تیسری میں حکم بن ہادون الذی سے اس کی حدیث موضوعہ میں، میں کتابوں کے عبد الرحمن متهم بالکذب نہیں، پھر وہ اس میں منفرد نہیں بلکہ استخیل بن قیاش نے اس کی متابعت کی ہے اور ان دونوں نے اس ابہام کی کمی کا ازالہ کر دیا جو سند اول میں تھا احصاء۔ (ت)

(حدیث بہم دوسری حدیث کی مقوی ہو سکتی ہے) بلکہ وہ خود حدیث دیگر کو قوت دینے کی لیاقت رکھتی ہے استاذ الحقاۃ قوتہ الحجاج پھر قائم الحقاۃ تعقیبات میں فرماتے ہیں،

مرجائہ ثقات الان فیہ مبہما لسم یسم۔ اس کے رجال ثقات ہیں مگر اس میں ایک راوی بہم ہے

عن بابہ الحدیث دعا لمتہ حشیۃ عرقۃ۔ یہ باب الحج کی اس حدیث کے تحت سے جس میں ہے کہ نبی اکرم نے عمر کی شام امت کے لئے بخشش کی دعا مانگی۔ (ت)

سلف اللک فی المعصوفۃ فی الاحادیث الموضوۃ کتاب البیاس مطبوعۃ التجاریۃ النکری مصر ۲۶۲/۶
سلف التعقیبات علی الموضوۃ باب الادب والرقائق مکتبۃ خیر سائنسکری شیخوپورہ ۳۵

فان كان ثقة فهو على شرط الصحيح ، وان كان ضعيفا فهو عاصد للمستند المذكور
 جس کا نام معلوم نہیں ہے پس اگر وہ ثقہ ہے تو یہ صحیح کے شرائط پر ہے اور اگر وہ ثقہ نہیں تو ضعیف ہے مگر سند مذکور کو تقویت دینے والی ہے۔ (ت)

افادہ ششم (ضعیف روایات کے باعث حدیث کو موضوع کردینا ظلم و جرافت ہے) مجہولہ جہالت و ابہام تو عدم علم عدالت ہے اور یہاں بہت عقل شاہد کہ علم عدم ، عدم علم سے زائد ، مجہول و مبہم کا کیا معلوم شاید فی نفسہ ثقہ ہو کما مرافقا عن الامامین الحافظین (جیسا کہ ابھی دو حافظ ائمہ کے حوالے سے گزرا ہے۔ ت) اور جس پر جرح ثابت ، احتمال ساقط۔ ولہذا محدثین دربارہ مجہول رد و قبول میں مختلف اور ثابت الجرح کے رد و پختی ہوئے۔ امام نووی مقدمہ منہاج میں ابوعلی فسانی جاتی سے ناقل:

الناقون سبعة طبقات ، ثلاث مقبولة ، وثلاث متروكة والسابعة مختلف فيها (انی قولہ)
 السابعة قوم مجهولون انظر دواہروایات
 لم یتابعوا علیہا ، فقیلہم قوم ، ووقفہم
 آخرون علیہ
 ناقضین کے ساتھ درجیات ہیں ، تین مقبول ، تین متروک ، اور ساتویں مختلف فیہ ہے (اس ٹیبل میں)
 ساتواں طبقہ وہ لوگ ہیں جو مجہول ہیں اور روایات کو لینے میں متغیر ہیں ، ان کی متابعت کسی نے نہیں کی ، بعض نے انہیں قبول کیا ہے اور بعض نے ان کے بارے میں توقف سے کام لیا ہے۔ (ت)

پھر علامہ کی تصریح ہے کہ جرح و ضعف روات کے سبب حدیث کو موضوع کردینا ظلم و جرافت ہے ، حافظ سیف الدین احمد بن ابی الحدید پھر قدوة الصنف فی تاریخ پھر خاتم الخفا و تعقیبات و لکھی و تدبیر میں فرماتے ہیں ،

صنف ابن الجوزی کتاب الموضوعات خلاصہ ابن جوزی نے کتاب الموضوعات لکھی اس میں یہ لکھا

عن قالہ تحت حدیث من قرأ آیت النکری دبر کل صلاة مكتوبة لم یمنعه من دخول الجنة الا ان یصوت ۱۲ مرۃ لا اشرع تعالیٰ (م)
 یہ انصاری نے اس حدیث کے تحت کہا ہے جس شخص نے ہر فرض نماز کے بعد آیت النکری پڑھی اس کے جنت میں داخل ہونے کو موت کے علاوہ کوئی رکاوٹ نہیں ۲۔ (ت)

سہ اتعقیبات علی الموضوعات باب الحج مکتبہ اشریہ سالک لکھنؤ
 سہ مقدمہ منہاج السنوی میں شرح صحیح مسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۷

فی ذکر احادیث معانفۃ للنقل والعقل ، و مسا
 لہ یحب فیہ اطلاعہ الوهم علی احادیث
 بطلان بعض الناس فی روائہا ، کقولہ فسلان
 ضعیف اولیس بالقوی اولین ، ولیس ذلک الحدیث
 معانفۃ القلب ببطلانہ ولا فیہ معانفۃ
 ولا معاصرۃ لکتب ولا سنۃ ولا اجماع
 ولا حجة بامہ موضوع سوئے کلامہ نہ
 الرجل فی روائہ و ہذا عدوان و مجاہدۃ
 بات پر بحث ہے کہ یہ روایت موضوع ہے سوئے راویوں میں اس آدمی کے کلام کے ادویہ زیادتی و کمین ہے ۔ (مت)
افادہ ہضم (ایسا غامض کہ حدیث میں دوسرے کی تعین قبول کرے اس کی حدیث بھی موضوع نہیں)
 ہر کسی کے سے ضعف کی نصیحت نہیں ، بلکہ سنت سنت اقسام جرح میں جو ، کا ہر ایک جہالت راوی سے ہر جہاں ہر
 ہے ، یہی تصریح ہے کہ اُن سے بھی موضوعیت لازم نہیں ، مثلاً راوی کی اپنی روایات میں ایسی غفلت کہ دوسرے کی
 تلقین قبول کرے یعنی دوسرا جو ہر آدمی کے کہنے پر سب تک وہی مان لے ۔ پھر ہر کہ یہ شدت غفلت سے ناشی اور
 اور غفلت کا حسن فسق سے بھی بدتر اور جہالت سے تو چار درجہ زیادہ سخت ہے ، امام الشافعی نے تجرۃ العکرمین
 اسباب حسن کی دیکھیں فرمائیں !

- (۱) کذب کہ عداۃ قصداً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پافتر اکرے ۔
- (۲) تمہمت کذب کہ جو حدیث اُس کے سوا دوسرے نے روایت نہ کی ، مخالفت قواعد وغیرہ ہو یا اپنے
 کلام میں جھوٹ کا عادی جو ۔

- | | |
|-----------------|--------------|
| (۳) کثرت خلط | (۴) غفلت |
| (۵) فسق | (۶) وہم |
| (۷) مخالفت ثقات | (۸) جہالت |
| (۹) بدعت | (۱۰) سوء حفظ |

اور تصریح فرمائی کہ ہر پہلو دوسرے سے سخت تر ہے ۔

حيث قال الطعن يكون بعشرة اشیاء بعضها
اشد في القدر من بعض وترتيبها على الاشد
فالاشد في موجب الرد (مختصاً)
منها في بعض اشیاء بعضها

پھر علماء فرماتے ہیں ایسے غافل شدید الطعن کی حدیث بھی موضوع نہیں، اور آخر تعقیبات میں ہے،
یہ یزید بن ابی مریاد وکان یفتن یتقن، قلت
هذا لا یفتن المحکوم بوضوح حدیثہ
اس میں زیادہ ابی زیادہ ہے اسے تلقین کی جاتی تو وہ
تحقیق کو قبول کر لیتا تھا، میں کہتا ہوں کہ یہ قول اس
کی وضع حدیث کا قضا نہیں کرتا۔ (ت)

۱) فادۃ، شتم (منکر الحدیث کی حدیث بھی موضوع نہیں)، یوں ہی منکر الحدیث، اگرچہ یہ حسب راج
امام اجل محمد بن اسماعیل بخاری علیہ رحمۃ الہی نے فرمائی ہو حالانکہ وہ ارشاد فرمایا کہ میں جسے منکر الحدیث کہوں
اُس سے روایت مائل ہوں، میزان الاعتدال امام ذہبی میں ہے،

نقل ابن القطان ابی البخاری قال کل من
قلت یہ منکر الحدیث فلا تحل الروایۃ عنہ
ابن القطان نے نقل کیا ہے کہ امام بخاری نے فرمایا
ہر وہ شخص جس کے بارے میں منکر الحدیث کہوں
سے روایت کرنا جائز نہیں۔ (ت)

علہ کا نہ مرضی اللہ تعالیٰ عنہ کانت یتورج
من حلاق الف ظ شديدة مخافة انیکون
بعضہ من باب شتم الامراض وقد وحسب
الذب عن الاحادیث فاصطلم علی هذا
جمعابین الامیین ۱۲ من (م)
علہ ذکرہ فی ابان بن جبلة الکوفی ۱۲ من (م)

ابان بن جبلة الکوفی کے ترجمہ کے تحت اس کو
ذکر کیا ہے ۱۲ من (ت)

سہ شرح تجرید الفکر بحث الرسل الخفی مطبوعہ مطبع علمی اندرون لوداری درہ ازہ لاہور ص ۵۴
مع تعقیبات باب المناقب مکتبہ اشرفیہ سائنس فاؤنڈیشن، کشمیر ص ۵۸
سہ میزان الاعتدال فی ترجمہ ابان بن جبلة الکوفی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۶

اسی میں ہے ،

قد مرسل ان البخاری قال من قلت فيه منكرو الحديث فلا يحل من رواية حديثه۔
 مجھے امام بخاری کا یہ قول گزر چکا ہے کہ جس کے بارے میں میں منکر الحدیث کہہ دوں اس کی حدیث روایت کرنا جائز نہیں۔ (ت)

بانیہر ملانے فرمایا ایسے کی حدیث بھی موضوع نہیں ، تعقیبات میں ہے ،

قال البخاری منكرو الحديث ، فحایة امر حديثه ایكون حذیفا۔
 بخاری نے کہا یہ منکر الحدیث ہے تو زیادہ سے زیادہ اس کی حدیث ضعیف ہوگی۔ (ت)

افادۂ نعم (متروک کی حدیث بھی موضوع نہیں) ضعیفوں میں سب سے بدتر وہ متروک کا ہے جس کے بعد صرف مسم ہا لرض یا کذاب و جال کا مرتبہ ہے ، میزان میں ہے ،

علہ قالہ فی سلیمان بن داود ایجاب ۱۲ مر ام) سلیمان بن داود مدنی کے ترجمہ میں یہ تحریر کیا ۱۲ مر (ت)
 علہ باب فضائل القرآن ۱۲ مر صیۃ تہذیبی مر باب فضائل القرآن میں یہ ٹکڑ ہے ۱۲ مر (ت)

علہ بکرمہ نقلی قاری نے عاشیر ربہ السط میں متروک و تہذیب کا ایک مرتبہ میں سونا نقل کیا ،

حيث قال قسا السرتبة الثالثة فخلان متهم بالکذب او لطمه او ساقط او هالک او ذاهب الحدیث و خلان متروک او متروک الحدیث او ترکوا الحدیث او قول و کان هذا القائل ایضا لا یقول باستواء جمیع ما ذکر فی المرتبة بل فیها ایضا تشکیک عندہ و کانہ فی ذلک اشار باعادة خلان قبل قوله متروک الا ان فیہ ان ساقط و ما بعده لا یطوق متروکا و ما بعده ما فهم ۱۲ مر (م)

ان کے الفاظ میں تیسرا مرتبہ یہ ہے خلان متهم بالکذب یا باوضع یا ساقط یا ہالک یا ذاهب الحدیث اور خلان متروک یا متروک الحدیث یا ترکوا الحدیث سے ترک کر دیا ہے اقول گو یا اس قائل نے بھی تمام مذکور کو ایک مرتبہ میں باہر قرار نہیں دیا بلکہ اس میں بھی اس کے نزدیک تشکیک ہے ۔ گو یا انہوں نے اپنے قول "متروک" سے پہلے "خلان" کا اعسارہ کر کے اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے مگر اس میں کلام ہے کہ ساقط اور اس کا ما بعد ، متروک اس کے ما بعد سے فوق و بلند مرتبہ نہیں ہو سکتے ۱۲ مر (ت)

سلہ میزان الاذنی فی ترجمہ سلیمان بن داود البہانی
 سلہ التعقیبات علی الموضوعات باب فضائل القرآن
 سلہ عاشیر ترجمہ النظر مع نخبة الفکر مراتب الجرح
 مطبوعہ دار الموقر بیروت
 مکتبہ اشریہ سادکہ بل
 مطبعہ علیی
 ۲۰۲/۲
 ص ۹
 ص ۱۱

اردی عبارات الجرح ، و جالی کذاب ، او وصاح
یضم الحدیث ثم متهم بالکذب و متفق علی
ترکہ ، ثم متروک^۱ الت

جرح کے سب سے گھٹیا الفاظ یہ ہیں ، و جالی ، کذاب ،
وضاح جو حدیثیں گھڑتا ہے اس کے بعد متم بالکذب متفق
علی ترکہ ہے پھر متروک کا لفظ ہے (ت)

امام شافعی تفریب التہذیب میں ذکر کرتے ہیں فرماتے ہیں ،

العاشر ، من لم یوثق بالثبت وضعف مع ذلك
بقلاوہ و البیہر الاثر سرة بمتروک او متروک
الحدیث او واهی الحدیث او ساقط ، الحدیث
عشر ، من اتهم بالکذب اثباته عشر من
اطلق علیہ لیسلم الکذب و الوضوح

دسواں مرتبہ یہ ہے کہ اس راوی کی کسی نے توثیق نہ کی ہو
اور اسے جرح کے ساتھ ضعیف کہا گیا ہو ، اس کی طرف
اشارہ متروک یا متروک الحدیث یا وہی الحدیث اور
ساقط کے ساتھ کیا جاتا ہے ، گیارہواں درجہ یہ ہے
جو متم بالکذب ہو ، اور بارہواں درجہ یہ ہے کہ جس
پر کذب و وضع کے اسم کا اطلاق ہو ۔ (ت)

اس پر بھی علماء نے تصریح فرمائی کہ متروک کی حدیث بھی صرف ضعیف ہی ہے بخبر میں ، امام ابن حجر
اثر الشرح پھر قائم الفاظ لائی میں فرماتے ہیں ،

مرع ابن حبان و تعد ابن ، لحوری اب حمہ
المتن موضوع ، و لیس کما قال ، فان الراوی
وان کان متروکا عند الاکثر ضعیفا عند البعض
فلم یسبب الموضوع انه مختصرا ۔

ابن حبان سے یہ کہ کیا اور ابن جوزی نے ان کی کتاب میں
کہا کہ یہ تین موضوع ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ نہ کہ اگرچہ
راوی اکثر کے نزدیک متروک اور بعض کے نزدیک ضعیف
ہے ، لیکن یہ وضع کی طرف منسوب نہیں ہے اور مختصرا

علی فی التوحید تحت حدیث ابن عدی ان الله
عروجل قدرطه و لیس قبل ان یخلو آدھ
الحدیث ۱۲ منہ (د)

اس کا ذکر کتاب التوحید میں ابن عدی کی ، اس
حدیث کے تحت ہے جس میں ہے کہ اللہ عزوجل نے
ظہر اور لیس تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے پڑھا
الحدیث ۱۲ منہ (ت)

سہ میزان الاعتدالی مقدر کتاب مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت
سہ تفریب التہذیب مطبع فاروقی دہلی
سہ الاثر الموضوئ کتاب التوحید مطبوعہ المکتبۃ النجاشیہ مصر

۲/۱
ص ۲
۱۰/۱

تذریل یہ ارشادات تو ہمارے ائمہ کرام رحمہ اللہ تھانے کئے تھے، ایک قول وہابیہ کے امام شوکانی کا بھی لیجئے، موضوعات ابو الفرج میں یہ حدیث کہ سب مسلمان کہ عمر الیئیں برس کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ جنوں و جذام و برص کو اس سے بچھڑ دیتا ہے اور پچاس سال والے پر سب میں نرمی اور ستائش برس والے کو قویہ و جہالت نصیب ہوتی ہے، ہفتاد سال کو اللہ عزوجل اور اُس کے فرشتے دوست رکھتے ہیں، اسی برس والے کی نیکیاں قبول اور برائیاں معاف، نوے برس والے کے سب انکے پچھلے گناہ مغفور ہوتے ہیں، وہ زمین میں اللہ عزوجل کا قیدی کہلاتا ہے اور اپنے گھر والوں کا شفیق کیا جاتا ہے، بطریق حدیدہ روایت کر کے اُس کے راویوں پر طعن کئے کہ یوسف بن ابی ذر راوی مناکیریس لشی ہے اور فرج ضعیف منکر الحدیث کہ وہی حدیثوں کو صحیح سندوں سے ملاتا ہے اور محمد بن عامر حدیثوں کو کھٹ و سچا ثقات سے وہ روایتیں کرتا ہے جو اُن کی حدیث سے نہیں اور عمر بن قمرہ و ربیع بن جابر حدیثی ترک اور عزہ کو کھینچ بن معین نے ضعیف بتایا اور ابو الحسن کوئی مجہول اور حدیث ضعیف ہے۔ شوکانی نے ان سب مطاعن کو نقل کر کے کہا:

هذه اذیة صاہدی ابن الجوزی دلیل علی	یعنی ابن جوزی نے جو اس حدیث پر حکم وضع کیا اُس
ما حکم به من الوضع، وقد اضرط وجازف	کی دلیل میں انتہا و حد یہ طعن پیدا کیے اور بے شک
فلیس مثل هذه العقالات توجب بحکم	وہ حدیث بڑے اور بیباکی کو کام میں لانے کے ایسے
ما الوضع بل اقل احوال الحدیث انیکون	طعن حکم وضع کے موجب نہیں، بلکہ کم درجہ حالی اس
حقاً لغیرہ۔ اسی	حدیث کا یہ ہے کہ حسن لغیرہ ہو۔

واللہ السہادی الی سبیل الہدی۔

افادہ و حکم (موضوعیت حدیث کی نکتہ ثابت ہوتی ہے) غرض ایسے دوہ سے حکم وضع کی طرف راہ چاہنا محسوس ہے، ان موضوعیت یوں ثابت ہوتی ہے کہ اس روایت کا مضمون (۱) قرآن مجید (۲) یا سلب متواترہ (۳) یا جماعی قطع قطعیات اولہ (۴) یا عقلی حریج (۵) یا حس میج (۶) یا تاریخی قطعی کے ایسے مخالف ہو کہ احتمال تاویل و تطبیق نہ رہے۔

(۷) یا معنی شنیع و قبیح ہوں جن کا صدور ضرور مصلوات اللہ علیہ سے منقول نہ ہو، جیسے معاذ اللہ کسی فساد یا ظلم یا عبث یا ستم یا بدعت یا ظلم یا ظم یا ذم یا حق پر مستعمل ہونا۔

(۸) یا ایک جماعت جس کا عدد حدیثیہ تو اتر کر پہنچے اور ان میں احتمال کذب یا ایک دوسرے کی تقلید کا نہ رہے کسی

مذہبی سماع روایت کرے، پھر اُس کی تاریخ و اوقات وہ بتائے کہ اُس کا اس سے سننا معقول نہ ہو۔

یہ پندرہ باتیں ہیں کہ شاید اس مجموعہ میں کے ساتھ اس سطور کے سوا آپس و لوہبنا العقالی عن کل صورة نظام الکلام و تقاضی الحرام، و لسانہا لک بعدد دلت (اگر ہم بزرگی حدیث پر تفصیل گفتگو کریں تو کلام طویل اور متعدد ہو جائے گا لہذا ہم یہاں اس کے درپے نہیں ہوتے۔ ت)

شہد اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) رہا یہ کہ جو حدیث ان سب سے خالی ہو اس پر حکم وضع کی رخصت کس حال میں ہے، اس باب میں کلمات علماء کے گرام تین طرز پر ہیں،

(۱) انکار محض یعنی جہ امور مذکورہ کے احکام حکم وضع کی راہ نہیں اگرچہ راوی وضاع کذاب ہی پر اُس کا ذکر ہو، امام ترمذی نے فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں اسی پر جزم فرمایا، فرماتے ہیں،

مجرد نفرد الکذاب بل الموضوع ولو کان بعد الاستقصاء، فی التفتیش من حافظ متبحر تام الاستقراء، خیر مستلزم لدلت بل لا یجد معہ من الصحاح شیء مما ساقی۔
یعنی اگر کوئی حافظ جلیل القدر کہ علم حدیث میں دیرا اور اس کی تلاش کامل و محیط ہو، تفتیش حدیث میں استقصائے تمام کرے اور باقیہ حدیث کا پائیک دلوئی کذاب بلکہ وضاع کی روایت سے جہ اکہیں نہ ملے

تاہم اس سے حدیث کی موضوعیت رزم نہیں آتی جب تک امور مذکورہ سے کوئی امر اس میں موجود نہ ہو۔ (ت)

مولانا علی قاری نے موضوعات کبریٰ میں حدیث ابن ماجہ، بارہ اتحاد و جاتی کی نسبت نقل کیا کہ اُس کی سند میں علی بن عروہ دمشقی ہے، ابن حبان نے کہا، وہ حدیثیں وضع کرتا تھا۔ پھر فرمایا، والظاہر انت الحدیث ضعیف لا موضوع (ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں) حدیث فضیلہ، حقیقہ کا راوی ابو عقال بدل بن زید ہے، ابن حبان نے کہا وہ اُس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موضوعات روایت کرتا و مسند ابن الجری نے اُس پر حکم وضع کیا۔ امام اشان حافظ ابن حجر نے قول مسند و پھر قائم الغلط نے لانی میں فرمایا،

هذا الحدیث فی فضائل الاعمال و التقریص علی الرباط، و لیس فیہ ما یجیل لشروع ولا العقل، فالحکم علیہ بالبطلان بمجرد کونه من دواۃ ابی عقال لا یتبعہ، و طریقۃ الامام احمد معروفة فی الصحاح فی
یہ حدیث فضائل اعمال کی ہے، اس میں مرد دار الحوب پر گمراہی سے باندھنے کی ترغیب ہے اور ایسا کوئی امر نہیں ہے شرح یا عقل محال، نے تو صرف اس بتا پر کہ اس کا راوی ابو عقال ہے باطل کہہ دینا نہیں چاہتا، امام احمد کی روش معلوم ہے کہ نقاد فضائل

احادیث الفضائل دون احادیث الاحکام۔
یعنی قرآن سے درج مستند فرمایا کچھ معیوب نہ ہوا۔
میں نرمی فرماتے ہیں نہ احادیث احکام میں۔ (ت)

(۲) کذاب و ضارح جی سے عداوتی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر محاذ اللہ برتانی وافر کرتا ثابت ہو، صرف ایسے کی حدیث کو موضوع کہیں گے وہ بھی بطریق علی نہ ہو جو یقین کہ بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے اور اگر قصداً افترائے اس سے ثابت نہیں تو اس کی حدیث موضوع نہیں اگرچہ تم کذاب و ضارح ہو، یہ مسکاب ائمہ، اشان وغیرہ علماء کلاسہ، تجربہ و تہذیب میں فرماتے ہیں۔

الطعن اما ان يكون كذاب، لراوى بان يروى عنه
ما لم ينقله صلى الله تعالى عليه وسلم متعهدا لذلك
او قهضته بذلك، الاول هو الموضح، والثاني
عليه بالموضح، فما هو بطريق الطعن الفاسد
الا بالنقط، اذ قد يصدق الكذب، والثاني
هو المتروك، انه منقطعاً

طعن یا تو کذاب راوی کی وجہ سے ہوگا مثلاً اس نے
عداوتی اپنی بات روایت کی جو بحکم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے نہیں فرمائی تھی یا اس پر ایسی تہمت ہو۔
پہلی صورت میں روایت کو موضوع کہیں گے اور اس پر
وضع کا حکم یقینی نہیں بلکہ بطور ظن غالب ہے کیونکہ بعض
اوقات بڑا جھوٹا بھی سچ بولتا ہے، اور دوسری صورت
میں روایت کو متروک کہتے ہیں اور منقطعاً۔ (ت)

یہی اہم کتاب الاصابہ فی تہذیب الصحابہ میں حدیث ان الشیطان یحب الحمرة فیا کذب والحسرة وکل قلوب
ہیہ شہودہ (شیطان سب سے رنگ پسند کرتا ہے تم سرخ رنگت سے بچو اور ہر اس کپڑے سے جس میں شہرت ہو۔ ت)
کی نسبت فرماتے ہیں۔

قال الجوزقانی فی کتاب الا باطلیل ہذا حدیث
باطل و سناہ منقطعہ کذا، قال و قوله باطل
مروہ فان ابایکر المحدث فی ہم یوجت بالموضح
وقد وافقہ سعید بن بشیر، وامت مراد نے

جوز قانی نے کتاب الا باطلیل میں کہا کہ یہ روایت باطل
ہے اور اس کی سند میں انقطاع ہے۔ اسی طرح
انہوں نے کہا اور ان کا باطل کن مروود ہے کیونکہ جو
حدیثی و ضارح نہیں اور اس کی سعید بن بشیر نے فرقت

حسن ذکرہ فی ترجمۃ سناہ بن یزید الشافعی (۲)،
واقعہ یہی زیادہ یقینی کے ترجمہ میں اس کا ذکر کیا ہے ۱۷ مرتبہ

ملہ القول السند الحدیث الثانی مطبوعہ مطبعہ مجلس دارۃ المعارف الشمانیہ حیدرآباد دکن ہند ص ۳
ملہ شرح تجرید الفکر من ذہب المنظر بحث الطعن مطبوعہ مطبعہ علمی لاہور ص ۵۲ تا ۵۹

السعد رجلا، فقايتہ ان المتن ضعیف اما حکمہ
 بانوصم قمود و دلیہ
 کی، اگرچہ سند میں انہوں نے ایک آدمی کا اضافہ کیا ہے
 زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ متن ضعیف ہے لیکن اس پر
 وضع کا حکم جاری کرنا مردود ہے۔ (ت)

مندی تھاری حاشیہ نہرہ میں فرماتے ہیں،
 الموصرح هو الحديث الذي فيه الطعن بكذا
 المروى
 موضوع اس روایت کو کہا جاتا ہے جس کے راوی پر
 کذب کا طعن ہو۔ (ت)

علامہ زبیر الباقی زرقانی شرح راہب لغیر میں فرماتے ہیں،
 احادیث الدیث حکم اس الجوزی بوضعها و مرد
 علیہ الحفاظ بما حاصله انه لم یثبت له الحكم
 بوضعها و لیس فیہ وضاع و لا کذاب نعم
 هو ضعیف من حمیم طریقہ۔
 روایات دیکھ (مرغ) کو ابن جوزی نے موضوع قرار
 دیا ہے اور حافظ نے ان کا رد کیا ہے جس کا حاصل
 یہ ہے کہ اس کا مرفوع قرار دینا بیان نہیں کیا کیونکہ اس
 میں نہ کوئی وضاع ہے اور نہ کذاب، اسی وہ جمع
 طرق کے لحاظ سے ضعیف ہے۔ (ت)

اسی میں حدیث کان لا یعود الا بعد ثلاث
 فی اب مرضی فرماتے تھے۔ (ت) پر اس طعن کے جواب میں کہ اس میں سطر بن علی متروک واقع ہے فرمایا،
 ویدہ ابن الجوزی فی الموضوعات و تعقبوا بانہ
 ضعیف فقط، لا موضح، فان مسئلۃ یہجور
 بکذاب کما قالہ الحفاظ ولا تنسوا
 ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شامل کیا ہے محدثین نے
 ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ یہ متن ضعیف ہے مرفوع
 نہیں کیونکہ سطر پر جرح بالکذب نہیں جیسا کہ حافظ نے کہا

علی المقصد الثانی آخر الفصل الثامن عشر (م)
 علی المقصد الثامن من الفصل، الاول فی طبیب
 علی المقصد الثانی علیہ وسلم ۱۲ حۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 دوسرے مقصد کی سابقہ فصل کے آخر میں اس کا ذکر ہے ۱۲ حۃ
 آخر میں مقصد کی پہلی فصل سے طبیب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم میں اس کا ذکر ہے ۱۲ حۃ (ت)

سۃ الامامہ فی تیسرے الصاب القیم الاول حروف الار
 سۃ حاشیہ زبیر النضر سخیۃ الفکر بحث الموضوع
 سۃ شرح الزرقانی علی الراہب المقصد الثانی آخر الفصل اتبع
 سۃ الفصل الاول من المقصد الثامن فی طبیب اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مطبعۃ عامرہ مصر ۵۸/۴
 مطبوعہ دار صادر بیروت ۵۰۰/۱
 مطبعہ طبعی لاہور ص ۵۶
 مطبوعہ مطبعۃ عامرہ مصر ۴۵۰/۳

۵

۵

(۱) اس واقعہ کا نام ہاک سے نقل کرنا عجیب ہے۔ (ت) علامہ زرقانی نے اس کے رد میں فرمایا،
 هذا فهو عجيب، فان الحكاية دولها ابو الحسن
 بن جهری کہتا ہے فضائل مالک باسنو لا باسنو
 یہ، و اخرجهما القاضي حياض في الشفاء من
 طريقه عن شيوخ عدة من ثقات مشايخه
 فمن اين امكنه كذب وليس في اسنادها وضاع
 ولا كذا ب:
 کذاب۔ (ت)

افادہ نهم میں انام الثانی و انام خاتم الخصال کا ارشاد گزرا کہ راوی متروک کسی کی اسے وضع تو نہ کیا۔
 انام آخر کا قول گزرا کہ مسلمہ ضعیف سی اس پر اس کذب تو نہیں، نیز تحقیقات میں فرمایا،
 لم یجرح بکذب بلایمروا انیکون حدیثه موضوعا۔ اس پر کذب کا طعن نہیں لہذا اس کی روایت کا موضوع
 ہونا لازم نہیں آتا۔ (ت)

(۳) بہت علماء جہاں حدیث پر سے حکر دشمن ٹھہرتے ہیں وہاں بھی کذب کے ساتھ نصرت کذب بھی مشاغل
 فرماتے ہیں کہ یہ کیونکر موضوع ہو سکتی ہے علائکہ اس کا کوئی راوی زکنا ہے نہ سہم یا کذاب۔ کبھی فرماتے ہیں موضوع
 تو جب ہوتی کہ اس کا راوی سہم یا کذاب ہو یا یہاں ایسا نہیں تو موضوع نہیں۔ افادہ دوم میں امام زرکشی و
 امام سیوطی کا ارشاد گزرا کہ حدیث موضوع نہیں ہوتی بہت کم راوی سہم یا وضع نہ ہو۔ افادہ پنجم میں گزرا کہ بدھریج
 کا ایسی متروک ہے، تحقیقات میں فرمایا سہم کذب تو نہیں۔ افادہ نهم میں انہی دونوں امر کا قول گزرا کہ راوی متروک کسی
 سہم یا کذب تو نہیں۔ وہیں انام خاتم الخصال کے پکار قول گزرا کہ راویوں کے جھول، جھڑوا، کثیر القی، متروک ہونے
 سب کے لیے باب دیکھ۔ نیز تحقیقات میں ہے ۱

عنه المقصد العاشر الفصل الثاني في زيارة قبر انبي صلى الله عليه
 صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲ من باب فضائل القرآن ۱۲ من (ت)
 باب فضائل القرآن ۱۲ من (ت) باب البعث ۱۲ من (ت)
 باب البعث ۱۲ من (ت) باب البعث ۱۲ من (ت)

۳۴۸/۵ مطبوعہ مطبعہ عامہ مصر
 ۵ مکتبہ انجمن سائنس کنگرہ
 شرح الزرقانی علی المراسم الفصل الثاني المقصد العاشر
 من البعثات من الموضعات باب فضائل القرآن

اس حدیث کی سند میں جس پر فرقہ کوئی شکی نہیں، میں
گناہوں کو یہ مستحکم یا کذب نہیں، زیادہ سے زیادہ یہ
حدیث ضعیف ہے۔ (ت)

اس حدیث کی سند میں عطیہ اور بشیر دونوں ضعیف ہیں
میرے نزدیک اس حدیث پر وضع کا حکم نافذ کرنا محض نظر
ہے کیونکہ ان دونوں میں سے کسی پر بھی کذب کی تہمت نہیں۔

حدیث "علم حاصل کرو اگرچہ میں جانا پڑے" اس کی سند
میں ابوہامکہ مکرر حدیث ہے میں گناہوں اس پر کذب
اور تہمت کا طعن نہیں ہے۔ (ت)

اس حدیث کی سند میں حمادہ ہے لہذا یہ قابل استدلال
نہیں، تاہم بنی بکر کہتے ہیں کہ اس کی اعلیٰ مرتبہ
کی ہے اور اغلب ضعیف میں حمادہ کے شل ہے لیکن
میرے علم میں کوئی ایسا نہیں جس نے اس پر کذب کی
تہمت لگائی ہو۔ (ت)

علامہ زرقانی نے شریعہ اور احکام میں حدیث عالم قریش میں ملوث الادب علماء (عالم قریشی زمین کو علم سے
بہرہ کا۔ ت) کی نسبت فرمایا: کیف یتصورہ صحیحہ ولا کذب فیدہ ولا عتقہ اس کا موضوع ہونا

باب التوحید کے آخر میں اس کا ذکر ہے ۱۱ منہ (ت)
باب العلم کی ابتدا میں اس کا ذکر ہے ۲ منہ (ت)

علم آخر توحید ۲ منہ

علم اول اصول ۱۱ منہ

علم اول باب البعث

۱	علم انتقیات علی الموضوعات	باب البعث	مکتبہ دار الشریعہ سالک علی	۵۳
۲	علم انتقیات علی الموضوعات	باب التوحید	"	۳
۳	علم " "	باب العلم	"	۴
۴	علم " "	باب البعث	"	۵
۵	علم " "	باب البعث	"	۶

شہ شریعہ الدینی علی المذہب المقصد الثانی فی اثباتہ بالاسیار انتقیات مطبوعہ مطبعۃ المعارف مصر ۱۳۵۹

حدیث فیہ حسن بن مرقدیس یثنی، قلت۔ لو
یتکم بکذب، واکثر ما فیہ ان الحدیث
ضعیف

اس میں ہے

حدیث فیہ عطیہ العوفی و بشیر بن عمارة
ضعیفان قلت فی الحکم بوضعه نظر فلم
یتھم واحد منهما بکذب

اس میں ہے

حدیث اطلبوا العلم ولو بالقیین، فیہ ابوہامکہ
منکر الحدیث "فت" لم یجرم بکذب ولا تہمة

اس میں ہے

حدیث فیہ حمادہ لا یحتجہ قال العاصم
ابن حجر، تابعہ اغلب و اغلب صبیہ بعد مر
فی الضعف، لکن لم اس من اتھمہ بالکذب

کیونکہ مقصود ہو حالانکہ نہ اس میں کوئی کذاب نہ کوئی متهم۔

بآئندہ اس قدر پر اجماع فقہین ہے کہ حدیث جب اُنی و لائی و قرآن تعلیہ وغالبہ سے خالی ہو اور اُس کا مدار کسی متهم یا کذاب پر نہ ہو تو ہرگز کسی طرح اُسے موضوع کنا ممکن نہیں ہو بغیر اس کے حکم یا وضع کر دے یا مشد و مفراط ہے یا غلط یا غلط یا متعصب مخالف و انتہائی و علیہ اعتدالی۔

افادہ یازدہم (بار ہا موضوع یا ضعیف کنا صحت ایک سند خاص کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ اصل حدیث کے) جو حدیث فی نفسہ ان پندہ و لائل سے منزہ ہو حدیث اگر اُس پر حکم وضع کر دے تو اس سے نفس حدیث پر حکم لازم نہیں بلکہ صرف اُس سند پر جو اُس وقت اُس کے پیش نظر ہے، بلکہ بار ہا اسانید حدیثہ حاضرہ سے فقط ایک سند پر حکم مراد ہوتا ہے یعنی حدیث اگرچہ فی نفسہ ثابت ہے، مگر اس سند سے موضوع ہا بل اور بصوت موضوع بلکہ انصاف ضعیف کنا میں سب یہ حاصل حاصل، نیز حدیث نے ان مطالب کی تقریریں فرمائیں جو کسی عام کا حکم وضع یا ضعف دیکر خواہی خواہی یہ سمجھ لیا کہ اصل حدیث باطل یا ضعیف ہے، ناہ اقنوی کی فہم بخت ہے، میزان الاستدلال امام ذہبی میں ہے،

ابراہیم بن موسیٰ المروزی عن صاحبہ عن ماضیہ
عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حدیث طلب
اسلمہ مر یضہ "قال احمد بن حنبل" هذا
کذب" یعنی بهذا الاسناد والافانہ
لہ طرق ضعیفہ۔
ابن عمر بن موسیٰ المروزی عن صاحبہ عن ماضیہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہیں کہ امام احمد
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حدیث طلب العلم فریضہ
کو کذاب فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ خاص اس سند
سے کذاب ہے، اور اصل حدیث تو کوئی سندوں ضعیف
سے وارد ہے۔ (ت)

امام شمس الدین ابو الفخر محمد بن محمد بن ابی الجوزی استاد امام الشافعی امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے
حصن حصین شرح میں جس کی نسبت فرمایا، و فیہ علم فی ارجو ان یتکون جمیع ما فیہ صحیحاً معلوم رہے کہ
میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب میں جتنی حدیثیں ہیں سب صحیح ہیں، حدیث کا حکم دین مرویہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے صحابہ بن حبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ تقریر کا مدار سال فرمایا ذکر کی، مورخ اعلیٰ قاری علیہ رحمۃ الہامی

احادیث ائمہ الزینین علیہ السلام و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر و جابر بن عبد اللہ و انس بن مالک و ام الدرداء و غیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے تخریج کی، جس کے بعد حدیث پر حکم بطلان قطعاً محال، بالائیداد و عمر ابن عبد البر نے تفسیر میں امام ابن معین سے انس کا بطلان نقل کیا، علامہ شمس الدین سخاوی نقابہ حسنہ میں اسے ذکر کر کے فرماتے ہیں،
 قول ابن عبد البر فی التمهید عن ابن معین، یعنی امام ابن معین کا یہ فرمانا ذکر یہ حدیث باطل ہے
 اللہ حدیث باطل، هو بالنسبة لما وقع له اس سند کی نسبت ہے جو انھیں پہنچی۔
 من طریقہ نہ

و نہ حدیث تو باطل کیا یعنی ضعیف بھی نہیں، اقل درجہ حسن ثابت ہے۔

اور نیچے حدیث حسن صحیح مروی سننی ابی داؤد و نسائی و صحیح بخاری

و غیرہ صحاح و سنن،

ان رجلا اقا اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال اکمل امرأی لا تدفع یدک لایس قال طلقها قال ائی اجہا قال استمتع بها۔
 ایک شخص نے اکمل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، میری بیوی کسی بھی چیز سے دلے کے ہاتھ کو منع نہیں کرتی۔ فرمایا، اسے طلاق دے دے۔
 عرض کیا، میں اس سے بہت رکتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا،
 انس سے نفق حاصل کر۔ (ت)

کہ باسانید ثقات و متفقین احادیث جابر بن عبد اللہ و عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آئی، امام ذہبی نے مختصر سنن میں کہا، اسادہ صالحہ (انس کی سند صالح ہے۔) امام عبد العظیم منذری نے مختصر سنن میں فرمایا، اس رجال اسدہ محتج بہم فی الصحیحین علی الاطلاق والافراد (انس روایت کے تمام روی

عصا ای کل من سألها شیئا من طعام او مال اعطته ولم ترد هذا هو الرجاء عندنا فی مصنی الحدیث۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۴)
 یعنی جو شخص بھی اس سے طعام یا مال مانگتا ہے وہ اسے دے دیتی ہے رد نہیں کرتی، حدیث کے معنی میں ہمارے نزدیک یہی راجح ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

سہ المقاصد المحمدیہ للسخاوی حدیث ۶۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان ص ۲۶۳
 سنن النسائی باب اجار فی الخلق الکلیۃ السلفیہ لا یموت
 سنن مختصر سنن ابی داؤد و لفظ منذری باب النہی عن تزویج من لم یسلم فی النساء مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ بیروت ج ۱ ص ۹۸/۲

ایسے ہیں جی سے بخاری و مسلم میں اتفاقاً اور انفراداً استدلال کیا گیا۔ امام ابن حجر عسقلانی نے فرمایا، حسن صحیح (حسن صحیح ہے۔ ت) اس حدیث کو جو حافظ ابوالفرج نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "لیس لنا اصل ولا یثبت عن النسبی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (اس کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ت) کی حجیت سے لا اصل لہ (اس کی کوئی اصل نہیں۔ ت) کہا امام اسحاق حدیث کا صحیح ہونا ثابت کر کے فرماتے ہیں،

لا یلغی الی ما وقع من ابی القسیر ابن الجوزی؛ حیث ذکر ہذا الحدیث فی الموصوحات، ولو ینکر من طریقہ الا طریق التی اخرجہا الخلال من طریق ابی الزبیر، جابر، واعتمد فی بطلانہ علی ما نقلہ الخلال عن احمد، فابان ذلك من قوة اطلاع ابن الجوزی وخلبت التقليد علیہ، حتی حکم بوضوح الحدیث بحجۃ ما جاء عن اصاحہ، ولو عرفت ہذا الطرق علی امامہ لا عرفت ان الحدیث اصدا، ولکنہ لم تقم لہ فذلک لم ار لہ فی مسندہ، ولا فیما یروی عنہ ذکر اصحابہ لا من طریق ابن عباس ولا من طریق جابر سوی ما سألہ عنہ الخلال، وهو معتمد فی جوابہ بالنسبۃ لتلك الطرق باخبر صحتها اذ نکر فی الاثنی۔

ابوالفرج ابن جوزی کی اس بات کی طرف توجہ نہیں دی جاسکتی کہ انہوں نے اس حدیث کو موضوعات میں شامل کیا ہے اور اس کی دیگر اسناد ذکر نہیں کیں ماسوائے اس سند کے جس کے واسطے سے خلال نے ابوالزبیر بن جابر روایت کیا اور اس کے بطلان میں اسی پر اعتماد کر دیا جو خلال نے احمد سے نقل کیا ہے، قرین بات اسی ترمذی کے قلم مطالعہ درمختار تصدیق کو واضح کر رہی ہے حتیٰ کہ انہوں نے اپنے امام سے منقولی معنی را۔ کہ بنیاد پر حدیث کو موضوع کہہ دیا حالانکہ یہ سندیں اگر اسی کے سامنے پیش کی جاتیں تو وہ فی الفور اعتراض کر بیٹھے کہ حدیث کی اصل؟ لیکن ایسا نہ ہو سکا اس وجہ سے یہ حدیث اصدا ان کی سند میں نہیں آئی اور نہ ہی ان روایات میں جو ان سے مروی ہیں نہ سند ابی عباس سے اور نہ ہی سند جابر سے ماسوائے اس سند کے جس کے واسطے سے خلال نے سوال کیا تھا اور امام احمد اس کے جواب میں محدث بن عمر سے یہ کہہ کر ان کا جواب ایسی سند کے اعتبار سے ہے اور نہ ہی ان میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

باب النکاح کے آخر میں اس کا ذکر کیا ہے (ت)

عنه فی اوائل النکاح

(تجلیہ الافادات) بحمد اللہ تعالیٰ فقیر آستان قادری غفر اللہ تعالیٰ لکھے ان گیارہ افادات نے عمر خیر و مدہ نیم ماہ کی طرح روشنی کر دیا کہ احادیث تصنیل ابہامین کو وضع و بطلان سے اصلاح کے علاوہ نہیں، ان پندہ میروں سے اس کا پاک ہونا تو بدیہی اور یہ بھی صحت ظاہر کہ اس کا نہ کسی ضائع نگذاں یا تہم یا تکذیب پر نہیں۔ پھر حکم وضع صحت یہ اصل واجب الدفع، ولہذا علمائے کلام نے صرف لایضہ فرمایا یہاں تک کہ وہ اپنے کے امام شوافعی نے بھی بآئنگہ ایسے مواقع میں سخت تشدد اور بہت مسائل میں جہلہ معنی لغو کی عادت ہے، فائدہ مجاہد میں اسی قدر پر اقتصاد کیا اور شروع کئے کا راستہ نہ ملا، اگر بالفرض کسی امام معتد کے کلام میں حکم وضع واقع ہوا تو وہ صرف کسی مستضعف کی نسبت ہو گا نہ اہل حدیث پر جس کے لیے کافی سندیں موجود ہیں جیسے وضع و اضعی سے کچھ تعلق نہیں کہ جمالت و انقطاع اگر ہیں تو حدیث ضعیف نہ کہ ثبت وضع۔ جو نہ تھا ہے یہاں تک کی تقریر سے موضوع حدیث کی نسبت منکرین کی بالا خوانیاں بالا بالا گئیں، آجے چلیے و اللہ التوفیق۔

افادہ دواؤں دھم (تعدد طرق۔ ضعیف حدیث توت پاتی بلکہ سن ہو جاتی ہے) حدیث اگر متعدد طریقوں سے روایت کی جائے اور وہ سب ضعیف رکھتے ہوں تو ضعیف ضعیف ہی کہی جاتی توت حاصل کر لیتے ہیں، بلکہ اگر ضعف ثابت شدت و قوت پر نہ ہو تو جبر نقصان ہو کہ حدیث درج حسن تک پہنچی اور مثل صحیح خود احکام حلال میں نہ جرت ہو جاتی ہے۔

مرقاۃ میں ہے،
تعدد الطرق یبلغ الحدیث الضعیف الی حد الحسن۔
متعدد روایتوں سے آتا حدیث ضعیف کو درجہ حسن تک پہنچا دیتا ہے۔

آخر موضوعات کبیر میں فرمایا،
تعدد الطرق ولو ضعف طرق الحدیث الی الحسن۔
طرق متعدد اگرچہ ضعیف ہوں حدیث کو درجہ حسن تک ترقی دیتے ہیں۔
تحقق علی الاطلاق فی التقدیر میں فرماتے ہیں،
لو تم تضعیف کلھا کانت حسنة تعدد الطرق اگر سب کا ضعف ثابت ہو بھی جائے تاہم حدیث حسن

علہ اخو الفصل الثانی باب ما لا یجوز من العمل فی الصلاة ۱۷ (باب ما لا یجوز من العمل فی الصلاة فی فصل ثانی کے قریب ذکر کیا ہے)

علہ ذکر فی مسند السجود علی کور العامة ۱۷ (۳۱ صریح ذکر نہ کے مسئلہ اس کو ذکر کیا ہے۔ ت۔

سہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ فصل الثانی من باب ما لا یجوز من العمل فی الصلاة مطبوعہ مکتبہ المدینہ طاب

سہ الارزادہ ترقی انبیا لہذا احادیث الخیع مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

برقی کو طرق متعدد و کثیر ہیں۔

و کثرت تہا
اسی میں فرمایا،

جائز ہے کہ کسی کثرت طرق سے صحت تک ترقی پائے اور
حدیث ضعیف اس کے سبب جہت ہو جاتی ہے کہ تعدد
اسانید ثبوت واقعی پر قرینہ ہے۔

جائز فی الحسن ان یرفعہ الی الصحت اذا کثرت
طرقہ والضعیف یصلی بحجة بدلت لان تعدد
قرینة علی ثبوته فی نفس الامر۔

امام عبدالوہاب شعرائی قدس سرہ الزمرانی میزان الشریعہ الحکمریہ میں فرماتے ہیں،

بیشک جہد و محنت میں حدیث ضعیف کو کثرت طرق سے
جہت مانا اور اسے بھی صحیح اور بھی حسن سے مل گیا اس
قسم کی ضعیف حدیثیں امام سیوطی کے سنن کبریٰ میں
بکثرت پائی جاتی ہیں جسے انہوں نے امر مجتہدین و
اصحاب امر کے مذاہب پر دلائل بیان کرنے کی غرض
سے تامل فرمایا۔

قد احتج جمہور المحدثین بالمحدث الضعیف
اذا کثرت طرقہ والحقوہ یا بصحیحہ تامة،
وبالحسن احرى، وهذا النوع من الضعیف
یوجد کثیرا فی کتاب السنن، لکرمی للبیہقی السی
الغیا بقصد الاحتجاج لا حوال الاثمة واقوال
مصابہ۔

امام ابن حجر مکی صراحہ میں دوبارہ حدیث ترمذی، عیال یوم عاشوراء امام ابو یوسف سیوطی سے ناقل،
یہ سنن کی اگرچہ ضعیف ہیں مگر آپس میں مل کر
قوت پیدا کریں گی۔

ہذا الاسانید وان كانت ضعیفة لکنہا اذا
ضمم بعضها الی بعض احدثت قوۃ۔

بلکہ امام جلال سیوطی تعقیبات میں فرماتے ہیں،

المتروک او المنکوح، تعددت طرقہ ارتقی
یعنی متروک یا منکوح نہ سمجھ کر سخت قوی الضعیف ہیں یہ بھی

المتروک او المنکوح، تعددت طرقہ ارتقی

علیہ قال فی مسئلۃ النقل قبل العطب ۳۳۰

علیہ الفصل الثالث من فصول فی الاجابة عن الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۷ مترجمی اللہ تعالیٰ عنہ

علیہ باب الساقب حدیث النضر علی عبادۃ ۳۳۰

۲۶۶/۱ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر

سہ فتح القدر صفۃ الصلوۃ بحث سجود علی المائدة

۳۸۹/۱ - - - - -

سہ فتح القدر باب التواقل

۶۸ مطبوعہ مصطفیٰ انبائی مصر

سہ میزان الحکمریہ للشرائی فصل ثالث من فصول فی الاجابة عن الامام مطبوعہ مصطفیٰ انبائی مصر

۱۸۳ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ سلطان

سہ الصواعق الممرۃ الباب الحادی عشر فصل اول

الى درجة الضعيف الغريب، بل مرعاً وقوف قد عرق من ضعيف غريب، بل کمي حسن کے درجہ تک
الى الحسن۔
ترقی کرتی ہیں۔

افادہ سیرزدہم (حدیث مجمل و حدیث مبہم تعدد طرق سے سنی ہو جاتی ہے اور وہ جابر و غیر
ہوئے کے صراح ہیں، جماعت راوی بلکہ اہم بھی انہیں کم درجہ کے ضعیفوں سے ہے جو تعدد طرق سے منبر ہو جاتے
ہیں اور حدیث کو تہہ حسن تک ترقی سے مانع نہیں آتے، یہ حدیثیں جابر و غیر دونوں ہونے کے صراح ہیں، فادہ
پنجم میں امام خاتم الحفاظ کا ارشاد گزرا کہ حدیث مبہم حدیث ضعیف سے منبر ہو گئی، امام الشافعی کا فرمانا گزرا کہ
حدیث مبہم حدیث ضعیف کا جبر نقصان کرے گی۔ ابو الفرج نے حدیث،

لیث عن مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم من ولد لہ ثلثہ اوکاد فہم
یسرا حدہم محمداً فقد جہل۔
حضرت مجاہد عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کے تین بیٹے ہوں اور ان
میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے اس نے جماعت سے

کامیاب۔ (ت)

پر طعن کیا کہ لیث کو امام احمد وغیرہ نے متروک کیا اور ابن حبان نے مختار بن حبان نے مختار بن حبان نے اس کا شاہد
بروایت تخریج شتی مرسلاً سند عاریت سے ذکر کر کے ابن القطان سے نقل کیا مجمل ہونا نقل کیا، پھر فرمایا،
ہذا لیسر علی بعض حدیث ابن عباس ویدخلہ
فی قسم لبقبول۔
یہ سلسلہ اس حدیث ابن عباس کی تخریج ہرگز اسے قسم قبول میں
داخل کرے گی۔

علامہ منادی تیسرے شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں،

فی اسانہ جہالة لکنہ اختصہ بصارحنا۔
اس کی اسانہ میں جماعت سے مگر تائید پاک حسن ہو گئی۔

سہ لای کتاب العبداء

عنه تحت حدیث انوال الصابج و اخروج القامة ص ۱۲ من روی اللہ تعالیٰ عنہ

لہ التعقیبات علی الموضوعات	باب المناقب	مکتبہ اریہ ساننگر ہل	ص ۵۵
لہ کتاب الموضوعات	باب التیسیر بکھج	مطبوعہ دار الفکر بیروت	۱۵۴/۱
لہ الدائی امصنوعہ	کتاب المبتداء	دار المعرفہ بیروت	۱۲۶/۱
لہ تیسیر شرح جامع الصغیر لمنادی حدیث ابن الصابج کے تحت مکتبہ الامام الشافعی ریاض معودہ			۱۵۴/۱

رواہ الترمذی وقال هذا حدیث غریب والحق علی
هذا عند اهل العلم ، قال النووی واستاده
صحیف لعلہ حیرک ، فكان الترمذی یرید تقویۃ
الحديث بعمل اهل العلم ، والعمد عند الله تعالى
لما قال الشيخ محی الدین ابن العربی انه ملحق
عن النبی صلی الله تعالى علیه وسلم ، انما
من قال لا اله الا الله سبعین الفاً ، غفر الله
تعالى له ، ومن قیل له غفر له ایضاً ، فکنت
وکنت التملیلة بالعدد المروی من غیر ان
اموی لاحد بالمعصوم ، فحضرت طعاماً مع
بعض الکھباب وخیهم شاب مشهور بالکشف
فأخذ هو فی الله ، الا حکل اطهر لبکاً ، فسأله
عن السبب ، فقال انی فی العذاب ، فوجهت
فی باطنی ثواب التملیلة المذكورة لها فضعف
وقال انی مرأها الان فی حسن العایب فقال
الشیخ فعرفت بصحة الحدیث بصحة کشفه
وصحة کشفه بصحة الحدیث

یعنی امام ترمذی نے فرمایا حدیث غریب ہے اور اہل علم
کا اس پر عمل بخیر میری کہ امام نووی سے نقل کیا
کہ اس کی سند ضعیف ہے تو گویا امام ترمذی عمل اہل علم
سے حدیث کو قوت دینا چاہتے ہیں واللہ تعالی اعلم
اس کی تفسیر وہ ہے کہ سیدی شیخ اکبر امام محی الدین
ابن عربی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا مجھے حضور اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص
مترتبار بار لا اله الا الله کہے اس کی مغفرت ہو
ہو اور جس کے لیے پڑھا جائے اس کی مغفرت ہو ، میں نے
لا اله الا الله اتنے بار پڑھا تھا اُس میں کسی
کے لیے خاص نیت نہ کی تھی اپنے بعض رفیقوں کے
ساتھ ایک دعوت میں گیا اُن میں ایک جوان کے کشف
کا شہرہ تھا نہ کہ اسے کھاتے دیکھنے میں نے
سبب پوچھا کہ اپنی ماں کو عذاب میں دیکھتا ہوں ،
میں نے اپنے دل میں لگا کر ثواب اُس کی ماں کو بخش
دیا فرادہ جوان نے لگا کر کہا اب میں اُسے اچھی جگہ
دیکھتا ہوں ، امام محی الدین قدس سرہ فرماتے ہیں تو میں

امام سیوطی نقیبات میں امام سیوطی سے ناقل تداولھا الصالحون بعضهم عن بعض وف ذلك
تقویۃ للحدیث المرفوع (اسے سالین نے ایک دوسرے سے اخذ کیا اور اُن کے اخذ میں حدیث مرفوع

علی باب الصلاة حدیث صلاة التمجید ۱۷ من

سے مرقات شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی باب علی المأموم من التایید مطبوعہ دار الایمان
۹۸/۴ مکتبۃ اثریہ سالکفیل باب المصلوۃ ۱۲

کی تقریر ہے) اُنھی میں فرمایا،

قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ
المحدث قول اہل العلم بہ وان لم یکن لہ
اسناد یثبت علی مثلہ۔
مقدمہ غنائے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت محدث
حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اُس کے لیے کوئی سند
قابل اعتماد نہ ہو۔

یہ ارشاد علیٰ احادیث انعام کے بارہ میں ہے پھر احادیث فضائل تو احادیث فضائل ہیں۔

افادہ ششاز و ہم (حدیث سے ثبوت ہونے میں مطالبہ میں قسم ہیں) جن باقی کا ثبوت حدیث سے
پایا جائے وہ سب ایک پتہ کی نہیں جڑیں تو اس اہل وجہ قوت پر ہوتی ہیں کہ بہت تک حدیث مشہور و متواتر نہ ہو
اُس کا ثبوت نہیں دے سکتے احادیث اگرچہ کہیں ہی قوت سند و نہایت محدث پر ہوں اُن کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں۔
(حقاً میں حدیث احادیث اگرچہ کہیں ہی ہو کافی نہیں) یہ اصول عقائد اسلام ہیں جن میں خاص یقین و کار، عمدہ
تفہانہ زانی رحمہ اللہ قائلے شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں،

خبر الواحد علی تقدیر اشتغالہ علی جمیع
الشراط المذكورۃ فی اصول الفقہ لا یفید
الا یظن ولا عبرۃ بالظن فی باب الاعتقاد والحدیث
حدیث احادیث اگرچہ تمام شرائط محدث کی جامع ہو
ظنی ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں یقینیت
کا کچھ اعتبار نہیں۔

باب اصلاۃ حدیث من جمیع المصلاۃ
من غیر حصر فقد اقول بابا من ابواب الکھاشو
الخریجہ الترمذی و قال حسین ضعیفہ احمد
وغیرہ والعمل علی ہذا الحدیث عند اہل
العلوم اشارہ لک الی امت الحدیث اعتضد
بقول اہل العلم وقد صرح غیر واحد ان
۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ہ)

باب اصلاۃ حدیث کے تحت ذکر ہے جس میں ہے
کہ جس نے دو غازی فی غیرہ ذکر کیے ہیں اس نے کیا نہیں
ایک کبر و کار کتاب کیا اسے ترمذی نے دولت کیلئے
اور حسین نے کہا احمد غیرہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے
اور اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے اس سے اس بات کی
طرح اشارہ کیا ہے کہ اس حدیث نے اہل علم کے قلوب
کے ذریعے قوت حاصل کی ہے اور اس کی تصریح
متحد و محمد بن نے کی ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ت)

ص ۱۳

مکتبہ اشرفیہ ساکنہ کل

ص ۱۰۱

مطبوعہ دارالاشاعت العربیہ قندھار

ص ۱۲

مکتبہ اشرفیہ ساکنہ کل

سۃ التعقیبات علی الموضوعات باب اصلاۃ

سۃ شرح عقائد نسفی بحث تعداد الاخبار

سۃ التعقیبات علی الموضوعات باب اصلاۃ

مولانا علی قاری منہج الرضی الازہری فرماتے ہیں، الاحادیث لا تقید الاعتقاد فی الاعتقاد (احادیث
احادیث بارۃ اعتقادنا قابل اعتقاد)۔

(دربارۃ احکام ضعیف کافی نہیں) دوسرا درجہ احکام کا ہے کہ ان کے لیے اگرچہ اتنی قوت و کار نہیں پھر بھی حدیث
کا صحیح لذاتہ خواہ غیر یا حسن لذاتہ یا کم سے کم غیر ہونا چاہئے، جو درجہ ۱ پر اس ضعیف حدیث نہیں سنتے۔

(مضامین مناقب میں) اتفاق علماء حدیث ضعیف مقبول و کافی ہے، تیسرا مرتبہ فضائل و مناقب کا ہے
یہاں اتفاق علماء ضعیف حدیث بھی کافی ہے۔ مثلاً کسی حدیث میں ایک محل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا
ثواب پائے گا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انھیں اللہ عز و جل نے یہ مرتبہ بخشا، فیض عطایا، تو ان کے
ہاں لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے، ایسی جگہ صحت حدیث میں کلام کر کے اسے پایہ قبول سے ساقط نہ فرق نہ کرنا
نہ جاننے سے ناشی، جیسے بعض جاہل بول اٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضعیفیت میں کوئی حدیث صحیح نہیں
یہ ان کی نادانی ہے علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں، یہ بے جگہ خدا جانے کہاں سے کہاں سے جاتے
ہیں، عز و جل کو صحت نہیں پھر حسن کیا کم ہے، حسن بھی نہ کسی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے، رسالہ قاری و مرآۃ و
شرح ابن حجر کی تعلیقات و تالیفات میں کلام سیرکی و قرلی مستدام و مستوفی کی پانچ جہات میں اول دوم و سوم و چہارم و ہفتم میں
گزشتہ جہات تعلیقات میں تصریح کی کہ صرف ضعیف حسن بذکر کسی فضائل احوال میں مقبول ہے۔ بالآخر اس میں
ضعف راہی کے ساتھ اپنے سے اوّل کی مخالفت بھی ہوتی ہے کہ تنہا صحت سے کہیں بدتر ہے، امام اہل شیعہ علماء
والعرفاء سیدی ابوطالب محمد بن علی تہجد کس، اللہ سرور الملک کتاب جلیل القدر عظیم الفہر قوت القلوب فی معارف المحبوب

علیہ السلام ولا حیدرۃ بمن شد ۲۰۲ من (یعنی کسی شاذ شخص کا اعتبار نہیں رہتا)

علیہ السلام الامام الذکور فی الصحیف المظن کہنا من فیہ ۱۲ من

علیہ السلام امیر غیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر و تفسیر فقیر کے رسالہ البشری العاجلۃ من تعین اجلۃ و رسالہ الاحادیث
الراویۃ لحدیث لا یمیر معویۃ و رسالہ مرض الانزاز و الاکرام لاول ملوک الاسلام و رسالہ ذب الایہ، الواحیۃ فی
باب الامیر معویۃ وغیرہ میں ہے دفعتاً اللہ تعالیٰ ہمہ و کرمہ لتہیقہا و تہیقہا و قفہ ب و لبنا و تہیقہ نیعی امۃ
الاسلام بغیرہا و قفہ ب امین باعظم القدۃ و اسم الرحمة امین صلی اللہ تعالیٰ و یارب کل علیہنا محمد و آلہ
و صحبہ و سلم ۱۱ عند رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)

علیہ فی فصل الجہاد و الثلثین ۱۲ من

لہ منہج الرضی الازہری شرح فقہ اکبر الانبیاء منہج من علی الکبار و الصغار مصطفیٰ البانی مصر ص ۷۷

میں فرماتے ہیں،

الاحادیث فی فضائل الاموال وقضیل الاصحاب
متصلة محتمة علی کل حال صاطیعا وراسیلا
لا تمارض ولا ترد ، كذلك كان السلف
یفعلون^۱۔

فضائل اعمال وقضیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی
حدیثیں کسی ہی ہوں ہر حال میں مقبول وہ تو ذہین مقلد
ہوں خود مرسل نہ اُن کی مخالفت کی جائے نہ انھیں
زد کریں، انہر سلفہ کا یہی طریقہ تھا۔

امام ابوہریرہؓ فرماتے ہیں پھر امام ابن حجرؒ کی شرح مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاریؒ کی شرح مشکوٰۃ
میں فرماتے ہیں،

قد اتفق الحفاظ ولغز الاسر یسین قد اتفق العلماء
علی جوامع العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل
الاعمال ولغز المعمرین لجوار العمل بہ فی فضائل
الاعمال بالاتفاق^۲۔
فتح المبین بشرح الدرر یسین میں ہے،

یعنی جبکہ صحابہ حدیث و علمائے دینی کا اتفاق ہے کہ
فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے۔
(مختصاً)

لانہ ان کان صحیحاً فی نفس الامر بقدر ما
حقہ من العمل بہ ، والا لہر یقرب علی العمل
بہ مفسدة تحلیلہ ولا تحریمہ ولا ضیاع حق
لظہور فی حدیث ضعیف من بطلہ حق ثواب عمل
فعلہ جعل لہ اجرہ وان لم اکن قلہ او کما

یسی حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں عمل اس لیے ٹھیک
ہے کہ اگر واقع میں صحیح ہوئی جب تو جو اس کا حق تھا اس
پر عمل کیا جائے حق ادا ہو گیا اور اگر صحیح نہ ہو تو اس پر
عمل کرنے میں کسی تکلیف یا تحویم یا کسی کی حق تلفی کا مفسدہ تو
نہیں اور ایک حدیث ضعیف میں آیا کہ حضور اللہ کس

علی تحت حدیث من حفظ علی احسن اربعین حدیث قال النوی طرقہ کتب ضعیفہ ۱۲ (م)۔
علی فی شرح المخطیۃ تحت قول المصنف رحمہ اللہ تبارک فیہ انہ یجوز ان یکون جلیب صافیہ صحیحاً ۲، منہ (م)۔
علی فی شرح المخطیۃ ۱۲، منہ (م)۔

۱/ ۱۷۸	مطبوعہ دار صادر مصر	فصل الحادی والعشرون	سہ قوت القلوب فی مسائلہ المجرّب
ص ۴	مصطفیٰ البابانی مصر	خطبۃ الکتاب	سہ شرح اربعین للنوی
ص ۲۳	نوٹکشتور لکھنؤ	شرح خطبۃ الکتاب	سہ حزن ثلثین شرح مع حسن حصین

قال واثنى المصنف رحمه الله تعالى بحكاية
الاجماع على ما ذكره الى الرد على من ساءل
فيه الخ
کے کوئی ہیں یا جس طرح حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائے ، امام فروری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نقل اجماع
علامہ سے اشارہ فرمایا جو اس میں نزاع کرے اُس کا قول مردود ہے الخ
مقاصد میں ہے ،

قد قال ابن حبه البراءهم يتساهلون في
الحديث اذ كان من فضائل الاعمال الخ
بے شک ابو حریز بن حید البراء نے کہا کہ علامہ حدیث میں تساہل
فرماتے ہیں جب فضائل اعمال کے بارے میں ہو ۔

أم حق على الإطلاق فتح القدير في
الصحيح غير الموضوع يعمل به في فضائل
الاعمال الخ
یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا
بیس اتنا چاہئے کہ موضوع نہ ہو ۔

مقدرا ثم ابو طوایب الصلاح ومقدم جواہر وشرح
تدريج الراوي في
مقدور امام ابو طوایب الصلاح و مقدمہ جواہر و شرح
تدریج الراوی میں ہے ،

والفعل لهما يجوز عند اهل الحديث وغيرهم
التساهل في الاستيذان الضعيفة ورواية ما في
الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان
ضعفه في فضائل الاعمال وغيرها مما لا تعلق له
بالعقائد والاحكام ومن نقل عنه ذلك ام جليل
وابن مهدي وابن البهارك قالوا اذا روي
محدثين وغيرهم علماء كثر في ضعيف سندول في تساهل اور
ہے انہما ضعف موضوع کے سوا ہر قسم حدیث کی روایت
اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے
جنہیں عقائد و احکام سے تعلق نہیں ، امام احمد بن حنبل
و امام حید الرکن بن ہمدی و امام حید اللہ بن مبارک
وغیرہم اگر سے اس کی تصریح منقول وہ فرماتے جب

عن ذكره في مسألة تقديمه الا صرح ١٢ من (م) ،
حاصب درج و تقویٰ کی تقدیم میں اس کا بیان ہے ، منہ (دش)

سنة فتح المبين شرح الاربعين

سنة القاصد المختار
سنة فتح القدير باب الامانة
مطبعة دار الكتب العلمية بيروت
- نویری رضوی سلمہ
ص ۲۰۵
۳۰۳/۱

فی الحدود والحرام شد دنا و اذا امر وینافی المصائل
بحجۃ خصال میں روایت کریں تو نرمی اور لطافت۔

امام زین الدین عراقی نے اقیقۃ الحدیث میں جہاں اس مسئلہ کی نسبت فرمایا عن ابن مہدی وغیر واحد
(یعنی امام ابن مہدی وغیرہ اس سے ایسا ہی منقول ہے) وہاں شرح نے فتح المیفیث میں امام احمد و امام ابن مہدی
و امام اجماع امارک و امام سفینی ثوری و امام بن عیینہ و امام ابو ذر یا غنبری و حاکم و ابن عبد البر کے اسماء و اقوال
نقل کیے اور فرمایا کہ ابھی حدیث کے کامل اور غریب نے کفار میں اس کے لیے ایک مستقل باب وضع کیا۔ غرض مسئلہ
مشہور ہے اور نصوص نامحسور اور بعض دیگر عبارات جلیلہ افادات آسنہ میں مسطور این شار اللہ العزیز العفد۔
تذہیب کیل کبرائے و باب یہ بھی اس مسئلہ میں اہل حق سے موافق ہیں، موعوی غرم علی رسالہ تلخیص میں لکھتے ہیں،
خصائص در فضائل اعمال و فیما غنی فیہ باتفاق مطاوعول فضائل اعمال میں ادھر جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں
بہا است۔ الخ میں باتفاق علماء ضعیف حدیثوں پر عمل درست ہے الخ

مطابقت میں رادی حدیث خلاۃ اذہا میں لا منکر الحدیث ہونا امام بخاری سے نقل کر کے لکھا، اسی حدیث کو
اگر پرتوی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن فضائل میں عمل کرنا حدیث ضعیف پر جائز ہے الخ
اسی میں حدیث فضیلت شب برات کی ضعیف امام بخاری سے نقل کر کے لکھا، یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے
لیکن عمل کرنا حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں باتفاق جائز ہے الخ

افادۃ مفیدہ ہم فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے حدیث ضعیف قربت
استجاب کے لیے پس ہے۔ امام شیخ الاسلام ابو ذر کریم رضا، اللہ تعالیٰ بیکار کتاب اودکار التفسیر میں کلام اللہ عز وجل
علیہ تعالیٰ ہذا البصائر التثلیثہ مع حق اصحابنا
و زینۃ اصحابنا امام الخول حب الرسول صولانا
الولوی، جد افادہ و ابدا حق اداہ اللہ تعالیٰ فیضہ
فی کتابہ سیف اکاملا ما السلول علی المنابع فعل المولود
و القیام ۱۲ منہ (دھ) کہ جس ۱۲ منہ (دھ)

عکسہ اول کتاب ثالث فصول المقدمۃ ۱۲ منہ (دھ) یہ کتاب کے شروع میں مقدمہ کی تیسری فصل میں ہے ۱۲ منہ (دھ)

سلفہ تدریب الراوی فی سبیل نزع الشاک و العشوی مطبوعہ دار المکتب الاسلامیہ لاہور ۲۹۸/۱
سلفہ مکارم الخ باب المسخن و فضائلہا مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ۷۶/۱

سلفہ مطاہر حق باب قیام شہر رمضان مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ۸۴۳/۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں،

قال: لعناء من المحدثين والعقمة وغيرهم
يجوزن ويستحب العمل في الفضائل والذغيب
والترهيب بالحدیث الضعیف ما لم یکن
موضوعاً۔

یعنی ہاں، ایمان والہ! تم نے اعتقاد الضعیفہ فی تحقیق کلام التوحید پھر عارف باللہ مسیحی ہی عبد الفتی
بابی نے حدیث بدیعہ شرعاً علیہ السلام کی یہ نقل فرمائی، اہم فقیر بنفسی عمنی علی الاطلاق بیع العذیر میں فرماتے ہیں،
الاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع (حدیث ضعیف سے کہ موضوع نہ ہو فعل کا استحب ہونا ثابت
ہو جاتا ہے) علامہ ابراہیم علی غیریہ السنن فی شرح زیۃ المصلیٰ میں فرماتے ہیں،

(استحب ان یسحر بدوہ بعدیل بعد الضا
لعدوت عن نشة مره من الله تعالیٰ عنها قالت کان
للنبي صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طرقة
یتشعب بها بعد الوصول) ۵۰ الترغیب
و هو ضعیف وکن یجوز العمل بالضعیف فی
الفضائل علیہ

مولا علی علی قاری موضوعات کبیر میں حدیث مسیحی کہ ان کا ضعف بیان کر کے فرماتے ہیں،
الضعیف یصل بہ فی الفضائل الاعمال اتصافاً

جلد ۱۰ آخر الفصل الثانی من باب الاول ۱۲ مر دم،
جلد ۱۱ قبل فصل فی حمل الخ مرۃ ۱۲ مر دم،
جلد ۱۲ فی سنن الفضل ۱۲ مر دم، اللہ تعالیٰ عز و جل،

۱۔ کتاب زکاء المستحب من کلام سیدہ ابراہیم علیہ السلام اصل نقل من الحدیث مطبوعہ دار الفکر البیروت ص ۷
۲۔ فتح القدیر ص ۱۱۱ فی اصلاح علی المیت مطبوعہ نوریہ دمشق ص ۹۵/۲
۳۔ غنیۃ المستغنی شرح منیۃ المصلیٰ سنن الفضل مسہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۲

ولذا ان من امتنان مع الزبقة مستحب او
سنة۔
کیا جاتا ہے اسی لیے ہمارے اکثر کام نے فرمایا کہ وہ ہیں
مردن کا مستحب یا سنت ہے۔

امام جلیل جلال سیر علی طووع انشا یا ظہار ما کان خفیا میں فرماتے ہیں،

استحب ابن الصلاح وتبعه النووي نظر الی
ان الحدیث الضعیف یتسامح بہ فی فہم نل
الاحمال ۳۳
تلقین کو امام ابن الصلاح پھر امام نووی نے اس نظر سے
مستحب مانا کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کے
ساتھ نرمی کی جاتی ہے۔

علاؤ الحق جلال دوائی رحمہ اللہ تعالیٰ انور فی العلوم میں فرماتے ہیں :

الذی یصلح للتعمیل علیہ ان یقال اذا وجد
حدیث فی فضیلة عمل من الاحمال لا یحتمل
الحرمة والکراهیة یجوز العمل بہ ولستحب
لاہ ماہون الحظرو مرجعہ المجمع ۳۴
احتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت
میں کوئی حدیث پائی جائے اور وہ حرمت و کراہت
کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز و مستحب ہے
کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

اندیشہ سے امان یوں کہ حرمت و کراہت کا عمل نہیں اور نفع کی امید یوں کہ فضیلت میں حدیث مروی اگرچہ ضعیف
ہی تھی۔

اقول وبالله التوفیق بلکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کے معنی یہی ہیں کہ استحباب مانا جائے

علیہ نقلہ بعض العصریین وهو یما تروی ثبوتہ فی التثقل ۲۷ منہ (م)

علیہ نقلہ العلامة شہاب المغازی فی نسیم الریاض شرح شفا د القاضی عیاض فی شرح الادیباجة
حدیث روی المصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ بسندہ الی ابی داؤد حدیث من مثل من علم فکتبہ الحدیث و
لمحقق ہما کلام طویل نقلہ الشرح ملاحظہ و تاخرہ بما ہو من اخرجہ و اوجہ مع المحقق ف
عامۃ ما ذکرہ والاولا خشیۃ الاطلاق لا یتنبأ بکلامہا مع مالہ وعلیہ و لکن سفیر ان شاء اللہ تعالیٰ
الی اخرین لیسیر فیظہر بہ انہ یواب یعون الملک الوہاب ۱۲ مروی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

۶۳ ص	مطبوعہ مجتبائی دہلی	حدیث مسیح الرقبۃ	ملک موضوعات کبیر
۱۹۱/۲	دار الفکر بیروت		ملک الحادی للفتاویٰ خفیا
۳۳/۱	مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان	دیباچہ	ملک نسیم الریاض شرح شفا

در نفس جواز و اہانت اباحت و اعدام نہی شرعی سے آپ ہی ثابت، اُنس میں حدیث ضعیف کا کیا دخل ہوا، تو
 لا جرم وہ حدیث کے سبب جانبِ حق کو ترجیح دینے کی حدیث کی طرف اسنادِ تحقیق اور اُس پر عمل ہونا صادق ہو اور یہی معنی
 استحب ہے، آخر نہ دیکھا کہ علامہ علی و علامہ قاری نے اسے عمل و جوازِ عمل کو دلیل و ثبوت استحب قرار دیا اور امام
 محمد محمد گزالی امیرِ اہلِ حجاز نے مقامِ اباحت میں اُس سے تمسک کو دیکھ کر ترقی و اولیت میں رکھا کہ جب اُس پر عمل ہوتا ہے
 تو ثبوتِ اباحت تو بدرجہ اولیٰ اس سے کھل گیا کہ اُس پر عمل کے معنی نفسِ اباحت سے ایک ذائد و بالاتر چیز ہے اور وہ
 نہیں مگر استحب و هذا ظاہر لیس دومہ حجاب (امدیہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ ت) علیہ
 شرحِ نیل میں فرماتے ہیں،

الجمہور علی العمل بالحديث الضعیف الذی
 لیس بموضوع فی مسائل الاعمال فهو فی ابقاء
 الا باحة السی لم یتتم دلیل علی اشتغالها
 حکما فیما نحن فیہ اجدر
 امام ابو طالب مکی قوت القلوب میں فرماتے ہیں،

الحديث انه لم ينافه كتاب وسنة وان لم
 يشهد له انه لم يخبره تاويله عن اجماع
 الامة، فانه يوجب القبول والعمل لقوله
 صلى الله تعالى عليه وسلم كيف وقد
 قيل
 حدیث بیقرآنِ عظیم یا کسی حدیث ثابت کے منافی نہ ہو
 اگرچہ کتاب و سنت میں اس کی کوئی شہادت بھی نہ ملے،
 تو بشرطیکہ اُس کے معنی مخالفتِ اجماع نہ پڑتے ہوں، پچھ
 قبول اور اپنے اوپر عمل کو واجب کرتی ہے کہ حضورِ سرورِ عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکر دمانے کا
 حاکم نہ کہا کر گیا۔

یعنی جب ایک راوی جس کا کنسب یعنی نسب ضرور اہلِ حق سے ملے تو اسے علیہ وسلم سے ایک بات کی خبر دیتا ہے اور اُس

علہ سنن الفضل مسئلۃ المتدیل ۱۲ منہ (م)
 سنن خلیل میں رجال کے مسئلہ میں اس کو ذکر کیا ہے (ت)
 علیہ فی الفصل الحادی والثلاثین ۱۳ منہ (م)
 التیسری فصل میں اس کو بیان کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

سہ حلیۃ الملل شرح فیہ المصلی
 علیہ قوت القلوب الفصل الحادی والثلاثون باب تفضیل الاخبار مطبوعہ المطبعة النبیة مصر ۱/ ۱۷۷

اور میں کتاب وسنت و اجماع امت کی کچھ مخالفت نہیں تو نہ ماننے کی وجہ کیا ہے۔

اقول اما قولہ قدس سوہ یوجب " **اقول** امام ابو طالب مکی قدس سرہ کے قول
 "یوجب التقبیل" سے تاکید مراد ہے جیسا کہ نو اپنے
 قرض خواہ سے کہے کہ تیرا حق مجھ پر واجب ہے۔ درخت
 میں ہے کہ یہ مسلمانوں کا تعامل ہے پس ان کی اتباع
 واجب ہے (وجوب معنی ثبوت ہے) یا اس میں اس
 مسکن کی طرف اشارہ ہے جو مجہدہ کرنے والے سادات
 احمد و صفیہ (اللہ تعالیٰ ان کے پاکیزہ اسرار کو ہمارے
 لیے مبارک کرے) کا ہے کہ وہ مستحبات کی بھی اس طرح
 پابندی کرتے ہیں جیسا کہ وہ اجابات کی اور مکروہات سے
 بکریست سے جماعات سے اس طرح بچتے ہیں کہ گویا
 وہ محرمات ہیں، لیکن ابو طالب مکی کا مذہب ہے
 کہ نہ ہم آپ قدس سرہ کو جہت میں شمار کرتے ہیں
 ان میں ہونا آپ کا حق ہے جیسا کہ ان تمام بزرگان کا
 مقام اور شایع ہے جو شریعت عظیمہ کی حقیقت کو
 پانے والے ہیں اگرچہ وہ ظاہر اپنا انتساب کسی امام
 فقیہ کی طرف کرتے ہیں۔ اس مسئلہ میں حارث باللہ
 سیدی عبدالوہاب شہرانی نے میزان میں تفصیل گفت کو کی ہے اور اللہ تعالیٰ اہل معرفت کی مراد کو زیادہ بہتر
 بہتر جانتا ہے۔ (د ت)

علیہ آخر باب الیمین ۱۲ سرحدی شہرانی ص ۱۲۰ باب الیمین کے آخر میں اس کا ذکر ہے (د ت)
 علیہ فی فصل خان قال قائل فعل یجب عندکم علی المقلد اللہ فی فصل ان قال قائل کیف الوصول الی لا یتصل
 علی علی الشریعة المطہرة الخ فی غیرہا ۱۲ سرحدی شہرانی ص ۱۲۰

سہ درخت باب الیمین مطہرہ مستحبات فی دہلی ۱۱۷/۱
 مہ المیزان الکبریٰ فصل ان قال قائل کیف الوصول الخ مطہرہ مصطفیٰ اباباتی مصر ۲۲/۱

فرماتے ہیں ،

ما جاءكم عن من خبر قلته اوله اقله فاني اقولہ
وما جاءكم عن من شرفاني لا اقول التشریف
تھیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی
ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماتا ہوں اور جس بُری بات
کی خبر پہنچے تو میں بُری بات نہیں فرماتا۔

ابن ماجہ کے نظیر ہیں ،

ما قيل من قول حسن فاما قلته
جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے
فرمائی ہے ۔

عقيلي کی روایت یوں ہے ،

خذا به حدثت به اولهم احدث به
اُس پر عمل کرو چاہے وہ میں نے مندرجائی ہو
یا نہیں ۔

و اب ابن ثوبان مولى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعن ابن عباس رضى الله
تعالى عنهم (اس بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آگے وہ غلام حضرت ثوبان اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی روایت ہے ۔ رت)
عقيلي اپنے فرامد میں حمزہ بن عبد الحمید عمر اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ،

ما أت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
في نومتي العجوة قلت يا بى است و اتمم
يا رسول الله انه قد بلغنا عندك قلت من
سمع حديثا فيه ثواب فعلم بذلك الحديث
مرجاء ذلك الثواب اعطاه الله ذلك الثواب
وان كانت الحديث باطلا فحقا
اعرب هذه البلدة انه لم يسمع
میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
خواب میں جیم کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ
میرے ماں باپ حضور پر قربان ہیں حضور سے حدیث
پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی
حدیث ایسی سنے جس میں کسی کو ثواب کا ذکر ہو وہ اُس
حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عز و جل اسے
وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ حدیث باطل ہو ۔ حضور اقدس

۱۔ مسند امام احمد بن حنبل مرویات ابی ہریرہ
۲۔ سنن ابی ماجہ باب اتباع السنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مجتبیٰ لاہور
۳۔ کنز العمال بحوالہ عن النکمل من رواية الحديث ، حدیث ۹۷۱۰ مطبوعہ مکتبۃ الرسالہ بیروت
۳۹۷/۲
ص ۴
۲۲۹/۱

انا قلت سید
کا کہ شک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے منسہراتی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
ابو یعلیٰ اور طرائق تیم اوسط میں سید ابی حمزہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من بلغنا عن الله تعالى فضيلة فليرصدق بها لم ينهنا
جسے اللہ تعالیٰ نے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ لٹے
اُس فضیل سے محرم رہے۔

ابو اسرہاب بن عبد البر نے حدیث مذکور روایت کر کے فرمایا،
اهل الحديث جميعا عظميتا هلمون في الفضائل
تمام علمائے محدثین احوادث فضائل میں نرمی فرماتے
فیرو و ہوا عن کل و انما یثمدون فی احادیث
میں انھیں ہر شخص سے روایت کر لیتے ہیں، ہاں
الاحکام۔

ان احادیث سے صحاح ظاہر ہوا کہ جسے اس قسم کی خبر پہنچی کہ جو ایسا کرے گا یہ فائدہ پائے گا اُسے چاہیے
نیک نیتی سے اس پر عمل کرے اور تحقیق محنت حدیث و خلافت سند کے پیچھے نہ پڑے وہ ان شاء اللہ اپنے حق پر پہنچے گا
کو پہنچے گا یا جائیگا اقول میں جہت کہ اُس حدیث و حدیث ظاہر ہو کہ بعد ثبوت بطلان، جہاں امید کے کوئی محض نہیں۔
فحوق الحدیث وان لم یکن ما یلحقه حق و نحوه
انہی صیغہ فی نفس الامر کا بعد العلم بہ و
نہ ہوا اس کی مثل دوسرے الفاظ اس سے مراد
ہذا و اخرہ جدا اعتبرت ولا تنزل۔ نفس الامر سے ذکر بعد از حصول علم۔ اور یہ بہت ہی اچھے لفظ سے یاد رکھو،
اور وہ اس علمائے فضل کی نہایت طاہر کہ حضرت حق عزوجل اپنے بندہ کے ساتھ اُس کے گمان پر معاملہ فرماتا ہے،
حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے روایت فرماتے ہیں کہ کوئی سبھا نہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ
انا عند ظن صیدتی (میں اپنے بندہ کے ساتھ وہ کرتا ہوں جو بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے) رواہ البیہاقی و مسلم
و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ عن ابی ہریرۃ و العاکوفی عن انس بن مالک (اسے بخاری، مسلم، ترمذی،

ابن قدامہ وغیرہ)

سید مسند ابو یعلیٰ انس بن مالک حدیث ۳۴۲۰
سید کتاب المسلم لابن عبد البر
سید الصغیر مسلم کتاب التوبہ
مطبوعہ دار القبلة دمشق ۱۳۵۴ھ مطبوعہ دار الکتب سعودیہ عرب ۳۸۴/۲
مطبوعہ قادی کتب خانہ کراچی ۳۵۲/۲

نسبی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اور حاکم نے حضرت انس بن مالک سے معنی اسے روایت کیا۔ ت۔
 دوسری حدیث میں یہ ارشادِ خداوند ہے، "خَلِيقُ بَنِي مَآثَ" (اب جیسا چاہے پھر پرگان کرے) اخروہ
 الطبرانی فی الکبیر والحاکم عن واثلة بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیحہ (اسے فرائی نے
 محکم کبیر میں اور حاکم نے حضرت واثل بن اسقع سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔ ت)

تیسری حدیث میں یوں زیادت ہے، "ان خلق خیرا خلقه وان خلق شرا خلقه" (اگر بھلا گمان کرے گا
 تو اس کے لیے بھلائی ہے اور بُرا گمان کرے گا تو اس کے لیے بُرائی) مرواہ الامام احمد بن ابی حنبلہ
 مرضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن علی الصحیحہ ونحوہ الطبرانی فی الاوسط والوفعی فی المعجمین
 عن واثلة بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے امام احمد نے سند صحیح سے صحیح قول پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اور اس کی شکل طبرانی نے اوسط اور ابوالخیر نے علیہ میں حضرت واثل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
 جب اُس نے اپنی صدق نیت سے اس پر عمل کیا اور رب عزوجل اسے اُس فیض کی امید کی تو مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے
 اکرم الماکرین سے اُس کی امید نہ نہ کر کے گارڈ حدیث واقع میں کسی ہی ہو۔ واللہ الحمد فی الاولی والاخری۔

افادہ نو زدہم (عمل بھی خواہے کہ ایسی حدیث ضعیف مقول سے) وہاں تہ التوفیق، عقل الزلم
 ہر تو ان نعوض و مقول کے علاوہ دُعا بھی کر دے کافی ہے نہ کہ یوں ضعیف حدیث متبر اور اس کا ضعف مضمر کہ سند میں
 کچھ ہی نقصان ہوں، اگر طہان پر یقین تو نہیں فان الکذب قد یصعد (بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے)، تو کیا
 معلوم کہ اس نے یہ حدیث ضعیف ہی روایت کی ہو۔ مقدمہ امام ابو ظفر علی الدین شہر زوری میں ہے،

اذا قام فی حدیث اندیس صحیح خلیس ذلك
 قطعاً بالہ کذب فی نفس الامر اذ قد یكون
 صدقاً فی نفس الامر وانما الس ادبہ لیرید
 اسنادہ علی الشرح المذكور
 محدثین جب کسی حدیث کو غیر صحیح بتاتے ہیں تو یہ اس کے
 فی الواقع کذب پر یقین نہیں ہوتا اس لیے کہ حدیث
 غیر صحیح کبھی واقع میں سچی ہوتی ہے اس سے تو کتنی مراد
 ہوتی ہے کہ اُس کی سند اس شرط پر نہیں جو محدثین نے
 صحت کے لیے مقرر کی۔

قریب و دُریب میں ہے،

اذ قبل حدیث ضعیف، فضعفاء لیس یصح
 لہ المستند علی الصحیحین علی کم کتاب التوبہ والاناہ
 لہ مسند الامام احمد بن حنبل مسند ابی ہریرہ
 لہ مقدمہ ابن الصلاح النوع الاول فی معرفۃ الصحیح
 کسی حدیث کو ضعیف کہا جائے تو معنی یہ ہیں کہ اس کی
 مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۲۲۰/۴
 بیروت ۳۹۱/۲
 غاروکی کتب خانہ لبنان ص ۸

اسنادہ علی الشرح، لحدود کلامہ کذب فی نفس
الاکھری لجواز صدق الکاذب ^{مطلقاً}۔
اسناد شرط ذکر پر نہیں نہ یہ کہ واقع میں بخوبی ہے ممکن ہے
کہ جھوٹے سے صحیح کو لا براد ^{مطلقاً}

(صحیح و تضعیف صرف بنظر ظاہری واقع میں ممکن کہ تضعیف صحیح ہو بالکس (حق) حدیث اطلاق فتح میں
فرماتے ہیں،

ان وضعف الحسن والمصحیح والتضعیف انما
هو باعتبار الاستدلال اما فی الواقع فیه جواز عطف
المصحیح وصحة التضعیف۔
اسی میں ہے،

لیس معنی، تضعیف الباطل فی نفس الامر بل
ما لم یثبت بالشروط المعتدلة عند اهل الحديث
مع تحویز کو نہ صحیحاً فی نفس الامر فیموت
ان یقتل قرینة تحقق ذلك، وان الراوی
التضعیف اجاد فی هذه النکات المعین فی حکم
بیہ۔
ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ وہ واقع میں باطل ہے بلکہ
یہ کہ جو شرطیں اہل حدیث نے اعتبار کیں ان پر نہ آنے
اس کے ساتھ جہت ہے کہ واقع میں صحیح ہو، تو ممکن کہ
کئی ایسا قریب جہت کوئی کہ وہ صحیح ہے اور
راوی صحیف نے یہ حدیث خاص اچھے طور پر راوی ہے
اُس وقت باضعف ضعیف راوی اس کی صحت کا حکم
کو دیا جائے گا۔

موضوعات گیر میں ہے،

المحققون علی ان الصیحة الحسن والضعف
انما هی من حیث الظاهر فقط مع احتسالی

عنه مسألة الشغل قبل المضرب ۱۲ من (م)

عنه مسألة السجود علی کور، النجاة ۱۲ سرخندہ نقاد مر (م)

لہ تدریب الراوی شرح تقریب الراوی الخزانہ الاول الصحیح مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۵۹، ۶۰
لہ فتح القدر باب التواضع مطبوعہ فورید رضویہ سکھر ۱/ ۳۸۹
لہ " باب صفة الصلاة " " " ۱/ ۲۶۶

فہرست صحیحہ عبد اہل الکشف

کشف الغم عن صحیح الامریں ارشاد فرمایا

کان حبلى الله تعالى عليه وسلم يقول من صلى
على طهر قلبه من النفاق ، كما يطهر الثوب
بالماء ، وكان حبلى الله تعالى يقول من صلى
على الله على محمد فقد فتح على نفسه
صبعين بابا من الرحمة ، والحق الله سبحانه في
قلوب اناس فلا يخطئه الا من في قلبه نفاق ،
قال شيخنا رحمه الله تعالى عنه هذا الحديث
والذي قبله مرويا هيا عن بعض الناس في
عن الخطير طيب الصلاة والسلام عن
سور الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهما
عندنا صحيحان في احدى جهات صحة و ب
لم يشكهما الصحاح ثون على مقتضى اصطلاحهم

مردود اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔

حضرت پروردگار علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو مجھ پر
دروغہ کہے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہو جائے
جیسے پڑا پانی سے ، حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں کہ جس نے محمد اس کے لئے شہداء
رحمت کے اپنے اوپر رکھ لئے ، اللہ عزوجل اس کی
جنت لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ اُس سے بغض
نہ کرے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق ہوگا۔ ہاں یہ شیخ
یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ حدیث اور اس سے
پہلی ج نے بعض اولیاء سے روایت کی ہیں انہوں نے
سیدنا خضر علیہ الصلاۃ والسلام انہوں نے حضرت پروردگار
تبارک نام علیہ افضل الصلاۃ و اکمل السلام سے یہ روایت
حدیثیں ہمارے نزدیک اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں اگرچہ
محدثین اپنی اصطلاح کی بنا پر انہیں ثابت نہ کریں۔

نیز میزان شریف میں اپنے شیخ سید یحییٰ بن خراسانی سے نقل فرماتے ہیں

كما يقال عن جبير جادواه المحدث ثوب
بالسند الصحيح المتصل يفتى سنداه
حصوله الحق جبل وعلا فكله لك يقال فيما
جسٹس یہ کہتا جاتا ہے کہ جو کہ محدثین نے سند صحیح متصل سے
روایت کیا اس کی سند حضرت امی مزارع بن اسد سنی ہے
یعنی جو کہ علم حقیقت سے صحیح کشف والوں نے نقل فرمایا

على آخر الجلد الاول باب جامع فقبا في الذكر آخر فصل الامم الصلاة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۱۲ من سورة فاتحة
عنه فوس في بيان مستحالة خروج شئ من اقوال المجتهدين من الشيعة ۱۲ من

سہ امتیاز انجری فصل خان ادنیٰ و من العلماء
سہ کشف الغم عن صحیح الامم فصل فی الامم بالصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۴۵ھ

نقلہ اہل الکشف الصحیح من علم الحقیقۃ۔ اسی کے حق میں یہی کہا جائے گا۔

بالجملہ اولیاء کے لیے اس سند ظاہری کے دوسرا طریقہ ذرا غلطی ہے، لہذا حضرت سیدی ابوزہرہ بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قدس سرہ السامی پختہ زمانہ کے حکمرانی سے فرماتے:

قد اخذتہ عنہم مینا عن صیت واخذنا عنہما
عن النبی الذی لا یموت

نقلہ سیدی الاحمد الشحرانی فی کتابہ المبارک
انفاخر الیقوت والجواہر احرا البیض السابغ
والاسرار

حضرت سیدی امام المکاشفین علی اللہ والہین شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صنف کچھ احادیث کی تصریح فرمائی کہ طور پر ضعیف مافی لئی تھیں،

کما ذکرہ فی باب الثالث والربعین من الفتوحات
الکیة الشریفة الانہیة المکیة ونقلہ فی
ایواقیت

اسی طرح فاقم مقام الحدیث امام جلیل مولی اللہ والہین سید علی قدس سرہ العزیز پختہ زار بیداری میں جمال
جہاں آرا سے حضور پرورد سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہر وہ جوئے بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی دولت پائی بہت احادیث کی کہ طریقہ محدثین پر ضعیف طور پر تھیں تصحیح فرمائی کہ کیا
عانت ربانی امام العلامة عبدالباق شحرانی قدس سرہ النورانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے من شاء
فلیتشرف بسطاعتہ (جو اس کی تفصیل چاہتا ہے میزان کا مطالعہ کرے۔) یہ نفیس و جلیل فن ہے کہ

عنه فی الفصل المذكور قبل ما مر بہ جوہ صفحہ ۳۳ منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۵/۱	ملفوظات ابوبکر	فصل فی استماتہ خرمی من احوال الجہدین	ملفوظات ابوبکر
۹۱/۲	ملفوظات ابوبکر	باب الثالث والسابع والاربعین	ملفوظات ابوبکر
۸۸/۲	ملفوظات ابوبکر	ملفوظات ابوبکر	ملفوظات ابوبکر
۴۴/۱	ملفوظات ابوبکر	فصل فی استماتہ خرمی من احوال الجہدین	ملفوظات ابوبکر

بنا سبست مقام بکرا نہ تھائے نفع رسائی برادرانِ دینی کے لیے حوالہ قلم سوا احیاءِ دل پر نقش کرین چاہئے کہ اسی کے جاننے والے کم ہیں اور اس فقر شہ گاہ میں پیسنے والے بہت قدم سے

خیلی قطع الصیاقی الھ الھ

کثیر و ایاب الحصول قسائل

(اس سیرے دوست! چراگا ہوں میں ڈاکہ ڈالنے والے کثیر اور منزل کو پانے والے کم ہیں۔ ت)

بات دُر پختی، گنایہ تھا کہ سند پر کیجیے ہی نفس و جرم جو ان کے سبب بطلانِ حدیث پر جزم ہیں جو سکتا ممکن کہ واقع میں حق برادر جب صدق کا احتمال باقی تو ماقبل همان نفع بے ضرر کی امید پاتا ہے اس فعل کو کمالا ہے دین و دنیا کے کام امید پر پہنچتے ہیں پھر سند میں نقص ہی دیکھ کر ایک دست اس سے دست کش ہونا کسی عقل کا مقصد ہی ہے کیا معلوم اگر وہ بات سچی تو خود فضیلت سے محروم رہے اور ثبوتی جو تو عقل میں اپنا کیا نقصان فامہم و تہت و لا تکن من المتعصبین (ات اجمی طرہ کجے اس پر قائم رہا اور کھسب کرنے والوں سے نہ ہو۔ ت) الصاف کیجئے شتا کسی کو نقصانِ عزت غریزی ضعفِ اندام کی شکایت شدید ہو یہ اس سے بیان کرے کہ عقلِ مکرم حاذق نے اس مرض کے لیے سونے کے دق سونے کے کھری میں سونے کی مچلی سے عرقِ بیرونِ شک یا بتیلی پر انگلی سے شہد میں کئی بیج کر کے پنا تھوڑ فرمایا ہے تو من سیر کا اقتضائیں کر جب تک اس معیم بند سر میں متصل کی طوب تھیت سے ذکر کے اس کا استقبال بنا حرام جانے، بس ابتدا دیکھا کافی ہے کہ اصولِ طہر میں میرے لیے اسی میں کچھ عزت تو نہیں ورنہ وہ مرین کہ لفظ سے قربا دین کی سندیں دھونڈتا اور حالِ رواۃ تحقیق کرتا پھر سے گا قریب ہے کہ بے عقلی کے سبب اُنی ادیب کے فوائد و مباحث سے محروم رہے گا نہ عراقِ تہمت سے تریاقِ نصیب دھڑاے گا نہ مارگزیدہ دوا پائے گا بیہند ہی حال ہی فضائلِ اعمال کا ہے جب ہمارے کان تک یہ بات پہنچی کہ اُن میں ایسا نفع ذکر کیا گیا اور شرعِ مطہر نے ان افعال سے منن نہ کیا، تو اب ہمیں تحقیق مختار کیا ضرور ہے اگر حدیث فی نفسِ صحیح ہے فقہاء و نہ ہم نے اپنی نیک نیت کا اچھا پھل پایا ہل تو موصوف بنانا الا احدی الحسینی (تم ہم پر کس چیز کا انتظار کرتے ہو مگر وہ خوبوں میں سے ایک کا۔ ت)

افادۃ سبستم (حدیث ضعیف احکام میں بھی مقبول ہے بلکہ عملِ احتیاط ہو) مقاصدِ شرح کا مارت اور کلماتِ علی کا د اقتضائیں قبل ضعیف فی الفضائل کے دلائل ذکر کردہ عبارات سے بحد فتح المبین امام ابن حجر علی و انروزج العلوم محقق دہانی و قوتِ اقویٰ امام کی رحمہ اللہ تھالے و نیز تقریر فقیر ذکر افادۃ سے بحد پر نظر میں کرے گا

ان انوار تجلیہ کے پرتوں سے بطور مدد کے بچے مختلف اُس کے آئینہ دل میں مرقم ہو گا کہ کچھ فعلی اعمال ہی میں انحصار نہیں بلکہ عموماً جہاں اُس پر عمل میں رنگہ اعتیاد و تفسیر کی صورت نظر آئے گی بلاشبہ قبول کی جائے گی جانب فعل میں اگر اس کا رد و استیجاب کی راہ بتائے گا جانب ترک میں تنزیع و توریج کی طرف بلائے گا کہ آخر صلی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا :

کیف وقد قيل: (کیونکہ نہ مانسہ کا حال انکہ کہا تو گیا) سواہ البخاری عن حقیقۃ بن الحارث النعمانی
مرحی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے امام بخاری نے عقبہ بن حارث نوخلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اقول وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ہم ہایرینک الی ہایرینک کہ

فرمایا : جس میں شبہ پڑتا ہو وہ کام چھوڑ دے اور
ایسے کی طرف آجس میں کوئی وعدہ نہیں !

سرواۃ الامام احمد وابوداؤد الطیالسی والدارمی
والترمذی وقال "حسن صحیحہ" والشافعی
وابن حبان والحب کہ وہ صحیحہ "وابن قسائم
فی معجمہ عن الامام ابن الاحمر عیدہ شا
الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند
قوی وابو نعیم فی المحلیۃ والخطیب فی التاریخ
بطریق مالک عن ناہم عن ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما۔

(ت)
ظاہر ہے کہ حدیث ضعیف اگر مرث ظن ذہب مرث شبہ سے تو کم نہیں تو عمل اعتیاد میں اس کا قبول میں مراد
شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہے، احادیث اس باب میں بکثرت ہیں، از انجملہ حدیث اس و اعظم
کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه
و من وقع في الشبهات وقع في الحرام كالراعي
يرعى الغنم فإنه إذا أتى شجراً لم يدر ما فيه
فإذا لم يجد فيه غنماً بطل ما فيه وإن لم يجد فيه غنماً
بطل ما فيه

۹/۱ صحیح البخاری کتاب العلم باب العلم فی المسائل النازلة مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۰/۱ من مسند احمد بن حنبل مسند ابیہ بن خروان اللہ علیہم اجمعین - دار الفکر بیروت

حول بعضی یوشک ان ترتیب فیہ الاوان مکمل ملکہ
 حصی الاوان حصی اللہ جحا سہہ
 دینے کے گرد چرانے والا نزدیک ہے کہ دینے کے اندر
 چرائے دین کو ہر پادشاہ کا ایک رہنا ہوتا ہے، اس کو
 اقتدر و بل کا رہنا وہ چیز ہے جس سے عزم فرمائیں۔
 اسے بخاری و مسلم دونوں نے حضرت عثمان بن بشیر رضی اللہ
 تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ دت۔

امام ابن جریر نے فتح البین میں ان دونوں حدیثوں کی نسبت فرمایا :
 من جوعہما الی شیء واحد وهو النہی التثنیہ
 یعنی ماحصل مطلب ان دونوں حدیثوں کا یہ ہے کہ تشبیہ
 کی بات میں پُرانا خلاف اوسنے ہے جس کا مرجع کراہت
 تنزیہ۔

التعز و بل فرماتا ہے :
 ان یلک کا دیا فعلیہ کذیہ وان یلک ہما دقا
 یصیبک بعد الذی یعد کمر
 اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہے
 اور اگر سچا ہو تو تمہیں پہنچ جائے گی کہ نہ کہ وہ مصیبت
 جس کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے۔

بکہ اللہ تعالیٰ یہ معنی ہیں ارشاد امام ابو بکر کی حدیث میں فرمایا :
 ان الاخباس الضعاف غیر مخالفة الکتاب و
 السنة لا یلغ من ردہا بل فیہا ما یدل علیہا
 ضعیف حدیثیں جو مخالف کتاب و سنت نہ ہوں ان کا
 رد کرنا ہمیں لازم نہیں بلکہ قرآن و حدیث ان کے قبول
 پر دلالت فرماتے ہیں

و جرم ملانے کو ام نے تصریح فرمائی کہ وہ بارہ احکام بھی ضعیف حدیث مقبول ہوگی جبکہ جانب احتیاط

عہد فی فصل الحادی والثلاثین ۱۲ سر (د) اکتیسویں فصل میں اس کا بیان ہے۔ (د ۳)

لہ صیح بخاری باب فصل من استبرأ لہ
 مسلم شریف باب اند الحلال و حرک الشہات
 ص ۱۳ ۲۸/۲
 ص ۲۸/۲
 ص ۱۶۴/۱
 مطبوعہ قادیان کتب خانہ کراچی
 مطبوعہ دار صادر بیروت

میں ہر امام نووی نے اذکار میں بعد عبادت مذکور پھر کس بخاوی نے فتح المغیش پھر شہاب خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا،

اما الاحکام كاللحلل والحرام والیسع و
السکاح وطلاق و غیر ذلک فلا یعمل فیہا الا
بالحدیث الصحیحہ او الحسن الا ان یتکون فی
احتیاط فی شی من ذلک کما اذا ورد حدیث
ضعیف بکراهة بعض الیسع او الا نکحة فان
المستحب ان یتنزه عنه ولكن لا یجب۔
یعنی محدثین و فقہاء وغیرہم علماء فرماتے ہیں کہ حلال و حرام
بیع نکاح طلاق وغیرہ احکام کے بارے میں صرف حدیث
صحیحہ یا حسن ہی پر عمل کیا جائے گا مگر یہ کہ ان مواقع
میں کسی احتیاطی بات میں ہو جیسے کسی بیع یا نکاح کی
کراہت میں حدیث ضعیف آئے تو مستحب ہے
کہ اس سے بچیں ہاں واجب نہیں۔

امام جلیل بدول سیر علی تدبیر میں فرماتے ہیں ۱
و یعمل بالضعیف یضانی الاحکام اذا کان
فیہ احتیاط۔
علامہ علی بن عقیل فرماتے ہیں ۱

الاصول ان الوصل بین الادب و لاق من یکر
فی کل الصلوة لما روی الترمذی عن جابر
مری، انه قال فی حنیہ ان رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لبلال اذا اذنت
فترسل واذا قمت فاحدروا جعل یحیی
اوانک و اذنت قد رما یفرغ الا کل من
اکل فی غیر المضرب و انشرب من مشربہ
یعنی اسل یہ سب زون کہتے ہیں فوراً قامت کہ دریا طلق
سب نمازوں میں مجھ سے اس بچے کہ ترمذی نے جابر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حضور در عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اذان
ٹھہر ٹھہر کر کہ اگر وہ بکیر جلد بلے اور دونوں میں اتنا غاصلہ
دکھ کر کہ بڑا کھٹے سے (مطہر کی علامتوں) اور بیٹے والا جیسے اور
خبر دلا کہ تھکے جا رہے تھے فارغ ہو جائے، یہ حدیث

عکس در شرح المعنیہ حیث استند الامام المصنف حدیث من مثل عن علی بن عقیل الحدیث ۱۲

عکس فی عمل سنن الصلوة ۱۲

عکس قوله فی غیر المضرب ہکذا هو فی مسحق الغنیۃ و لیس عند الترمذی بل هو مدرج فیہ نعم ہوتا و لیس حسن
الصعب کما قال فی الغنیۃ بعد ما عتقنا قالوا قوله قد رما یفرغ الا کل من اکل فی غیر مضرب من شربہ فی المضرب

۱۲ نسیم الریاض شرح الشعار تتمہ فائدہ ص ۱۱۱ فی شرح الخطیۃ

۱۲ تدبیر الزادی شرح تقریب الزادی النور الثانی والعشرون المصوب ۱۲ دار الشریک لاسلامیہ ۲۹۹

والمعتصم إذا دخل لقصاء حاجته وهو واثق
كل صبيغاً تكني بجور الحق به في شأن هذا الحكم
اگر ضعیف ہے مگر ایسے حکم میں اس پر عمل روا ہے۔

تفسیر (بہرہ کے دن بدن سے ترقی لینے کے باب میں) ایک حدیث ضعیف میں بہرہ کے دن چپکنے لگانے سے ممانعت آئی ہے کہ۔

من احتجم يوم الاسر بعد يوم السبت عاصابه
يرون فلا يلومن الا نفسه
جو بہرہ یا ہفتہ کے روز چپکنے لگائے پھر اس کے بعد
پرسیدہ لڑنا ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو طاعت کرے۔

امام سیوطی لائی و تعقیبات میں سنۃ الفردوس دینی سے نقل فرماتے ہیں۔

سعت، بی یقور، سعت آیا حمود و معمر بن جعفر
بن مطی الیہ بوری قال قلت یوہا ان هذا
الحديث ليس بصحيح فاصدقت یسوع
الاس بعد ما صابني الیوم وایت رسول الله
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الفجر فثکوت
الیہ حتی فقا یا لہ و لا نسب من یخیرنی
فقلت تمت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
ایک صاحب محمد بن جعفر بن مطیٹا پوری کو نصیر کی
ضرورت تھی بہرہ کا دن تھا خیال کیا کہ حدیث مذکور تو
صحیح نہیں نصیر لے لی تو اُڑھ ہو گئی، خواب میں حضور
اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف
ہوئے حضور سے فرمایا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا آیات والا استھانۃ بعد شی
(خبردار میری حدیث کو بکا نہ سمجھنا) انھوں نے توبہ کی

علہ الامام ترمذی نے فرمایا، هو استاد مجهول (یہ سند مجهول ہے) ۱۲ منہ (م)

علہ او آخر کتاب المرض والطب ۱۲ منہ (م)

کیا ہے ۱۲ منہ (م)

علہ باب الجنائز ۱۲ منہ (م)

باب الجنائز میں دس کو بیان کیا ہے ۱۲ منہ (م)

سہ غنیۃ المستمل فصل سنن الصلاة مطبوعہ سید ڈیڈی لاہور ص ۷۷ - ۳۷۹

سہ اسکا مل لائن مدی من ابۃ اسمعین عبد اللہ ابن زیاد مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ شیخ زورہ ۱۳۴۶/۲

سہ اللالی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ کتاب المرض والطب مطبوعہ ادبیہ مصر ۲۶۸/۳

وسلم واستهبت وقد عافاني الله تعالى وذهب

آنگہ کھل ترا چہ تھے۔

ذلك عني

جلیلہ ہفتہ کے دن خون لینے کے بارے میں، امام ابن مبارک روایت فرماتے ہیں ابو سعید خدریؓ نے کچھ لکھنے کا ہے، ہفتہ کا دن تھا غلام سے کہا حجام کو بلاؤ، جب وہ پہلا حدیث یاد آئی پھر کچھ سوچ کر کہا حدیث میں تو ضعف ہے، عرض لکھئے، برس ہو گئی، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ، فرمایا،

ایک والا تھانہ بعد دینی (دیکھ مری حدیث کا معاملہ آسان نہ جانتا)

انہوں نے سنت مانی، اللہ تعالیٰ اس مرض سے نہایت دوسے قریب کبھی حدیث کے معاملہ میں سب انگاری نہ کروں گا صحیح ہو یا ضعیف، اللہ عزوجل نے شفا بخشی تھ لائی میں ہے۔

خدرج، بنی عساکری تاریخہ من طریق ابی علی مہر ابن ہارون الحافظ الہاری، قال سمعت ابی سعید الخدری بن الحسن الطبری یقول سمعت الحجامۃ یوم السبت نقلت للعلام ادح لی الحجام ولما ولی العلم ذکرت لعلی بنی حسن اللہ علی علیہ وسلم من، حتی تم یوم السبت ولیوم الاربعاء واما بعد فضعف الخدرج من الاضعف قال مذہبت العلم ثم تفکرت نقلت هذا حدیثی، اسنادہ بعض بضعف نقلت للعلما

ادح الحجامہ فی فداء، فاحتجبت عاصی البرص، ہرایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی النور فشکوت الیہ حالی فقال، یا لک ولا۔ تھانہ بعد دینی، قد روت اللہ نذر اللہ، وھیب

اللہ مابی حسن البرص ثم اتھاون فی حبر اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبیحا کان اوسقیا وذهب اللہ عنی ذلك العین۔ (نوٹ اس عربی عبارت کا ترجمہ مفید سے شروع ہو کر عربی عبارت سے پہلے ختم ہو جاتا ہے)

مفیدہ (پھر کے دن ناخن تراشنے کے امر میں) یوں ہی ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن ناخن کترہ منے کو آیا کہ مرثیہ برص ہوتا ہے، بعض علمائے کترہ کے، کسی نے بر بنائے حدیث منیہ، فرمایا حدیث

عن تلوا مر ۱۶ منہ دم، قالی میں اس عبارت کے قریب جو پہلے گزرا چک ہے (ت)

لہ الاثنی الاثنی فی الاثر والحدیث الموضوع کتاب المرض والطب مطبعہ ادبیہ مصر ۲/۲۱۹

صحیح نہیں قرار دیتا ہو گئے۔ خواب میں زیارت جمال ہے مثال حضور پروردگار محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے، شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حالی کی شکایت عرض کی، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے دن رات تھاکو ہم نے اس سے نفی فرماتی ہے؛ عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی۔ ارشاد ہوا تمہیں اتنا کافی تھا کہ حدیث جاریہ سے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر حضور مہربانی افکار والا برص کی الحوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ و دوا جان و دستگیر بیکساں ہے، ان کے بدن پر لگا دیا، فوراً اچھے ہو گئے اور اُنسی وقت قبر کی کہ ایک کبھی حدیث سن کر من گفت نزدیک لگا۔ علامہ شب اب الدین خجندیہ صریحاً ذکر اللہ تعالیٰ علیہ فیہ المراضی شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

قص الاظفار وتقليمها سنة وروى النہی عنه فی يوم الاربعاء وانه يورث البصر، وحكى عن بعض العلماء انه فصله ففهم منه فقال لم يثبت هذا لظففة البصر من ساعته فخرى النسبى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی منامه من ان اليه فقال له الم قسم ففهم منه، فقال لم يصح عندي فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يكفيل انہ سمع، ثم مسح يده بيده الشريفة. فذهب ما به كتاب من مخالفة ما سمع آه۔ (نوٹ، اس عربی عبارت کا ترجمہ مفید ص ۹۹ سے شروع ہو کر عربی عبارت کے آخر تک ہوتا ہے) یہ بعض علماء امام علامہ ابن الحاج مکی، کل قسم، قدرہ العزیز سے عطا فرمادی ماسیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

وروی بعض الکثاد النہی عن قص الاظفار
یوم الاربعاء فانه یورث وعن ابن الحجاج
صاحب المدخل انه هم بقص اظفار یوم
الاربعاء، فتذكر ذلك، فتركه، ثم ساری
ان قص الاظفر سنة حاضرة، ولم يصح
عنده النہی فقصرها، فلعنه ای احسا بسا
البصر، فرای النسبى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وولم یمنع فقال لم قسم ففهم منه من ذلك.
فقال یا رسول الله لم یصحه حتی ذلک فقال

لے نسیم الریاض شرح الشفاء فصل واما انما قد جمعه مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱/۳۳۳

یکھنا ان قسم، ثم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 و صلی علیہ وسلم نہ خزان المہجس جعیلہ قال ابن حجر
 رحمہ اللہ تعالیٰ فی جہودہ مع اللہ توبۃ الی
 لا ینال ما سمعت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ابداً۔

ان کے جسم پر اپنا دستِ اقدس پھر اتر تمام برص زائل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس بات سے توبہ کی کہ آئندہ جو حدیث بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنوں گا اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔ (ت) سبھی اللہ! جب عملِ احتیاط میں احادیثِ ضعیفہ تو احکام میں مقبول و معمول، تو فضائل تو فضائل ہیں، اور ان فرائضِ ضعیفہ سے بکر اللہ تعالیٰ عقلِ سلیم کے نزدیک وہ مطلب بھی روشن ہو گیا کہ ضعیف حدیث اس کی غلطی واقعی کہ مستلزم نہیں۔ دیکھو یہ حدیثیں طحاوی سے کبھی نہایت قیں اور واقع میں اُن کی وہ شانِ کفرانِ کتبہ ہی فرما تھیں ظاہر نہیں، کاش منکرانِ فضائل کو بھی اللہ عز و جل تعظیمِ حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توفیق بخشے اور اُسے ہلکا سمجھنے سے نجات دے۔ آمین!

افادۃ لیست ویکم (حدیثِ مسیبت پر عمل کے لیے راسخ اس باب میں کسی صحیح حدیث کا آثارِ ضروری نہیں) بذریعہ حدیثِ ضعیف کسی فعل کے لیے عملِ فضائل میں استحباب یا مرفوع احتیاط میں حکمِ تنزیہ ثابت کرنے کے لیے نہارِ زمانہ اصحابِ کرام کی حاجت نہیں کہ بالخصوص اس فعل میں کے باب میں کوئی حدیث صحیح بھی وارد ہوئی ہو، بلکہ یقیناً قطعاً صرف ضعیف ہی کا دروداں احکامِ استحباب و تنزیہ کے لیے ذریعہ کاغذ ہے، افاداتِ سابقہ کو جس نے ذرا بھی جو کچھ پریشانی کیا کہ اُس پر یہ امر شمس و اس کی طرغ واضح و روشن۔ مگر انجانا کہ مقامِ مقامِ افادہ ہے ایضاً باقی کے لیے چند تنبیہات کا ذکر مختصر۔

اولاً کلماتِ علمائے کرام میں باوجود طبعِ طبقہ اس جرح و کثرت سے آئے، اس تعقیدِ حدیث کا کہیں نشان نہیں تو غمازی تو ابھی مطلق کو از پیشِ غرض مقید کر لیا کیونکہ قابلِ قبول۔

ثانیاً بلکہ ارشاداتِ علمائے اصحابِ کرام کے خلاف، مثلاً عبارتِ اوکار و غیرہ خصوصاً عبارتِ ۱۰ ام ابی الہام جو نصِ صریح ہے کہ ثبوتِ استحباب کو ضعیف حدیث کافی۔

اقول بلکہ خصوصاً اوکار کا وہ فقرہ کہ اگر کسی حبیب یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیثِ ضعیف آئے تو اس سے پکنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اس استحباب و انکارِ وجوب کا خفا ہی ہے کہ اُس سے نہیں حدیثِ صحیح۔
 ثانی کہ وجوب ہوتا تھا ضعیف نے صرف استحباب ثابت کیا اور سب سے اعلیٰ و ارجح کلامِ امام ابو حنیبلہ کی ہے جس

میں قرباقتصاد اس تفسیر جدید کا رد و مرعہ فرمایا ہے کہ "وان لم یشهد الہ" (اگرچہ کتب و سنت اس خاص امر کے شاہد نہ ہوں)

مثلاً اس مقام سے فقہ حدیث کا علمہ آمد فقہیم و حدیث اس قید کے بطلان پر شاہد دل و جابی انہوں نے احادیث ضعیفہ سے ایسے امور میں استدلال فرمایا ہے جن میں حدیث صحیحہ و موثوقہ نہیں۔
اقول مثلاً:

- (۱) نماز نصف شبان کی نسبت علی قاری۔
- (۲) صلوۃ الصبح کی نسبت بر تقدیر تسلیم ضعف و جہالت امام زرکشی و امام سبکی کے اقوال قاعدہ دوم میں گزرے۔
- (۳) نماز میں اہمیت اتنی کی نسبت امام محقق علی الاطلاق کا ارشاد و افتادہ شانزدہم میں گزرا و ہاں اس تفسیر کے برعکس حدیث ضعیفہ پر عمل کو تقدیر صحت سے مشروط فرمایا ہے۔

قال روی الحاکم عنہ علیہ الصلوۃ والسلام ان
سرکون ان تقبل صلا تکم فلیتو مکو خیاس غامہ
صہ و الا فالضعیف غیر الصو صحیح یصل بہ
فی فضائل الاحمال

حاکم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقلی
ذکر کیا ہے کہ اگر تم یہ پسند کر سکتے کہ تمہاری نماز قبول
ہو جائے تو تم اپنے میں سے ستر شخص کو امام بناؤ۔ اگر یہ
روایت صحیح ہے تو یہ ضعیف ہے موضوع نہیں اور

فضائل الاحمال میں حدیث ضعیفہ پر عمل کیا جائے (ت)
(۴) نیز امام محمد رحمہ اللہ نے تجہیز و تکفین قریبی کا فرقہ بارہ میں احادیث ذکر کیں کہ جب ابو طالب مرے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا حمزہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ انہیں نکال دو جن کو انہیں پھر خود غسل
کریں وہ غسل میت سے غسل کی حدیثیں نقل کریں، پھر فرمایا،

لیس فی هذا ولا فی شیء من طسرق علی
حدیث صحیحہ، لکن طرق حدیث علی کثیرۃ
والاستجاب یثبت بالصحیف غیر الصو صحیح

ان دونوں باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں مگر حدیث علی کے
طرق کثیر ہیں اور استحباب حدیث ضعیفہ غیر موضوع سے
ثابت ہو جاتا ہے۔

(۵) غسل کے بعد استحباب منہل کی نسبت علامہ ابراہیم علی

(۶) تائید بابت کی نسبت امام ابن امیر الحاج۔

(۷) استحباب مسح کردن کی نسبت مولانا علی کی

(۸) استحباب تلقین کی نسبت امام ابن الصلاح و امام نووی و امام سیوطی کے ارشادات افادۃ مفہم۔

(۹) کراہت وصل بین الاذن و الاقامت کی نسبت علامہ علی کا کلام۔

(۱۰) بدھ کو ناحیہ تراشے کی نسبت خود نسیم ابراہیم و عطیہ کی اقوال افادۃ بستم میں رد و رد گش سامعین پر ہے۔
یہ وائیل تو یہیں موجود ہیں اور خوفِ اطاعت نہ ہو تو سرد و سرد ایک ادنیٰ غر میں جیسے ہو سکتے ہیں، مگر ایضاً واضح میں اطمینان تاکہ۔

رابعاً، اقوالِ مخصوص و احادیثِ مذکورہ افادات بستم کو دیکھئے کیسے بھی اس قید بے معنی کی مسامتہ فرماتے ہیں؟ حاشا بلکہ باعلیٰ نہ اُس کی لغویت بتاتے ہیں کہ کالاً یعنی علی اولیٰ النہی (جیسا کہ صاحب عقل دوگوں پر مبنی نہیں۔ ت)

خامساً، اقوال و بائندہ الترفیق اس شرط زائد کا اضافہ اصل مسأله اجماعیہ کو محض لغو و فصل کر دے گا کہ اب حاصل یہ ٹھہرے گا کہ احکام میں تو مقتضائے حدیث ضعیف پر کاربندی اصطلاحاً جائز نہیں اگرچہ ہاں حدیث صحیح موجود ہو اور ان کے بغیر میں بحالت موجود صحیح صحیح دور نہ قیام۔

اقول اس تقدیر پر عمل مقتضی الضعیف من حدیث بر مقتضی الضعیف ہو گا۔ من حدیث بر مقتضی الضعیف امانی قطعاً احکام میں بھی حاصل اور تفرق زائل کیا احکام میں درود ضعیف صحاح ثابۃ کو بھی رد کر دیتا ہے؟ ہذا لا ینقول یہ جاہل (اس کا قول کوئی جاہل بھی نہیں کر سکتا۔ ت) اور ادلیٰ خود شرط سے رواج یا قول بالمتاخرین ہو کہ مدفع کہ جب صحیح علی درود صحیح ہے تو اس سے قطع نظر ہو کہ صحت کیونکر!

ثانیاً اگر صحیح نہ آتی ضعیف بیکار تھی کئی توہری کفایت کرتی بہر حال اس کا وجود عدم یکساں پر معمول بہ ہونا کہاں!

ثالثاً بعد مرۃ اخیری اظہر و اجلی (ایک سری جہالت کے ساتھ زیادہ ظاہر و واضح ہے۔ ت) حدیث پر عمل کے یہ معنی کہ یہ حکم اس سے ماخوذ اور اُس کی طرف مضاف ہو کہ اگر نہ اُس سے لیجئے نہ اُس کی طرف اسناد کیجئے تو اس پر عمل کیا ہوا، اور شک نہیں کہ خود صحیح کے ہوتے ضعیف سے اخذ اور اس کی طرف اضافت پر معنی، مثلاً کوئی کہ چراغ کی روشنی میں کام کی اجازت تو ہے مگر اس شرط پر کہ نور آفتاب بھی موجود ہو۔ سبحان اللہ جب مہرِ نبویؐ خود جلہ افزہ چراغ کی کیا حاجت اور اس کی طرف تک اضافت! اسے چراغ کی روشنی میں کام کرنا کہیں جسے یا نور شمس میں! ع

آفتاب اندھ جہاں آگہ کر مجھ پر سہما

(جب جہاں میں آفتاب ہو تو سہما (ستلہ) ڈھونڈنے سے کیا فائدہ!)

۱۔ جرم معنی مستند ہی ہیں کہ حدیث ضعیف احکام میں کام نہیں دیتی اور دوبارہ فضائل کافی و دوائی۔

(تحقیق مقام و ازاحۃ الادھام)

شہر اقول اب ہم تحقیق مقام اور وضاحت مقصد کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں جس سے پورے ہٹ جائیں اور شکوک و شبہات ختم ہو جائیں گے اور وہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء دو طرق کے الفاظ استعمال کرتے ہیں عمل اور قبول، عمل بالحدیث سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث پر اعتقاد کرتے ہوئے اور اس کے مقتضی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس میں مذکور حکم کو بجا لایا جائے، اس قید کا اضافہ ضروری ہے اس لئے کہ آپ کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ کسی فعل کے متعلق حدیث صحیح اور حدیث موضوع دونوں اگر موافق ہوں اور فعل کو بجا لانے والا حدیث صحیح کو پیش نظر نہ لیتے ہوئے عمل کرے تو لب موضوع ہر عمل مذکور کا قبول بالحدیث پر ہے کہ اگرچہ ضعف بیان کے بغیر روایت کے معنی کا احتمال ہو تو اس کا حاصل یہ ہو گا کہ ضعیف میں جو کڑوری ہے اس پر سکوت کرتے ہوئے فضائل میں اس کی روایت کرنا جائز ہے لیکن احکام میں نہیں، اگر قبول بالحدیث کا یہی معنی صحیح ہو تو یہ معنی عمل بالحدیث ہی کی طرف اشارہ ہوتا ہے، کیسے؟ وہ ایسے کہ احکام کے بارے میں مروی روایات کے ضعف کو بیان کرنا اس لئے واجب و ضروری ہے کہ اس پر عمل سے روکا جائے کہ احکام میں ہر چیز جائز نہیں پھر اگر غیر احکام میں بھی یہ چیز جائز نہ ہو تو ایجاب میں فضائل و احکام دونوں برابر ہو جائیں گے۔ غلط یہ کہ دونوں باتوں میں اس امر پر دلیل ہے کہ غیر احکام میں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا جائز ہے

(تحقیق المقام و ازاحۃ الادھام)

شہر اقول تحقیق المقام و تنقیح المراد بحیث یکشف الغماہ و یعرف الادھام ان المسائل تدور بین العلماء علی سار تین العمل و القبول اما العمل بحديث، فلا یصح به الا احتیثال ما فیہ تعویلا علیہ و الجوری علی حققتہ ساء نظر الیہ ولا یلزم من ہذا القید الا تمسک ان لو توافق حدیثان صحیحہ و موضوع علی فعلی و فعلی لا ماس بہ فی الصحیحہ لا یکون ہذا محلاً علی الموضوع و اما القبول فہو ان احتمال معنی الروایۃ من دون بیان الضعف، فیکون الماحصل ان الضعیف یحوز روایتہ فی بعض ملزم انکو حدیثہ دون الاحکام ملکن ہذا المعنی علی تقدیر صحیحہ انما یرجع الی معنی العمل کیف ولا مضاف لا یجاب ظہار الضعف فی الاحکام الا التحذیر عن العمل بہ حیث لا یسوغ قلولہ یسغ فی غیرہا، یعنی لکان ساوہا فی الا یجاب فدار اکا مرفی کلتا الغماہ تین الم تبجیز المشی علی مقتضی الضمات فی ما دون الاحکام فانضمیم ما استدلتنا بہ خاصاً و انکشف الظلام ہذا ہو التحقیق بیدان ہذا رجلین من اہل العلم شرت اقدارہم فلو مہما فحملوا العمل و القبول علی ما لیس بہما و لا حقیقا بقبول۔

اب ہمارے پورا اس سوال واضح ہو گیا اور تاریکی کھل گئی اور تحقیق یہی ہے۔ علاوہ ازیں یہاں دو اہل علم ایسے ہیں جن کے قلم کے قدم پھیل گئے، انہوں نے عمل بالحدیث اور قبول بالحدیث کو ایسے معنی پر محمول کیا ہے جو مراد اور قابل قبول نہیں۔ (ت)

ان میں سے ایک علامہ منہاجی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں انہوں نے محقق دو آئی کے رد کا ارادہ کیا اور انھیں ان کے کلام کے ظاہر سے وہم ہو گیا کہ اس کا عمل وہ ہے جب حدیث ضعیف ان امور کے ایک یا سب سے زیادہ ہو جن کا استحباب ثابت اور اس میں غروب کی کیفیت ہو یا بعض صحابہ کے فضائل یا اذکار منقولہ کے بارے میں ہو، حکام و اہل کی تفصیل کی ضرورت انہیں نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا کیونکہ اہل اور فضائل اعمال میں فرق ظاہر ہے۔

اقول ہاں فاضل محقق دو آئی کی مخالفت نہ کرتے قرآن کے کلام کا معنی درست ہوتا کیونکہ ثبوت بعض اوقات معنی ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی عمومی اصل کے تحت ہوتا ہے اگرچہ اہمیت کی اصل پر ہو کیونکہ مباح نیت سے مستحب ہو جاتا ہے اور ہم قبولی ضحاک کو اس کے ساتھ مشروط ہونے کا انکار نہیں کرتے یہ کہیے ممکن ہے اگر یہ بات نہ ہو تو اس میں ضعیف کو ترجیح لازم آتی اور وہ بالاتفاق باطل ہے اگر فاضل محقق بھی یہی ہی مراد دیتے تو درست تھا اور نہ قول اول ان کا اس المناقشہ کے تکرار سے محفوظ ہو جاتا لیکن فاضل رحمہ اللہ علیہ محقق کی مخالفت کے درپے تھے

احمد هما العلامة الفاضل المتعالي
رحمہ اللہ تعالیٰ حیث حاد المد علی المحقق
الدواني وادهم بظاهر كلامه ان محله اذاري
حديث ضعيف في ثواب بعض الامور الثابت
استحبابه والترغيب فيه لوق فضائل بعض
الصحابه او الاذكار الماتورة قال
ولا حاجة الى لتخصيص الاحكام
و لا اعمال كما توهم للمحقق اظهر حيث
الاعمال وفضائل الاعمال

اقول مولانا الفاضل المدنی رحمہ اللہ تعالیٰ
المحقق لكان كلامه معني صحيحا ، فلان
الثبوت اعم من الثبوت عينيا وباندراج تحت
اصل عام ولو اصابة الاباحة فان المباح يصير
بالنية مستحبا ونحن لا ننكر قبول الصعاف
مشروط بذلك كيف ، ولولا لكان فيه ترجيح
الضعيف على الصحيح وهو باطل وفاقا قلوب
امراء الفاضل هذه المعنى لا صحابہ ولسلم
من التكرار في قوله او الاذكار الماتورة لكنه رحمه
الله تعالى يبعد ومخالفة المحقق المرحوم
وقد كان المحقق انما عول على هذا المعنى

الصحيح حيث قال المباحات تعبر بالنسبة
عبادة فكيف عاقبه شبهة الاستحباب لاجل
الحديث الضعيف لاجل ان الجواز معلوم من
خامس والاستحباب ايضا معلوم من القواعد
الشريعة المدالة على استحباب الاحتياط
في امر الدين فلم يثبت ثمن من الاحكام بالحديث
الضعيف بل اوقم الحديث شبهة الاستحباب بحد
الاحتياط ان يصل به فاستحباب الاحتياط
معلوم من قواعد الشرع انه ملغصا فالظاهر
من عدم امر تبينه انه بعيد الثبوت عند محققيه
ويؤيده تشدده بالفرق بين الاحمال وفضائلها
فان امره عهد وجنود براهين لا قبل لاحد بها
وقد انك بعضها۔

اور محقق نے اسی منہی صحیح پر اعتماد کیا تھا چنانچہ کہا کہ مباحات
نیست سے عبادت قرار پاتے ہیں تو اس کا کیا حال
ہوگا جس کے استحباب میں حدیث ضعیف کی وجہ سے
شہد ہو ؟ حاصل یہ ہے کہ جواز خارج سے معلوم ہوتا ہے
اور استحباب بھی دیکھتے قواعد شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے
جو امر دین میں احتیاطا استحباب پر وال ہیں ، پس
احکام میں سے کوئی بھی حدیث ضعیف سے ثابت نہ ہوگا
بلکہ حدیث استحباب کا شہد پیدا کر دے گی لہذا احتیاطا
اسی پر عمل کرنا ہوگا اور احتیاطا استحباب کی لاقواعد شرع سے
معلوم ہوا ہے اہل طحا ان کی عدم پسندیدگی سے ظاہر
ہوتا ہے کہ انہوں نے ثبوت سے مراد صحت یہی سمجھا جس
کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ انہوں نے اس پر استدلال
احمال اور فضائل اعمال کے فرق سے کیا ہے اگر انہوں
نے یہی مراد لیا ہے تو یہ لکھنا کہ انہاں ہے جس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا اور بعض کا ذکر آپ تک پہنچ گیا ۔ (د۔ت)

عنه ويكده ايضا على ما قبل مضايقة العلماء بين
فضائل الاعمال والترتيب على ما هو الظاهر
من كلامهم فلعنة ابن الصلاح فضائل الاعمال
واسامون الترتيب والترتيب وما هو لا تعلق
له بالاحكام والعقائد هذا توضيح ما قبل ، اقول
بل المراد به بعض الفضائل الاعمال التي هي
فضائل تشهد بذلك كل علماء المارة في
الافاق السابعة عشر كقول الفقيه والقاري و
السيوطي وغيرهم كما لا ينبغي حجب من له ادنى
مسكة ۱۷ من قوله تعالى (م)

اسے یہ بات بھی رد کرتی ہے کہ علماء کی عبارات میں
ہوتا ہے کہ فضائل اعمال اور ترتیب ایک شے نہیں
ابن صلاح کے الفاظ یہ ہیں کہ فضائل اعمال اور ترتیب
ترتیب کے معانی اور وہ چیزیں جن کا تعلق احکام
عقائد سے نہیں ہے یہ اقل کی وضاحت ہے اقول
(میں کہتا ہوں) بلکہ اس سے مراد فضائل اعمال ہیں
جن کی شہادت علماء کا کلام دیتا ہے جو کہ مترجمین افادہ میں
گزارا شدہ فقہ ، قاری اور سیوطی وغیرہ کے قوال
اور بیانات ہر کسی شخص پر معنی نہیں جس میں کوئی سا
شہد ہو ۱۷ من رضى الله تعالى عنه (د۔ت)

سنة الترتيب معلوم للمدوات

من الی اقول اذن یرجع معنی العمل

بعد الاستقصاء التام الی ترجی ایضاً مضمون
علی عمل مضمون ای یجوز العمل بشی مستحب
معلوم الاستحباب مترجیا فیہ بعض خصوص
الثواب لورود حدیث ضعیف فی الباب فالأنت
نہکم عن هذا الرجاء اھو کشلہ بعد حدیث صحیح
ان وروداً و نہ الاصل یا طلع فانت صحیحۃ
الحدیث بفعل لا یجبر ضعف ما ورد فی الثواب
المضمون ضعیف و علی الثاني هذا لا یقدر علی
الرجاء یدکی فی الحدیث الضعیف فی حاجۃ
الی ورود صحیح مضمون العمل نعم لابد ان
یکون مما یجوز الشرح رجاء الثواب ضعیف و
هذا احادیث بالاندراج تحت احد مطلوب او
مباح مضمون عندہ فہذا مستحب ان
الوجه مع المحقق الدواقی واللہ تعالی اعلم۔

ثانیہ ما معنی من تقدم الدواقی نعم

ای مراد النوی ای ما مرص کلامہ فی الاربعین
والا لارادہ اذ ثبت حدیث صحیح او حسن فی
فصلیۃ عمل من الاعمال تجوز رواۃ حدیث
الضعیف فی هذا الباب قال المحقق بعد نقلہ
فی الامنوز لا یخفی ان هذا لا یرتبط بکلام النوی
فصلاً عن ایسوی مرادہ دلالتہ فکلمین جواز
العمل واستحبابہ وین مجر نقل الحدیث
فرق علی امہ لولہ شیئت الحدیث الضعیف و

علاوہ ایں میں کہتا ہوں انتہائے گفتگو کے بعد

ای عمل کا معنی عمل مخصوص پر اور مخصوص کی امید دلانا ہے
یعنی کسی مستحب جس کا استحباب واضح ہے پر عمل کرنا اور
اس میں خصوص ثواب کی امید کرنا جائز ہوگا اس لئے
کہ اس میں بارے میں حدیث ضعیف موجود ہے اب
ہم اس امید کے بارے میں تم سے پوچھتے ہیں کیا یہ اسی
رہائی کی مثل ہے جو حدیث صحیح کی وجہ سے ہوتی ہے اگر
وہ وارد ہو یا اس سے کم درجہ کی پہلی صورت باطل ہے
کیونکہ صحبت حدیث کسی ایسی روایت پر جابر نہیں
ہو سکتی جو کسی مخصوص ثواب کے بیان کے لیے وارد
ہو اور دوسری صورت میں اس قدر رہا۔ کے لیے حدیث
ضعیف کافی ہے ثواب کسی مخصوص فعل کے لیے حدیث
صحیح سے زیادہ ضروری ہوتا ہے یا بات خودی
ہے کہ وہ فعل ایسے اعمال میں سے ہو کہ شریعت نے اس
پر ثواب کی امید لائی ہو اور یہ اصل ہے اصل مطلوب
پر ثواب کا واضح ہو گیا کہ دلیل حق دوائی کے ساتھ ہے واللہ تعالی اعلم۔

اس میں سے دوسرے دوائی سے پہلے کے کچھ لوگ
ہیں جنہوں نے یہ گمان کیا کہ امام خودی نے اربعین اور
اذکار میں جو گفتگو کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ
جب کسی عمل کی فضیلت کے بارے میں حدیث صحیح یا
حسن ثابت ہو تو اس کے بارے میں حدیث ضعیف کا
روایت کرنا جائز ہے، محقق دوائی نے انہو ذیل العلوم
میں اسے نقل کرنے کے بعد کچھ معنی درج ہے کہ اس طرح کا
امام خودی کے کلام کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہو جائیگا
اگر مراد ہو کہ چونکہ اکثر طریق پر جواز عمل مستحب بل اور بعض نقل شد

کے درمیان فرق ہوتا ہے، علاوہ ازیں اگر کسی عمل کی فضیلت میں حدیث صحیح یا حسن ثابت نہ بھی ہو تب بھی اس میں حدیث ضعیف کا روایت کرنا جائز ہے، خصوصاً اس تنبیہ کے ساتھ نقل کرنا کہ یہ ضعیف ہے اور اس کی مثالیں کتب حدیث اور دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر شخص گواہ ہے جس نے اس کا تصور اس اصطلاح بھی کیا ہے اور (ت)

الحسن فی فضیلة عمل من الأعمال يجوز نقل الحديث الضعیف فیها ، لاسیما مع التنبیه علی صحهه ومثل ذلك فی کتب الحدیث وغیره شائع یشهد به من تنعم ذی تقیم لہ

مثالیں کتب حدیث اور دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر شخص گواہ ہے جس نے اس کا تصور اس اصطلاح بھی کیا ہے اور (ت)

اقول میں دیکھو کسی اہل علم کو نہیں جانتا جو غلطی کے اس وجہ پر پہنچ چکا ہو کہ حدیث ضعیف کا ضعف بیان کرنے کے باوجود اس کی روایت کو مطلقاً محال تصور کرتا ہو کیونکہ اس میں اجماع مسلمان کی مخالفت ہے اور واضح طور پر تمام محدثین کو غنا کا مرکز بن کر دینا چاہئے لہذا راوی ہے کہ ضعف بیان کیے بغیر روایت حدیث پر تو درست ہے لہذا محقق و دانی کا قول لاسیما مع التنبیه علی ضعفہ۔ بحسب نہیں۔ اب ہم اس کے قول کی کردہی کے بیان کی طرف لوٹتے ہیں۔

اولاً اگر یہ بیان کردہ قول صحیح ہو اور اسے درج تسلیم کر لیا جائے تو پھر غلط حدیث ہی اس سے مراد ہوگا جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں کیونکہ اگر بعض روایت کا نام بھی جھسل ہو تو لازم آئے گا کہ وہ شخص جس نے نماز کے بارے میں حدیث روایت کی اس نے نماز بھی لڑائی یا اس طرح روزہ کے بارے میں روایت کی ہو تو آٹھ روزہ بھی رکھا ہو، باوجود اس کے امام غزالی کی دونوں کتب میں غلط عمل ہے اور اس کی طرف محقق و دانی نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ان هذا لا یجوز (ت)

اقول لا یری احد اصن ینتفی الی الصلوة ینتفی فی الصلوة الی حدیثیں وایۃ الصلوات مطلقاً صحیح مع بیان الصلوات فان فیہ خسران لاجماع المسلمین وتا شیعاً بینا بجمیع المحدثین وانما السمراد السمر وایۃ صحیح السکوت عن بیان الوھن فقول المحقق لاسیما مع التنبیه علی صحهه یشرف محصلہ واذن تعود الی تربیع مقالہ منقول **اولاً** ہذا الہدی ابدی ان مسلم و مسلمہ یتمش الا فی لفظ القبول کما اشارنا الیہ سابقاً فمجرد روایۃ حدیث لو کان عملاً بہ لھذا لیکون من سوء حدیث فی الصلوة فقد صلی اوفی الصلوة فقد صبر وھکذا مع ان الواقع فی حلال الامام فی کلاکت بیت انما هو لفظ العمل وھذا ما اشارنا الیہ البدانی بقولہ ان هذا لا یجوز (ت)

وثانیاً اقول قد بینا ان القبول
انما مرجعه الى جواهر الفصل وحسنه یکنی فی
ابطاله دلیلنا المذكور فاما
ما تقدم۔

وثالثاً اذن یكون حاصل التفرقة
ان الاحکام لا یجوز فیہا رواية الضعفاء
اهلاً ولوجود فی خصوص الباب حدیث صحیح
الانهم الا مقروءة ببيان الضعفاء اما ما دونها
كالفضائل فتجوز اذ اصح حدیث فیہ مخصوصہ
والالا ببيان صحیح ما ذایضمنه باليون مؤلفه
من احادیث مضبوطة رویت فی السیر والقصص
والنوع غلظ والترغیب والفضائل والقهریب
وسائر ما لا یقلن له بالاعتقاد والحکم
فقد ان الصحیح فی خصوص الباب وعدم
الاقتران ببيان الوهن وهذا ما اشار الیه
لدواني بالعلاوة۔

اقول وعنهك توسع المسانید
التي تسند كل ما جاء عن صحابة
والمعاجم التي تولى كل ما دخل عن
شیخه بل والجوامع التي تجمع
امثل ما في الباب ورواه امت لم یکن
صحیح السند هذا الجمل الشامخ النجوى
یقول فی صحیحہ حدثنا علی بن عبد الله
بن جعفر شامعن بن عیسی ثنا ابی بکر
عیاص بن مہمل عن ابيه عن حماد

ثانیاً میں کہتا ہوں کہ ہم پہلے بیان کر گئے ہیں
کہ قبول کا مرجع جواز عمل سے جواب اس کے
ابطال کے لیے خامساً ہے ہماری مذکورہ دلیل میں مذکور
گشتگو کافی ہے۔

ثالثاً اب حاصل فرق یہ ہو گا کہ حکام کے
بارے میں حدیث ضعیف کی روایت جباً نہ نہیں
اگر اس خصوص مسئلہ کے بارے میں حدیث صحیح موجود ہو
مخصوص اس صورت میں جائز ہے جب اس کا ضعف بیان
کر دیا جائے اور احکام کے علاوہ فضائل میں اس کا خصوص
مسئلہ کی حدیث صحیح پائی جائے تو ضعیف کی روایت
جائز ہے اگر حدیث صحیح نہ ہو تو جائز نہیں مگر بیان ضعف
کے ساتھ جائز ہے اب ان ہزار کتاب کا یہ بنے گا جن میں
ہیں احادیث ضعیفہ مروی ہیں جریسہ واقعات،
غلظ، ترغیب ترہیب، فضائل اور باقی حدیثیں جو کا
قطع قیقہ اور احکام سے نہیں اس کے ساتھ ساتھ خاص
اس مسئلہ کی حدیث صحیح بھی موجود ہو اور ضعیف حدیث کا
ضعف بھی بیان دیا گیا ہو یہ ہے جس کی طرف ردائی نے
علاوة لکھا تھا شاہ کیا ہے۔

اقول ان مسانید وسعت و ضرر یے جو صحابی سے
روایات بیان کرتی ہیں اور معاجم جو شیخ سے محفوظ شدہ آثار
کی حفاظت کرتی ہیں مگر جابری باب میں وارد شدہ احادیث
میں علی قسم کہ روایات جتنی کہتی ہیں اگرچہ سند صحیح ہو مثلاً عیسیٰ
عظیم پادشاہ کا کہنا کہ میں کہتا ہوں میں علی بن عبد اللہ بن جعفر
نے حدیث بیان کی ہمیں میں بن عیسیٰ نے حدیث بیان کی میں
ابن عباس بن سلمیٰ نے اپنے باپ سے اپنے دادا سے حدیث بیان کی ان

قال كان للجبس حبلى الله تعالى عليه وسلم في
حائضاً فرس يقال له الجبس أه في تذ هيب
التذيب للذ هب اي بن عباس بن سهل بن
مسعد الساعدي السدي عن ابيه وابي بكرين
حزمو عنه معن القران وابي قديك وريد
بن الحباب وحماعة قال المد ولا بن ليس
بالقوي قلت وضعفه ابن معين وقال احمد
منكر حديث اه وكقول المد ولا بن قال النسائي
كما في الميزان والهرنقل في الكتابين وثيقه عن
احد وبه ضعف الد اسقطني هذا الحديث لاجرم
ان لا يعلل فذيه ضعف قال ماله في البخاري
غير حديث واحد اه قلت فانما الظن بالاب
عبد الله انه انما تاهل لال بحديث

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمارے ہمارے باغ
میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام نمیت تھا ۔
عام ذہبی نے تذیب التذیب میں لکھا کہ ابی بن عباس
بن سهل بن مسعود الساعدي مدنی نے اپنے والد گرامی اور
ابو بکر بن حزام سے روایت کیا اور ان سے معن القران ،
ابی ابی قديك ، زید بن الحباب اور ایک جماعت نے
روایت کیا ، دو لابی کتھے ہیں کہ یہ قوی نہیں میں کہتا
ہوں اسے ، ابن معین نے ضعیف کہا اور امام احمد کے
نزدیک یہ منکر الحدیث ہے اور میزان میں ہے نسائی کا
قول دو لابی کی طرح ہی ہے اور دونوں کتب میں اس
کے بارے میں کسی کی توثیق منقول نہیں ، دارقطنی نے
اسی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ۔ لاجرم
خاطے نے کہا ہے کہ اس میں ضعف ہے اور کہا کہ

عنه قلت واما نحوه الميهي فاصعب واضعف
ضعفه النسائي والدارقطني وقال البخاري منكر
الحديث اي فلا تعل الرواية عنه كما مر لاجرم ان
قال الذهبي في احيه ابى انه (۲) مدني الله تعالى
عنه - (۴)

میں کہتا ہوں اس کا بھائی عبد المہی ہے اور وہ
ضعف الضعاف ہے اسے نسائی اور دارقطنی نے
ضعیف کہا ، بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا یعنی اس سے
روایت کرنا جائز نہیں جیسا کہ لاجرم ذہبی نے اس کے
بھائی ابی کے بارے میں کہا کہ وہ نہایت ہی کمزور ہے (۵)

سنن صحیح البخاری باب اسم الفرس والجر
ملک غ سے بخاری ، ت سے ترمذی اور ق سے قزوینی مراد ہے ۔
۶۱/۱ ملکہ خلاصہ تذہیب التذیب ترجمہ ۳۲ من اسم ابی ۔ مکتبہ اثریہ ساکنہ مل
۶۸/۱ ملکہ میزان الاعتدال فی نقد الرجال ترجمہ ۲۴۵ من اسم ابی ۔ دار المعرفۃ بیروت
خوش : تذہیب التذہیب ر ملکہ کے خلاصہ اور میزان الاعتدال دو کتابوں سے نقل کیا ہے ۔
۱۰ من ملکہ تقریب التذہیب ذکر من اسم ابی
مطبوعہ مطبع دارقطنی دہلی

لیں من یاب الاحکام والله تعالیٰ اعلم۔
 نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابو عبد اللہ کے بارے میں ممکن ہے کہ انھوں نے قسائل سے کام لیا، کیونکہ اس حدیث کا تعلق احکام سے نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

ورابعا اقول قد شاع و زاد ایراء
 الضعیف فی المتابعات والنشاهد مالم یقل بمنعہ
 فی الاحکام مطلقا وان وجد الصحیح باطل صحیح
 وح یرتفع التصویق و ینہدم اساس المسئلة الجعم
 علیہا بیعت علماء المغرب والشرق لا اقول
 عن ہد اود الہ بل عن ہذیت الجبلیت
 الشافعیین صحیحین الشیخین فقد تنزل اکثر
 عن شرطوب فی خیر الاصول قال الامام النووی
 فی مقدمۃ شرحہ لصحیح مسلم عاب عاشون
 مسلما رحمہ اللہ تعالیٰ برویتہ صحیحہ
 عن جماعة من الضعفاء والمتوسطن الواقعین
 فی الطبقة الثانية الذین یسوا من شرط الصحیح
 ولا یجب علیہ فی ذلک بل جوابہ من اوجہ ذکرہ
 الشیخ الامام ابو حمزہ بن الصلاح (۱) فی انت
 قال (۲) انیکون ذلک واقعا فی المتابعات
 والنشاهد لانی الاصول وذلک مان یدکر الحدیث
 اولا یاسناد لطیف رجالہ ثقات ویجعلہ اصلا
 ثم اتبعہ یاسناد اخر او اسانید فیہا بعض
 الضعفاء علی وجہ التکید بالمتابعة اولزیادة
 فیہ تنہی علی فائدة فیمادہ وقد احتذر
 الحداکر ابو عبد اللہ بالمتابعة والا متشہاد
 فی اخراجه من جماعة یسومون شرط

ورابعا میں کہتا ہوں کہ متابع اور شواہد میں
 احادیث ضعیفہ کا زیادہ شائع اور مشہور ہے
 لہذا حدیث صحیح کی موجودگی میں احکام کے بارے میں
 حدیث ضعیف کے مطلقا روایت کرنے کو منکر کا صریح
 باطل ہے، لہذا اس میں میں فرق نہیں ہر جاتا ہے اور اس مسئلہ کی
 اساس جس پر علماء مشرق و مغرب اتفاق ہے گر نہ ہر جاتی
 ہے یہ میں (مسس یا اس) (یعنی عام آدمی) کی بات
 نہیں کرتا بلکہ علم حدیث کے دو بلند اور مضبوط پستار
 بخاری و مسلم کی صحیحی کردہ اصل کچھادہ میں اپنے شرائد
 سے بہت زیادہ ترن میں آگئی، امام نووی نے
 مقدمہ شرح صحیح مسلم میں فرمایا کہ عیب نگانے و لو
 نے مسلم رحمہ اللہ علیہ پر یہ طعن کیا کہ انھوں نے اپنی کتاب
 میں بہت سے ضعیف اور ترسٹراویوں سے روایت
 لی ہے جو دوسرے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور صحیح کی
 شرط پر ہیں، حالانکہ اس معاملہ میں ان پر کوئی طعن
 نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا کوئی طریقوں سے جواب دیا گیا ہے
 جنہیں امام ابو عمرو بن صلاح نے ذکر کیا (۱) یہاں تک کہ
 کہا، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات ان روایات میں
 ہے جنہیں بطور متابع اور شہاد ذکر کیا گیا ہے اصول
 میں ایسا نہیں کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پچھلے ایک
 ایسی حدیث ذکر کی جس کی سند درست ہو اور تمام
 راوی ثقہ ہوں اور اس حدیث کو اصل قرار دے کر اس کے

اصحیح منهم مطر الوراق وبقیة بن الولید
ومحمد بن اسحاق بن یسار وعبد الله بن عمار
المصری وسمعان بن راشد وخرج مسلم عنهم
فی الشواهد فی اشیاء لهم کثیرین انتہی وقال
الامام ابودرمحمد العیسی فی مقدمہ عمدة
القاری شرح صحیح البخاری یدخل فی التبعیة
ولاستشهاد روایة بعض الضعفاء و فی الصبیح
جماعة منهم ذکر و فی التابعات والشواهد

بدیلتو تابع ایک اور مسند یا متعدد اسناد ایسی ذکر کیا ہیں
ہیں میں بعض راوی ضعیف ہوں تاکہ متابعت کے ساتھ
تاکید ہو یا کسی اور مذکور فائدہ سے پر تنبیہ کا اضافہ مقصود
ہو، امام حاکم ابوعبد اللہ نے مذکور پیش کرتے ہوئے یہی کہ
سہ کجی میں صحیح کی شرط نہیں ان کو بطور تابع اور شاہد
روایت کیا گیا ہے، اور انی روایت کرنے والوں میں
یہ محدثین میں مطر الوراق، بقیة بن الولید، محمد بن اسحاق
یسار، عبد اللہ بن عمر العری اور نعمان بن راشد،

امام مسلم نے ان سے شراہ کے طور پر متعدد روایات تخریج کی ہیں انتہی۔ امام ہرالدین عینی نے مقدمہ عمدة القاری
شرح صحیح بخاری میں تحریر کیا ہے کہ قواعد اور شراہ میں بعض ضعیفہ کی روایات بھی آئی ہیں اور صحیح میں ایک جماعت
محدثین نے قواعد اور شراہ کے طور پر ایسی روایات ذکر کی ہیں (انتہی)

وخامسا أقول ما فی اخص الکلام
بغیر لاصول هذه فن طهر من ستم
مروية فی الاصول والاحکام ان لم تروها الخ
فن جاد ب وکم منهم التزموا بیان ما هنا
احالروا فلم یجد منهم الروایة المقررة
بالبیان اللهم لا ما در الداع خاص، وقد اکثر
قدیم واحد یشاء من الروایة من الضعفاء و
المجاهیل ولم یجد ثلث قد حافیهم ولا اتکاب
ماثم وهذا اسدین بن عبد الرحمن المدمشقی
ان فطشیم الشافعی و من رجال صحیحہ
قال فی الامام ابو حاتم عبد وق الا انه من

تخامسا ضعیف اور متوسط راوی کی روایت کی بات
صلہ ہو، سوایہ فتاویٰ سے متعلق کرنے کی بجائے کیا
ضرورت جبکہ کثرت راویوں کی روایت کا کیا ایک وغیرہ ہے جو
اصول و احکام میں مروی ہے اگر حلد ہی ان کو ذکر کریں تو ان
ذکر کریں کہ وہ بہت کم ہیں جسوں نے یہاں اس بات کا التزام
کیا، رہ معاملہ راویوں کا توان کے ہاں رواہ کے ساتھ
بیان کا طریقہ معروف نہیں، البتہ کسی خاص ضرورت کے تقاضے
کے پیش نظر بیان بھی کر دیا جائے گا اور ان میں سلف و خلفاء
معمول ہے کہ ضعیف راویوں کے راویوں سے روایت بیان
کرتے ہیں اور اس بات کو ان میں طعن و گنہ شمار نہیں کیا جاتا
دیکھئے بیان ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ جو کہ انقطاع میں امام بخاری کے ساتھ
ہیں ورمیج بخاری کے راویوں میں سے ہیں ان کے بارے میں

من المتقدمين للامام السدي من شرح صحيح مسلم فصل ما بين سوادين
من المتقدمين للامام السدي من شرح صحيح مسلم فصل ما بين سوادين
من المتقدمين للامام السدي من شرح صحيح مسلم فصل ما بين سوادين

امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہے اگرچہ ان لوگوں میں سے ہے جو ضعیف اور مجہول راویوں سے بہت زیادہ روایت کرنے والے ہیں اہ اگر میں ان ثقہ محدثین کے ہم شمار کروں جنہوں نے مجروح راویوں سے روایت کی ہے تو یہ داستان طویل ہو اور ان میں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جس نے یہ التزام کیا ہو کہ وہ اسی سے روایت کرے گا جس کے نزدیک ثقہ ہو مگر بہت کم محدثین مثلاً شعبہ، امام مالک اور احمد نے مسند میں اور کوئی ایک ڈکڑا جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، پھر ان کے ہاں بھی معاملہ ان کے اپنے شیوخ تک ہی ہے اس پر نہیں دیکھنا ان کی سند سے کوئی ضعیف حدیث مروی نہ ہوتی اور محدثین کے ہاں ان میں سے کسی کا مسند میں بجا صحت حدیث کے بیٹے کافی ہوتا ہے بلکہ صحت کے ساتھ سند ان تک پہنچی ہو حالانکہ یہ بات کسی ایک کے لیے بھی ثابت نہیں ہے امام احمد اپنے بیٹے عبد اللہ کو فرماتے ہیں، اگر میں اس بات کا ارادہ کرتا کہ میں ان ہی احادیث کی روایت پر اکتفا کروں گا جو میرے ہاں صحیح ہیں تو پھر اس مسند میں بہت کم احادیث روایت کرتا۔ علامہ ابن جریر نے اپنے اقوال روایت حدیث میں میرے طریقے سے انکار ہے کہ میں حدیث ضعیف کی نقل و نقل نہیں کرتا مگر جب اس باب میں مجھے کوئی ایسی کمی ملے جو اسے

اروی الناس عن الضعفاء والمجهولين ثم ولو صرحت اسماء الثقات المرواة عن المجهولين وكثيرا وطال فليس مهم من استقرأه لا يحدث الا من ثقة عند الامور قليل كشمسة ومالك واحمد في المسند ومن شاء الله تعالى واحدا بعد واحد ثم هذا ان كانت في شيوعهم خاصية لا من فوقهم ولا من اسفل من طريقهم ضعیف اصلا ولما كان مجرد وقوعهم في السند ليس بالصحة عند هذه الاصناف اليهم ولو ثبتت هذا الاحاد وهذا الاصلان اليهم ما يقول لا ينسب اليه لو اوردت ان اقتصر على ما صح عند الناس ومن هذا المسند الا الثقل بعد الثقل ولكنك يا حنف تصورن طريقتي في الحديث اني لا اخالف ما يضعف الا اذا كانت في الباب شيئا يدفعه ذكره في فتح المغيبات واما المتعوضون

عنه او اخر القسم الثاني الحسن ۱۲۷۷

فأما أصدوت أمثال الكتب الثلاثة للبخاري
ومسلم والترمذي من التزم الصحة
والبیان الغیت عامة المسانید والمعاجیم
والسنن والجوامع والأجزاء تنطوی فی
کل ماب علی شکل نوح من انواع الحدیث
من دون بیان، و هذا مما لا ینکره
لاجل هلل و متجاهل فان ادعی موع انهم
لا یتحدون ذلك فقد نسبهم الی احتیاج
ملا یمیعون وان من هم من اعلم انهم
لا یفعلون ذلك هم یمنعهم من خلطه
شاهدین و هذا البوداود الذی لیس له الحدیث
کما الین له او علیه الصلاة والسلام
الحدید، قال لیس له الی اهد من سرب له
تعلی ان ما کان فی کتابی من حدیث فیه و حسن
شدید فقد ینته و منه ما لا یصح سنده و
ما لا ینکره شیء فهو صالح و بعضها احسن
من بعض، و بالصحیح ما اصابه الامار الی قط
ان لفظ صالح فی کلامه اعلم من ان یتکون للاحتیاج
او للاختیار فما ارتقی الی الصحة ثم الی الحسن
فهو بالمعنی الاول و ما عدها فهو بالمعنی
الثانی و ما قهر من ذلك فهو الی فیه
وهن شدید و هذا الی شہد بید

رو کر ہے فتح الغیث میں مذکور ہے باقی رہیں محدثین کی
تصنیفات و اگر آپ امثال انکسب بخاری و مسلم اور ترمذی
تینوں کتابوں کو سے تجاوز کریں جنہوں نے صحیح بیان کا التزام کر لیا
تو آپ انہیں مسانید، معاجیم، سنن، جوامع اور اجزاء
کے ہر باب میں ہر قسم کی احادیث بغیر بیان کے
پائیں گے اس کا انکار جاہل یا متجاہل ہی کر سکتا ہے اور
اگر کوئی دعویٰ کرے کہ محدثی کے ہاں یہ بات نہیں تو یہ
ان کی طرف ایسی بات کی نسبت کہ جس سے لازم
آتا ہے کہ ایسا عمل کرتے ہیں جسے وہ جائز نہ سمجھتے تھے اور
اگر کوئی یہ ذمہ رکھتا ہو کہ وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کا عمل
اسی کے برخلاف خود شاہد ہے امام ابو داؤد
کو ہی مجھے ان کے لیے حدیث اسی طرح آسان کر دی گئی جس طرح
حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے تو ہا زہر ہوجاتا تھا
بہرحال، سند میں کوفت خط میں نکال پیری کتاب
(سنن ابی داؤد) میں جن بعض احادیث کے اندر نہایت سخت
قسم کا ضعف ہے اس کو میں نے بیان کر دیا ہے، اور بعض
ایسی ہیں کہ ان کی سند صحیح نہیں اور جس کے بارے میں میں
کچھ ذکر نہ کروں وہ اس قدر قلیل کے لیے صالح ہیں اور بعض حدیث
دوسری بعض کے اعتبار سے صحیح ہیں اور صحیح وہ ہے جس کا
تمام حافظ نے افادہ فرمایا ہے کہ ابو داؤد کے کلام میں لفظ صالح
اس قدر قلیل اور اعتبار دونوں کو شامل ہے پس جو حدیث صحت
پھر کسی کے دیر پر پہنچے وہ بھی اول کے لحاظ سے صحیح ہے اور جو
ان دونوں کے علاوہ ہے وہ بھی ثانی کے لحاظ سے صحیح ہے

الواقعة فليكن به دأى قيل وقيل وقد نقل عن اعلانه
سيرة النبلاء للذهبي ان ما ضعف استانه نقص

عنه على قيل حسن عبده واختاره الامام المنذرى
وبه حزم ابن الصلاح فى مقدمته وتبعه الاصحاب
المنووى فى التصريح اى وقد لا يكون حسنا عند غيره
كما فى ابن الصلاح وقيل صحيحه عبده وحسن عليه
الامام الترمذى فى نصب الراية عند ذكر حديث الثقلين
وتبعه الصلاحه حلى فى الغنية فى فصول
الانوار نوكد لك بقا ههنا انه قد لا يصح عند
غيره بل ولا يصح اما الامام بن الصلاح فى المنتبه
ول الكتاب وتعليقه فى المحبية قيل صحة الصلوة
فاقتصر على العجبة وحى تشبهه يقترب منه
قول من قال حسنه هذا الذى ذكره الحافظ تبعه
فيه الصلاحه القسطلانى فى مقدمة الارشاد
خاتم الحفاظ فى التصحيح فى فروع فى الحسب قال
نكى ذكر ابن كثير انه روى عنه ما سكت عنه فروج حس
فان حم ذلك لا شك ان اقول لقائل ان يقول
ان الحسن اطلاقات دأى القصد فى قول ما ذكره
نما القوم على هوالذى شمره وامره فايد ربنا
انه ان صح حسه ذلك لم يرد به الا هذا الذى
استقر عليه الاصطلاح فافهم والله تعالى

اعلم ۱۲ منه (هـ)

اور جو اس سے بھی کم درجہ پر ہے وہ ایسی بڑی جسم منعمت
شیر پر نفس الامراس پرشاد ہے اور تجر پر بھی طارم ہے
اور چرچیل کے طور پر کیا گیا ہے

یعنی بعض نے کہا کہ اس کے نزدیک وہ حسن ہے اسے
امام منذری نے اختیار کیا اسی پر ابن صلاح نے مقدمہ
میں جو ذکر کیا اور امام نووی نے تقریب میں اسی کی اتباع کیا
یعنی کبھی اس کے غیر کے ہاں وہ حسن نہیں ہوتی جیسے کہ
مقدمہ میں اصلاح میں ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے
نزدیک وہ صحیح ہے امام ذہبی نے نصب الراية میں ثقلین والی
حدیث کے ذکر میں اسی پر چلے ہیں اور علامہ حلی نے
فیض المستقل کی فصول فی الترافض میں اسی کی اتباع کی ہے
اور اسی طرح یہاں کہا جاسکے گا یعنی کبھی اس کے غیر
کے ہاں وہ صحیح نہیں بلکہ حسن ہی نہیں ہوتی۔ امام ابن ہمام
نے مع القدر ابتداء اسے کتاب میں لکھ کر شکر گرد نے
حلیہ التحمل میں صفۃ الصلوة سے متروک اپنے اس کے صحیح
ہونے پر اکتفا کیا ہے اور بات الیہ دونوں اقوال کو
شامل ہے پس یہ اس کے قول کے قریب ہے جس نے
کہا وہ حسن ہے یہ وہ ہے جس کا ذکر حافظ نے کیا ہے ورنہ
ارشاد الساری میں علامہ قسطلانی نے اسی کی اتباع کی ہے
اور تدریس میں مائت الحفاظ نے بیان فروع فی الحسن
لیکن اہل کیر نے کہا کہ اس سے بڑھ کر حسن پر انہوں نے
سکوت کیا، وہ حسن ہے پس اگر یہ صحیح ہو تو کئی اشکال
باقی نہیں رہتے اہ قول (میں کہتا ہوں) کوئی یہ کہہ سکتا

ہے کہ حسن کے تو مختلف الملاقات ہیں بہت کم قہا نے اس کا ذکر کیا ہے صرف امام ترمذی نے اس کو شہرت دی اور اس
کا اجراء کیا پس انھیں عزت نے ہماری تائید فرمائی کہ اگر اس سے یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہو جائے تو انہوں نے
اس سے بھی مراد لی ہے نہ کہ جو اصطلاح قائم ہو چکی ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ دست

حفظ و یقیناً ہذا ایک عہ بود او و عالمی۱
 و معلوم ان کتاب ابی داؤد ہی موضوعہ الاحکام
 وقد قال فی سلسلہ المآلیم احیث کتاب السنن
 الا فی الاحکام ولم احیث فی الرہد و غضاہل
 الامان و غیرہ ۴۰ قال الشمس محمد المجدی
 فی حاتم المبیث اما احمد ابن سیدانا فی شرحہ
 للترمذی قول السلفی علی مالویقم التوسیع
 فیہ من محرمہا و غیرہ بالضعف یقتضی کما
 قال الشارح فی التکید ان ما کان فی المکتب الخمسة
 مسکوتاً عنہ ولم یصرہ لضعفہ انیکون صحیحاً
 یسب هذا الاطلاق صحیحاً
 بل فی کتب السنن احادیث لم یشکروہا
 الترمذی و ابوہ او وہ لم یجد لغيرہ یہ کلامہ
 مع ذلك من ضیعہ و قال فی السیرۃ الحق
 ابیہ ای فی مسند الامام احمد رحمہ اللہ
 تعالیٰ عنہ احادیث کثیرہ صحیفہ و بعضہا
 اشدد لضعف من بعض کتب و قتل بعضہ
 من شیخ الاسلام الحافظانہ قال
 لیست الاحادیث المزائد فیہ علی
 عاقب الصحیحین باک و ضعف من
 الاحادیث المزائد فی سنن ابی داؤد
 سیر اعلام النبلاء ترجمہ ابی داؤد و ابن اشعث

اور امام بخاری کی اعلام سیر النبلاء سے منقول ہے کہ جس حدیث
 کی تصحیح لکے گا وہی کا حفظ ناقص ہوئے کی وجہ سے جو تو
 ایسی حدیث کے بارے میں ابو داؤد سکوت اختیار کرتے ہیں
 اور یہ بات معلوم ہے کہ ابو داؤد شریف کا موضوع الاحکام ہیں
 کیونکہ سنن کے بارے میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ کتاب
 الاحکام ہی کے لیے لکھی گئی ہے زہد اور فضائل اعمال وغیرہ کے لیے
 نہیں اور جس حدیث کی شرح لکھی گئی ہے وہی بیان کیا ہے
 کہ ابن سیدان نے اپنی شرح ترمذی میں قول مسلم کی ایسی
 حدیث پر نقل کیا ہے جس کے بارے میں اس نے خروج وغیرہ
 کی ضعف کے ساتھ تصریح واقع نہیں ہوئی پس اس کا
 اتنا فاسد ہے جیسا کہ شارح نے تحریر کیا کہ کتب خمسہ میں جس
 حدیث پر سکوت اختیار کیا گیا ہو اور اس سے ضعف کی
 تصریح نہ کی گئی ہو وہ صحیح نہ ہو مگر اکثر اطلاق صحیح نہیں کیونکہ
 کتب خمسہ میں ایسی احادیث موجود ہیں جن پر ترمذی یا
 ابو داؤد نے کلام میں کیا اور ترمذی کسی غیر سے بارے علم کے
 مطابق ان میں گفتگو کی ہے لہذا وجود حدیث ضعیف ہوا
 اور مرقات میں فرمایا کہ یہ ہے کہ اس حدیث احمدی سند
 قائل حدیث میں مستحکم احادیث ایسی ہیں جو ضعیف ہیں
 اور بعض دوسری حدیث کے اعتبار سے زیادہ صحیفہ میں
 اور محترم اس اس کے بعد شیخ الاسلام حافظ نے نقل کیا کہ
 اس میں (یعنی مسند احمد بن حنبل) میں صحیحین پر جو زائد احادیث

مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/۲۱۴

۱/۵
 سیرۃ النبلاء فی الامور المتفقہ بالکتاب مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور
 سیرۃ النبلاء شرح الخیرۃ الحدیث للشیخ القسیمی فی المطبوعہ دارالامام الطبری بیروت ۱/۱۰۱۰
 سیرۃ النبلاء شرح مشکوٰۃ المصابیح شرح البخاری و مسلم اندی الزماہ المطبوعہ مکتبہ المدینہ

والترمذی علیہما وبالجملة فالسبیل واحد
لین، مراد الاحتجاج بحديث من السلف
لا سیما سنن ابن ماجه و مصنف ابن ابی شیبہ
وعبد البراق مما لا مرئیہ اشاد بحديث
من السانید لان هذا مکملها لعل شرط جامعوها
الصحة والحسن وثلاث السبیل انت المحتج
انکان اهلا للنقل والتصحيح فليس له انت
يعتبر بشئ من القميين حتى يحيط به وانت
ليرى ان هذا لذات فاني وجد اهلا تصحيح
او تصحيح فلهذا والا فلا يقدم على
الاحتجاج فيكون كحاطب ليل فلهذا يحتج
باباطيل وهو لا يشترط وقال الامام
عنه الشهور وروى في علوم
الحديث حكى ابو عبد الله بن مندة
الحافظ انه سمع محمد بن سعد
اباوردع بمسهر يقول كانت من
مذهب ابی عبد الرحمن الساسی
ان یخروج عن کل من لم یحکم
على تركه او قال ابن مندة وكنه
البود او السجستانی یاخذ ما خذ
ويخرج لاسد الغنیمت اذا لم
يجد فی الباب غیره ولا من اقرب عنده
من رای الرجال انه وفيها یعیده ثم

میں وہ سنن ابی داؤد اور ترمذی میں صحیحین پر راہ سادہ
سے زیادہ ضعیف نہیں ہیں الغرض راستہ ایک ہی ہے
اس شخص کے لیے جو احادیث سنن سے استدلال کرنا
چاہتا ہے خصوصاً سنن ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ
اور مصنف عبد الرزاق۔ کیونکہ ان میں سے بعض کا ساتھ صحت
ہے یا استدلال ان احادیث سے جو صحابہ میں ہیں کیونکہ
ان کے جامعین نے صحت و حسن کی کوئی شرط نہیں رکھی اور
وہ راستہ ہے کہ استدلال کرنے والا اگر نقل و تصحیح کا ہلکا
تو اس کے لیے ان سے استدلال کرنا اس وقت درست
ہوگا جب سر لٹا دے دیکھ کر پوچھے اور اگر وہ اس بات کا
اہل نہیں تو اگر ایسا شخص پاس ہے جو تصحیح و تحقیق کا اہل ہے
تو اس کی تقلید کرے اور اگر ایسا شخص نہ پاس ہے تو وہ
استدلال کے لیے قدم ہائے دہرہ رات کو نکلا دیں
اکٹھی کرنے والے کی طرح سر کا۔ ہو سکتا ہے وہ باطل کے
ساتھ استدلال کرے اور اسے اس کا شعور نہ ہو اور
ابو حنیفہ بن شہروری نے علوم حدیث میں فرمایا: ابو عبد اللہ
بن منہ عاقل نے بیان کیا کہ انصوب نے بعد میں محمد بن سعد
بادری سے کہنے پر سنا: ابو عبد الرحمن ساسی کا
مذہب یہ ہے کہ ہر اس شخص سے حدیث کی تخریج کر سکتے
ہیں جس کے ترک پر اجازت نہ ہو اور بن منہ نے کہا:
اسی طرح ابو داؤد سجستانی اس کے مانع کو بچے اور سند
ضعیف کی تخریج کرتے ہیں نیز اس باب میں اس کے
علوم کوئی دوسرے پر ترجیح دیکھو کیونکہ ان کے نزدیک لوگوں کی

کثیرۃ مراندة علی اصلہ وفيہا الصحيح
والحسن بل والصحيح ايضا فينبغي التعرّف
فی محکوم علیہا، یضاهى فیہما فیصوص العلماء فی
هذا الباب کثیرۃ جدا وما اوردنا کاف فی
ایاتہ ما قصدنا انہ بالجملة فروایتہم الضعاف
من دون بیانت فی کل باب وانما لو
یوجد الصحيح معصوم مقرر لا یرد ولا ینکر
وانما اظہرنا ہذا لما شیعنا خلافا من
کتاب بعض المجتہد، و محمد ظہر
علی کثرت الغفۃ وتبیت القدم
فی الزلۃ فاستبان ان لوکان السواد
ما نزعہم ہذا لندی متکافلا لکانت
الفرقة بین الاحکام والصعاف
قد انعدمت وانما لاجتماعیۃ
من ساسہا قد انہضت معیت
هذا وجہ ولان قلنا سلسلۃ
امحاء الضعاف ونقول علی وجہ التشقّق
ان المتکامل الذی رعبت فیہ الضعاف مطلقۃ هل
یرجع فیہ صحیحہ ام لا فان وجہ فقد
مرود الصعيف ساکتین فی الاحکام الضع
عند وجود الصحيح فایمن الفرق
وانما لو یوجد فالامر اشد قائم
النتجۃ ملحق الی اہم بعد ان سوق الاسانیہ

استخراج کر سکتے ہوئے اصل پر بہت کچھ زیادہ اضافہ
نقل کی ہیں ان میں صحیح، حسن بلکہ صحیفہ بھی ہیں لہٰذا ان پر
حکم لگانے سے شرب استخراج و اعتبار چاہئے اور
علم کی تصریحات اس معاملہ میں بہت زیادہ ہیں اور
جرم نے نقل کر دی ہیں ہمارے مقصود کو واضح کرنے
کے لئے کافی ہیں، العرض محمدی نے ضعیفہ حدیث پر فتاویٰ
کے مسئلوں میں ذکر کی ہیں اگرچہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث
نہ پائی گئی ہو اور بہت معلوم و مسلم سے نہ اس سے رو
کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کا انکار ممکن ہے، ہم نے
یہ طویل بحث اس لیے کر دی ہے کہ بعض بزرگوں کے
کلام سے ہم نے اس کٹھن محسوس کیا تھا، اللہ تعالیٰ
کے سینے کی محبت سے جس نے تبارکی دُر کر دی اور جسٹس کے
مقام پر بہت قدم رکھا پس اب یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر
اس کی مراد وہی جرم ہے تو کاتل کی گئی تھی پھر حکام اور ضعاف
کے درمیان تقریبی تم ہو گئی اور اجماعی مسئلہ کی بنیاد منہدم
ہو گئی ایک یہ ترجیح ہے اور ایک دوسری آسان راہ اختیار کرتے
ہوئے علی وجہ التیقن یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ حکم جس کے
بارے میں مطلقاً ضعیف بیٹھیں مٹتی ہوئی کیا جائے گا اس کی
صحیح حدیث پائی جاتی ہے لہٰذا یہ حدیث صحیح پائی جائے تو لازم نہ کہ
انہوں نے حدیث ضعیفہ احکام میں بھی صحیح کے ہوتے
ہوئے کو تار وایت کی ہے تو اب فرق کہاں ہے ؟
اور اگر موجود نہ ہو تو معاذ اس سے بھی زیادہ شدید ہے
اگر معترض یہ کہہ دے کہ محمد بن سرقی سند کو ہی بیان

مہ البیان می قدر يوجد منهم رواية الضعاف في الاحكام ما لا مقرنة) کی روایت سکوتنا نہ ہوگی بلکہ یہاں تک کہ روایت کے جواب میں :

قلت اولاً هذا شئ قد يسديه بعض العلماء عدم من روى الموضوعات ساكتاً عليها ثم لا يقولون - قال الذهبي في الميزان كلاماً حسن - منه في ابني نسيم فطيم لا احب حكايتہ ولا قبل قول كل منهما في الآخر بل هما عندی مقبولان لا احذر لهما ذنباً اکبر من روايتهما الموضوعات ساكتين عليهما هـ وقد قال العراقي في شرح القيسية من ابواب اسماذہ منهم فهو البسط لعدم ادوال حال ناظم علی الکشف عن مسئلہ و نکات لا يجوز لسر السکوت عليه اه

ثانیاً، لا یعهد منهم ايراد الاحادیث من اعم باب کانت الا مسئلة فیهذا بیان لم تفلک عنہ احادیث العضاثل ایضا فجاءا قبل حلوا فی هذ ادوی ذلک۔

قوله دیتے ہیں، پس اس مندرجہ حکم میں ضعیف حدیثوں کی

یہاں تک کہ اولاً یہ وہ چیز ہے جس کو بعض علماء نے ان لوگوں کی طرف سے حذر کے طور پر پیش کیا جو موضوعات کو سکوتاً روایت کرتے ہیں پھر انہیں قبول نہیں کرتے۔

دہی نے میزان میں کہا کہ ابو نسیم کے بارے میں ابن منذر کا لام نہایت ہی دیک ہے میں اسے بیان کرنا بھی پسند نہیں کرتا اور میں ان دونوں کا کوئی قول ایک دوسرے کے بارے میں نہیں سنتا بلکہ یہ دونوں میرے نزدیک مقبول ہیں اور میں ان کا سب سے بڑا گناہ یہی جانتا ہوں کہ انہوں نے روایات موضوعہ کو سکوتاً روایت کیا ہے اور انکی نشان دہی نہیں کی اور اسی نے شرح الفیہ میں کہا ہے کہ ان میں سے جس نے اپنی سند کو داغ کیا تو اس نے اپنا حذر طویل کیا کیونکہ اس طرح اس نے، غر کو سند کے حال سے آگاہ کیا ہے اگرچہ اس کے لیے اس پر سکوت جائز تھا اور

ثانیاً، ان کے دل ہر باب میں یہ معروف ہے کہ اس میں مسئلہ احادیث لائی جائیں گی تو اس بیان سے احادیث ضعیف بھی لگے نہیں، پھر ان میں تضاد بھی نہیں اور وہ سری روایات میں نہ ہو۔

علی فی احمد بن عبد اللہ ۱۲۴ھ (م) محمد بن عبد اللہ کے ترجمہ میں ہے (د) اس کو نقل کیا ہے تدریب میں فروع موضوع کے تحت تنبیہات سے کچھ بچے۔ (د)

سہ میزان الاعتدالی غازی ترجمہ ۳۴۷ھ احمد بن عبد اللہ ابو نعیم، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۱/۱
سہ تدریب الراوی شرح التقریب المعروف بوضع الحديث مطبوعہ دار نشر المكتبة الاسلامیہ لاہور ۲۸۹/۱

جست بناتا نہیں، جس نے افادات سابقہ کو نظر مارو قلب حاضر سے دیکھا سمجھا اُس پر پہل حاجت بیان کا ہر دیاں ہے کہ حدیث ضعیف سے فصائل اعلیٰ میں استصحاب یا محل احتیاج میں کراہت تنزیہ یا امر مباح کے تائید یا حجت پر مستند کرنا اُسے حکام میں جست بنانا اور محال و حرام کا ثبوت ٹکڑا نہیں کرنا ہست تو خود حکم اصالت ثابت اور استصحاب تنزیہ قواعد قطعیہ شرعیہ وارث و اقداس کی کیفیت و قد قیل و غیرہ احادیث صحیحہ سے ثابت جس کی تقریر سابقہ زیور گوشت سامعین ہوئی حدیث ضعیف اس نظر سے کہ ضعف سند مستلزم غلطی نہیں ملتی کہ واقع میں صحیح ہو صرف امید و احتیاج پر باعث ہوئی آگے حکم استصحاب و کراہت اُن قواعد و صحاح نے افادہ فرمایا اگر شرع مطہر نے طلب مصالح و مصلب مفاسد میں احتیاج کو مستحب نہ مانا ہوتا ہرگز ان مواقع میں حکام مذکورہ کا پتا نہ جوتا تو ہر نے حاجت کراہت مندوبیت جو کہ ثابتہ کی دلائل صحیحہ میری سے ثابت کی نہ حدیث ضعیف سے اقول تاہم زانیہ کی درود ضعیف وہ بھی لذائذ بلکہ ملائعہ امکان صحت تربی و احتیاج کا دائرہ ہوا ہے اگر اُسی کی طرف تجرنا نسبت اثبات کر دیں مجاہدہ و جہت بالضعیف میں ہائے استقامت تو انی دراخت سے صادق کہاں اگر دلائل شرعیہ سے ایک امر کی حرمت ثابت ہو اور کوئی حدیث ضعیف اُس کے کسی فرد کی طرف جیسے مثلاً کسی حدیث مجروح میں خاص ملاح و غروب یا استو کے وقت بعض نماز نفل کی ترفیع آتی تو درمستقل کی جائے گراں اگر اُس کا استصحاب جواز ثابت کریں تو اسی حدیث ضعیف سے ثابت کریں گے اور ضابطہ اثبات ہمیں یہی اور دلائل شرعیہ مثبت نہ پ یا حاجت ہوں اور مضافات میں بھی نفی اسی وجہ سے بغیر حرمت نہ ہوگی مثلاً مقرر اوقات کے سوا کسی وقت میں اور اسے سستی یا عین بشتوں کے علاوہ کسی رشتہ کی حرمت سے نکاح کو کوئی حدیث ضعیف مع کسے حرمت نہ دینی جائے گی ورنہ مضافات کی صحت پر ترجیح لازم آئے گی کہ تا یہ معنی میں کلام علماء کے کہ حدیث ضعیف دربارہ احکام محال و حرام معمول پر نہیں۔

تھو اقول اصل یہ ہے کہ جست ذو جہات اصل کسی شے کو ثابت کر سہ کہ جہات مطابق اصل ہے خود اسی اصل سے ثابت و ثابت کیا گیا محتاج اثبات ہو گا و لہذا شرع مطہر میں جو اس کے مانے جاتے ہیں جو نفل اصل کا مدعی ہوا دروازہ و مضاف و مضافات تمام اسباب میں اصل یا حجت ہے تو ای میں کسی نفل کے جواز پر حدیث ضعیف سے استناد کرنا صحت غیر ثابتہ کا اثبات نہیں بلکہ ثابتہ کے تائید ہے۔

ہذا تحقیق ما اسلفنا فی الکافۃ السابقۃ
 منہ المحقق الدوائی، وھذا ھو معنی
 ما نص علیہ الامامین حقیق العید و
 سلطان العلماء عز اللہ بن عبد السلام و تبعہما
 شیخ الاسلام الحافظ و نقلہ تلمیذہ الصحاوی
 یہ وہ تحقیق ہے جو ہر نے افادہ سابقہ میں محقق دوائی کے
 حوالے سے بیان کی اور یہ وہ حقیقت و معنی ہے جس کی
 تصریح امام بن وقیح العید اور سلطان احمد بن
 بن عبد السلام نے کی اور شیخ الاسلام حقیق نے ان
 دونوں کی اتباع کی اور ای کے شاگرد سخاوی نے

فی فتح البغیث وفي قول الیدیع والسیوط فی
التداریب والشمس محمد الرمی فی شرح
المنهاج النووي . ستم من اثقیة ، ثم
اشهر عن الرمی الصلاة الشریفة فی غنیة
ذوی الاحکام والصحف المدقق العذقی
الدر المختار و اقراء هما وصحشو الدر المنجلب
والطحاوی والنشائی فیها وفي مسحة الخالق
غستهم من الحنفیة ، من اشراط العمل
بالتضعیف باندراجہ تحت اصل عامہ و اذا
حققت لیس بتقید شراند بل تعریج محصور
مانصوا علیہ ان العمل بہ فیما وراء العقائد
والاحکام ، کما اوضحناه لک وبہ ازما انزہا ق
بعد ان یرق ما ظن الظان من است
السلام فی الاحکام الثابتة بالصحاب ، کیف
ولکان کذلک لما حیث جاتی ہذا الاشترط
کما لایحیی واللہ الہادی الی سوری الصراط .
ہوں اور یہ مطلب اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اگر صلیہ بہر تا تو یہ شرانگہ کے کی غیبی نہ تھی جیسا کہ واضح ہے ، اور
لہذا تم سے سیدھے راہ کی ہدایت دینے والا ہے ۔ (د)

فی الثبوت اور القول الیدیع میں ، سیوطی نے تدربیب
میں جس الدین محمد ربی نے شرح المنہاج النووي میں
اسے نقل کیا ہے یہ چھ شواہد میں سے ہیں ، پھر
ربی سے علامہ شریانی نے غنیہ ذوی الاحکام میں
اور محقق و مدق الاعلانی نے در مختار میں اسے نقل کیا
اور اسے ان دونوں نے اور در مختار کے محشین سمی ،
طحاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ و تخریج کی
یہ ثابت رکھا یہ پانچ حاشیہ ہیں (اور وہ یہ ہے) کہ
حدیث ضعیفہ پر عمل کے لیے شرایہ ہے کہ کسی علمی
ضابطہ کے تحت داخل ہو اور جب تو اس کی تحقیق کرے
تو یہ کوئی زائد قید نہیں بلکہ اسی مضمون کی وضاحت ہے
جس کی انہوں نے تصریح کی ہے کہ اس پر عمل عقائد
والاحکام کے بارے میں کیا جائے گا ، جیسا کہ ہم نے
پہلے اسے واضح کر دیا ہے در اس سے ان دو علما
کا خوب زور جو دنیا جو یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ ان علما
کے بارے میں کلام ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت
اور

بکہ انہ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ بعض متکلمین طائفہ جدیدہ کا لازم باطل کر ان احادیث سے جواز
قبول اباب میں پر دلیل لانا احکام حلال و حرام میں انہیں عینیت بنانا ہے اور وہ بتصریح علما ناجزہ بعض مخالفہ
قریب دبی حرام ہے ذی برہن نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہی علما جو حدیث ضعیفہ کو حلال و حرام میں حجت نہیں
مانتے مگر احادیث ضعیفہ سے انہی کے جواز و استحباب پر دلیل لاسکتے ہیں جس کی چند مثالیں افادہ سابقہ
میں گزریں کیا معاذ اللہ علامہ کہہ اپنی کئی قوم نہیں سمجھتے اپنے مقررہ قاعدہ کا آپ خلاف کرتے ہیں کیا افادہ ضعیفہ
میں امام ابن امیر الحاج کا ارشاد نہ سنا کہ جہر ملہ کے نزدیک فضائل اعمال میں حدیث ضعیفہ قابل عمل ہے تو کسی فضیلت کی
اہمیت نہ رکھنا پھر یہ اول و لیکن الوہابیہ کا یسمعون و ادا سمعون الا یعقلون رب انی اسألتک العفو و

لعافیتہ اصین (دو ہی ترفیع ہی نہیں، نئے ہیں تو کچھ نہیں، اسے میرے رب! میں تجھ سے غزوہ معانی کا سواں کرتا ہوں، آمین۔ ت۔)

افادہ بسبب و موسم (ایسے مواقع میں ہر حدیث ضعیف غیر موضوع کام دے سکتی ہے)

اقول اولاً ہر علمائے حدیث کے مطالعہ کیجئے تو وہ مواقع مذکورہ میں قابلیت عمل کے لیے کسی قسم ضعف کا قیاس نہیں کرتے، صرف اتنا فرماتے ہیں کہ موضوع نہ ہو فتح القدیر و الفتح و شرحی و شرح الفیہ المصنف میں تھاغید الموضوع (موضوع کے علاوہ ہو۔ ت۔) مقدمہ ابن الصلاح و تقریب میں ماسوی الموضوع (موضوع کے سوا ہو۔ ت۔) مقدمہ سید شریف میں دون الموضوع (موضوع نہ ہو۔ ت۔) علیہ الذی لیس بموضوع (ایسی روایت جو موضوع نہ ہو۔ ت۔) اذکار میں ان الفاظ سے اجازت نہ ملے کہ یہاں کہ عالم یکن موصوفاً (وہ جو کہ موضوع نہ ہو۔ ت۔) یعنی امام ابن عبد البر نے اجماعاً محدثین ذکر کیا کہ یہ وہ محدثین تھے جن کا تمام سے روایت کرتے ہیں۔ ت۔ یہ سب عبارات باللفظ یا بمعنی افادات سابقہ میں گزری، ان کو فی شرحی مواہب میں سبب عسادة المحدثین، التماسہ فی غیر الاحکام و العقائد جالبہ کی موصوفاً (محدثین کی عادت ہے کہ غیر احکام و عقائد میں سبب ہی کرتے ہیں) میں جو موضوع نہ ہو یہی علامہ علی سیدہ الانسان العیون میں فرماتے ہیں،

علیہ ذکر صاحبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تحت حدیث صحابۃ لقمرہ مل انتال سیدہ (۱۲۸) (۱)
مجلس کے اشعار سے چاند کے ساتھ بیٹھے (خجک ہائے) کا بیلا لہرہ وہاں اس کا ذکر ہے دیکھو۔ (ت)
عساة نقلہ و سیاق میں حیون و درخص
الاشرف ۱۲۸ صریح ترقی نہ (۴)
بی اگر علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر صحت میں
اس حدیث کے تحت جس میں بی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
میں الاثر کی یہ عبارت اور وہ جو عنقریب ذکر کی جائیگی
ان کا بنی ماصرین نے نقل کیا ہے ۲ ص (ت)

فتح القدیر باب الامتہ
مطبوعہ مکتبہ نوریہ دہلی سکھ
۳۰۳/۱
مقدمہ ابن الصلاح النزاع الثانی و المشرقون معرفۃ المقلوب
مطبوعہ خاردق کتب خانہ طعان
ص ۴۹
مقدمہ سید شریف
مجلد علی شرح فیہ المصلی
۱۰۱ ذکر المتعبد کا، م سیدہ الاوبراء فصل قال العلماء
مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۷
مکتبہ العلم لابن عبد البر
شرح الترمذی فی مواہب اللدنیۃ
المقدمہ الاولی ذکر بضائع علی التعلیل
مطبوعہ دار مصر
۱۶۲/۱

لا یخفی ان السیر تجمیع الصحیحہ والمستقیم و
الضعیف والبیلاخ والمرسل والمنقطع و
المعطل دون الموضوع وقد قال الامام احمد
وغیره من الاغنیة اذا مروی فی الحدیث
احرم شد و تا و اداریا فی الفضائل
ونحوها قسما هلا۔

واضح رہے کہ اصحاب سیر برہمہ کی روایات میں کرتے
ہیں صحیح، صحیح، ضعیف، بیلاخ، مرسل، منقطع
اور معطل وغیرہ، لیکن موضوع روایت دکر نہیں کرتے۔
امام احمد اور دیگر محدثین کا قول ہے کہ جب بحر حلال و
حرام کے بارے میں احادیث روایت کرتے ہیں تو شدت
کرتے ہیں اور جب ہم فضائل وغیرہ کے بارے میں روایات
لائے ہیں تو ان میں نرمی برتتے ہیں۔ (ت)

شیخ محقق مرویاً بعد الحقیقت و ملوی قدس سرہ التوی شرح مرطہ مستقیم میں فرماتے ہیں،
گفتہ اند کہ اگر ضعف حدیث بحیث سوائے حفظ بعض روایات
یا اثر یا تدریس بردہ او جرد صدق و دیانت منجر میگرد
بتعدد طرق و اگر از جهت تمام کذب راوی باشد یا
شد و یا بخلت او حفظ و ضبط یا بقرت ضعف مثل
فحش خطا اگرچہ تعدد طرق داشته باشد بجز کرد و
حدیث محکم یا ضعف باشد و در فضائل اعمال مشمول
حدیث ضعیف یا ضعیف کا ہی حکم ہوگا اور فضائل اعمال میں
سے (ت)

ثانیاً کہی کا نہایت شدیدہ الضعف ہونا کہے نہیں معلوم اس کے بعد ہر ایک کتاب و تاریخ کا درجہ
تقریباً شان نے اسے متروک مکتوب الی، مکتوب تک کیا کذبہ اس حیثان والجوزجانی وقال الجندی ترکہ بیحی
و ابن مہدی وقال المدائنی و جماعة متروک و ابن حبان اور رجائی نے اسے جہو قرار دیا ہے۔ بخاری
کہتے ہیں کہ اسے کئی اور ابن مہدی نے ترک کر دیا، دارقطنی اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ شد۔ لا حسرم
عاطف نے تقریب میں فرمایا متهم بالکذب و وہی بالرفق (اس پر کذب کا اہتمام ہے اور اسے رد فعل کی

ماہ انسان النیرن نکتۃ الکتاب مطبوعہ معیضۃ البانی مصر ۳/۱
شد شرح مرطہ مستقیم و باچہ شرح سفر السعادت حکمتہ قوریہ رضویہ سکھ ص ۱۲
شد تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن السائب بن بشر الکلبی مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ گجرانوالہ ص ۲۹۸

عرفت فسرہ کیا گیا ہے۔ ت، با انہر عاثر کتب سیر و تفسیر اس کی اور اس کی امثال کی روایات سے مالا مال ہیں
علامتہ دین، ان امور میں انہیں بڑا تکیر نقل کوستے رہے ہیں، میزان میں ہے،

قال ابن عدی وقد حدث عن النکلی سفین
و شعبة و جماعة و مرثیہ فی التفسیر و اما
فی الحدیث فحدث و صاحبہ
ابن عدی نے کہا کہ کبھی سے سفیان، شعبہ اور ایک عجمی
نے حدیث بیان کی ہے اور ان روایات کو پسند کیا ہے
جس کا اعلیٰ تفسیر کے ساتھ ہے اور حدیث سے مستند
روایات ان کے نزدیک مناکیر ہیں۔ (دست)

امام ابن سید الناس سیرۃ حرم الاثر میں فرماتے ہیں،

خالب مایروی عن النکلی انساب و اخبار من
احول الناس و ايام العرب و سیرہم و صاحبہ
یجری مجری ذلک صاحبہ کثیر من الناس
فی حملہ عن لایحمل عنہ الاحکام و حسن
حک عنہ الترخیص فی ذلک الاکامہ احمد
کلی سے اکثر طور پر لوگوں کے انساب و احوال، عربوں
کے شب و روز اور ان کی سیرت، سی طرح کے دیگر
معاطیات مروی ہیں جو کثرت کے ساتھ ایسے لوگوں سے
لے لیے جاتے ہیں جن سے احکام نہیں لیے جاتے اور
جن لوگوں سے اس معاملہ میں اجازت منقول ہے

وہ امام احمد ہیں۔ (ت)

ملاحظہ فرمائیے (امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک فقہ ہیں)، امام واقدی کو جو راجل اثر نے چنیں و چناں کیا
جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتبوں میں مسطور الاجرم تقریب میں کیا، مقتدر کے معصۃ علیہ (علی و صحت
کے باوجود مٹروکی ہے۔ ت، اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے کما اللہ الامام المحقق
فی فتح القندیر (جیسا کہ امام محقق نے فتح القندیر میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت، با انہر عاثر جرح شدید ماننے والا

عن حیث قال فی باب الماء الذی یجوز بہ
الوضوء عن الواحدی قال کانت بنو بصاحۃ
جہاں انہوں نے تاباعد الذی یجوز بہ الوضوء
میں واقدی سے نقل کیا کہ بغاۃ (باقی پر صفر آئندہ)

سہ میزان الاعتدالی نمبر ۵۷۴، ترجمہ محمد بن السائب النکلی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۵۵۸/۲

سہ حرم الاثر ذکر الاجوبہ جاریہ مطبوعہ دار الحضارۃ بیروت ۲۴/۱

سہ تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن عمر بن واقدی اسلمی مطبوعہ دار النشر المکتب الاسلامیہ کراچی ۱۳۱۱ھ

سہ فتح القندیر باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء مطبوعہ مکتبہ فوریہ رضویہ سکس ۶۹/۱

بھی، ہمیں سیر و مفارقتی و اخبار کا اہم مانتے اور سلفاً و خلفاً ان کے روایات پر عمل کر رہے ہیں کہ لا ینقص من من
طالع کتب، انھوں نے (جیسا کہ اس شخص پر مخفی ہیں جس نے قوم کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ ت) میزان میں ہے،
کان الی حفظہ المستفی فی الاختیار والسیور و یہ اخبار و اعمال، علم سیر و معازی، حوادث و زمانہ
المفارقتی و الحوادث و ایام الناس و الفقه اور اس کی تاریخ اور علم فقر و غیرہ کے انتہائی ماہر
و حیر دلک۔ اور حافظ ہیں۔ (ت)۔

رابعاً ہلال بن زید بن یسار اصری مستقلی گراہن جہان نے کہا دوی عن الس مرصی اللہ تعالیٰ عنہ
اشیاء موضوعۃ (انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے موضوع روایات نقل
کی ہیں۔ ت) حافظ الشان نے تقریب میں کہا حدیثک۔ باوصت، اس کے جب انھیں ہلال نے انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے حدیث فصیلت مستقلان روایت کی جسے حافظ ابو الفرج نے بحقیقت مذکورہ درج موضوعات کیا اس
پر حافظ الشان ہی نے وہ جواب مذکور، افادہ دوم دیا کہ حدیث فضائل اعمال کی ہے سراسر اے طعن ہلال کے
باعث موضوع گناہ ٹھیک نہیں نام احمد لا طری معلوم ہے کہ احادیث فضائل میں تساہل فرماتے ہیں، اور یہ بھی افادہ
نہم میں حافظ الشان ہی کی تصریح سے گزر چکا کہ متروک ایسا شدید الضعیف ہے جس کے مدسب ستم ماضی و مضاع ہی
کا درج ہے اب یہ بات خوب محظوظ ہے کہ وہ امامستان ہی سے طعن کو متروک، باوجود ہی متروک کو متناشد و ضعیف

(بشیر عاصیہ صفحہ ۱۸۷)

طریق الساء الی البساتین و هذا تقوم به المحبة عند ما اذوقنا المواقف و اما عهد المحالفت فلا تنزع منه ایامہ و قال فی فصل فی التفسار قال فی الکلام مرجع شیخنا ابو الفتح الحافظ فی اول کتابہ المفارقتی والسیور من صغیر و من وثقہ و رجحہ توثیقہ و ذکر الاجوبۃ عبا قیل فیہ آھ ۲، من (ھ)
یاں کہ ضعیف کہانی ان کی توثیق کو ترجیح دیتے ہوئے ان پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے اور صحت
کے گزیر سے باطل کو پانی دیا، تھا ہمارے نزدیک
حجت کے لیے یہی کافی ہے کیونکہ ہمارے واقف کی
توثیق کو ہی ہے باقی محالفت کے نزدیک حجت نہیں
کیونکہ وہ اس کی تضعیف کا قائل ہے اور
"فصل فی التفسار" میں کہا کہ "اگر ہمارے میں ہوتا ہے
شیخ ابو الفتح الحافظ نے اپنی پہلی کتاب، مفارقتی والسیور
میں ان روایات کو جمع کیا ہے جن کی توثیق کی کوئی
یاں کہ ضعیف کہانی ان کی توثیق کو ترجیح دیتے ہوئے ان پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے اور صحت

بنایا خود ہی ایسے شدید الضعف کی روایت کو دوبارہ فضائل مستحق تسابیل رکھا اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ ضعف کیسے ہی شدید ہو جب تک سرحد کذب و وضع تک نہ پہنچے حافظہ اشان کے نزدیک بھی فضائل میں قابلِ زعمی و گوارائی ہے و اللہ اعلم بالصواب۔

خامساً اور سنیئے و فروع کے بعد انا انزلنا پرٹھنے کی حدیثوں کا ضعف نہایت قوت پر ہے، تھاموی نے مقام حدیث میں اسے اصل محض کہا، امام حلیل ابو الیث عمر قندی نے اپنے مقاصد میں ان حدیثوں کو ذکر فرمایا، امام اشان سے اس بار میں سوال پڑا وہی جواب فرمایا کہ فضائل اعمال میں مصافحہ پر عمل روا ہے۔ امام ابن امیر الحاج علی میں فرماتے ہیں،

قد سئل شیخنا حافظ عصره قاضی القضاة
شہاب الدین الشہید بن حجر رحمہ اللہ
تعلق من هذه الجملة ما جاب بما فسد الاثبات
انتمی ذکرها الشیخ ابو الیث معہ اللہ تعالیٰ
ببرکتہ فیہ فیہ العلماء یقتاضون فی
ذکر الحدیث الضعیف والعیب فیہ فی نقصان
الاعمال ولم یثبت عند شیخ عن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا من قوله ولا من فعلہ
ہمارے شیخ حافظ العصر قاضی القضاة شہاب الدین
المعروف ابن حجر رحمہ اللہ تھامے سے ان روایات کے
بار سے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا
کہ وہ احادیث جن کو امام ابو الیث رحمہ اللہ تعالیٰ کی
برکت سے نسخ مطاف سے شے ذکر کیا ہے وہ ضعیف
ہیں اور عمل حدیث ضعیف کے ذکر کرنے اور فضائل
احمال میں اس پر عمل کرنے میں نرمی برتتے ہیں اگرچہ
نہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ کے مشعل کوئی
قول و عمل ثابت نہ ہوا (مت)

سادساً یہ حدیث کہ چاند گوارہ میں عرب کے چاند عمر کے سورج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے باتیں
کرتا، حضور کو ہلاتا، انجست مبدک سے جرحہ اشارہ فرماتے اسی طرف ٹھک جاتا کہ نبی نے دلائل النبوة،
امام ابن عساکر بن عبد الرحمن صاحبی نے کتاب المناہجین، مطبوعہ تاریخ بغداد، ابن عساکر نے تاریخ دمشق
میں سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اس کا را احمد بن ابراہیم علی شریہ الضعف
پر ہے۔ میزان میں ہے امام ابو حاتم نے کہا، احادیث باطلہ تعدلہ علی کذبہ (اس کی احادیث باطلہ
اس کے کذب پر دال ہیں۔ ت) باوجود اس کے امام صاحبی نے فرمایا، هذا حدیث غریب الاسناد

ملہ علیہ النحلی شرح نئیہ لمصلی

میزان الاعتدال ترجمہ ۲۸۷ احمد بن ابراہیم علی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱/۸۱

والمقرضون المحضات حسن (اس حدیث کی سند بھی غریب اور متن بھی غریب ہاں شہر معجزات میں حسن ہے) اُن کے اس کلام کو امام جلال الدین سیوطی نے خواص کبریٰ ۱۰۱۱ھ احمد قسطلانی نے موبہب لدنیہ میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

سابعاً حدیث انک الابیض صدیق وصدیق صدیق وعدو عدو الله وكان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ميتة معه في البيت (مرغ سپید میرا خیر خواہ اور میرے دوست کا خیر خواہ) اللہ تعالیٰ کے دشمن کا دشمن ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے شب کو مکانِ خراب گاہِ قدس میں اپنے ساتھ رکھتے تھے، کہ ابو بکر برقی نے ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، علامہ شاوی نے تفسیر میں فرمایا: باسناد قبیح کذاب (اس کی سند میں کذاب ہے)، باوصف اس کے فرمایا: جدید با فعل ذلک تا سبباً بحدیث میں، یا وار و ہوا تو میں باقدائے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرغ سپید کو اپنی خراب گاہ میں ساتھ رکھنا مستحب ہے۔ مثالیں اس کی اگر تہنہ کیجے بکثرت لیجے و هذا لا یحیر قد بلم لفیة وفيها ذکرنا کفایة لاهل الدرایة (یہ آنری انتہا پر ہے اور جو کچھ ہم نے ذکر کر دیا وہ اہل فہم کے لیے کافی ہے۔ ت)

ثامناً احادیث واولیٰ کو ۱۰۱۱ھ و ۱۰۱۲ھ سابقہ بھی کی احادیث کے شاہِ بدل میں خصوصاً حدیث وان کان الذی حدثہ بہ کاذباً (اگرچہ جس نے اسے بیان کیا کاذب ہو۔ ت) ظاہر ہے کہ تہا بل صدق و نفع ہے مرہرہ ضعیف میں ماحصل توفیق زائل یا جملہ کی قصیدہ دلیل ہے اور یہی حکام و عمل قوم سے مستفاد مگر عداستان سے منقول ہوا کہ شرط عمل عدم شہرت ضعف ہے نقدہ تلمیذہ انصاف و قال سمعته موارا یقول ذلک (اسے اللہ کے شاگرد نام بخاوی نے نقل کیا اور کہا کہ میں نے ان سے یہ کئی مرتبہ سنا ہے۔ ت)

اقول (بحث قبول شدہ یا الضعف) یہاں شہرت ضعف سے مراد میں مافوق ہے نقل مختلف فی شامی نے فرمایا طلعہ کے فرمایا امام ابن حجر نے فرمایا۔

حاشیہ ۱ مستحبات الوضو ۱۰۱۱ھ (شامی نے مستحبات الوضو میں فرمایا ۱۰۱۱ھ ت)
 ۱۵۲/۱ ملحہ الموابتج اللہ شریعہ بحوالہ کتاب المائتین حدیث غریب الاسناد المتنبی۔ المکتب الاسلامی بیروت ۱۵۲/۱
 ۲/۳ ملکہ کتاب الموضوعات لابن الجوزی باب فی الدیک الذی فی دار الکبریوت
 ۱۵۲/۲ ملکہ تفسیر شرح جامع صغیر للناوی حدیث مذکور کے تحت مکتبہ الامام شافعی ریاض سعویہ
 ۱۵۲/۲ ملکہ التفسیر شرح الجامع الصغیر حدیث مذکور کے تحت مکتبہ الامام شافعی ریاض سعویہ

شدیداً صعب ہو الذی لا یخلو طریق من طریقہ
عن کذاب او متهم بالکذب^۱
شدید الضعف وہ حدیث ہے جس کی اسنادوں سے کوئی
اسناد کذاب یا متهم بالکذب سے خالی نہ ہو۔
یہاں صرف انھیں دو کو شدید ضعف میں رکھی امام سیوطی نے قریب میں خفایا حافظ نے فرمایا :
انیكون الضعف غیر شدید فیخرج من انفرد
من کذب بین والتهمین بالکذب ومن فحش
عطفہ^۲
جو۔ (د)

یہاں ان دو کے ساتھ فحش غلط کو بھی راجح یا نسیم الریاض میں قول البدیع سے کلام حافظ ہاں لفظ نقل کیا :
انیكون الضعف غیر شدید کحدیث من الفرد من
الکذابین والتهمین ومن فحش عطفہ^۳
تہیں سے ہوا فحش غلط جو۔ (د)

عجت وھکذا عجز بعض تھمیری یہ وھو السوری
عبد لحن لکنوی فی طفر الاصلی الی التدریب و
بقول البدیع حیث قل الشذ للعلل بأحدث
الضعیف ثلث شروط علی ما ذکرہ السیوطی شرح
تقریب النووی والحدادی فی القول البدیع فی
العصلا علی تحبیب الشفیم وغیرہ الاول عدم
شدۃ ضعفہ حیث لا یخلو طریق من طریقہ من
کذاب او متهم بالکذب ایہ اقوال لکن مسلمہ
لصوات تدریب والقول البدیع میظہر لک ان
وقم ھبتا فی السقل مہما تقصر شمسیم
حیث سہمہ ۱۲ سرخی نہ تہای نہ (د)

مہارین میں سے مولوی عبد الحئی لکنوی نے تقریباً ہی
"اندر تدریب" اور "القول البدیع" کی طرف ایسے ہی
تشریح کیا ان دونوں نے کہا کہ ضعیف حدیث پر عمل
کی میں شرطیں ہیں یہ کہ خودی نے "شرح تقریب النووی"
اور حدادی نے "القول البدیع فی الصلاة علی تحبیب
الشفیم" میں اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی ذکر
کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کا ضعف شدید ہو یا ایسی کہ اس کے
تمام طرق کذاب یا متهم بالکذب سے خالی نہ ہوں اور
اقول ابھی یہ میں ہم آپ کو ان دونوں کتابوں کی
جارت سنائیں گے جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا
کہ اس نقل میں ان دونوں سے انتہائی کوتاہی سرزد
ہوئی ہے مگر کرنا چاہئے ۱۲ سرخی اللہ تعالیٰ جنت

سہ رد المحتار مستحبات الوضوء مطبوعہ مکتبۃ انبیا بی مصر ۹۵/۱
سہ تدریب ارادی شرح تقریب النووی دار نشر مکتبۃ الاسلامیہ لاہور ۲۹۸/۱
سہ نسیم اریاض شرح لسانہ مکتبۃ دار الفکر بیروت ۳۳/۱

یہاں کا فائدہ نے زیادہ توسیع کا پتہ دیا، تھوڑا اول پر اہل سہل و قریب ہے کہ ایک جماعت علماء حدیث کے راہین و متبعین پر
طلاق وضع کرتے ہیں تو غیر موضوع سے انھیں خارج کر سکتے ہیں مثلاً فی تقریبات و مسائلات جہور و علی و خود اہم الشان
سے بعید و رفاقت بظاہر و البعد سے ہم ابھی روشن بیان سے واضح کر چکے ہیں کہ خود حافظ نے متروک شدہ الضعف راوی
موضوعات کی حدیث کو بھی فضائل میں محفل رکھا مگر بحمدہ تعالیٰ ہمارا مطلب ہر قول پر حاصل ہم افادات سے بقیہ میں
مبرزین کرتے ہیں کہ تخیل ابہاس میں کی حدیثیں سرگزشت ضعیفہ سے پاک و منترہ ہیں ان پر صرف الفاظ یا جماعت
راہی سے طعن کیا گیا یہ ہیں کہی تو ضعیف قریب و ضعیف شدید و الحمد للہ الحق المجدد هذا (اسے یاد رکھو۔ ت)
اور مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس مقام پر فتح مہیث
کے حاشیہ میں ایسی گفتگو کی ہے جو اس مقام پر
مناسب ہے میں اتمام مقصد کی خاطر اس کا یہاں
ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ پہلے میں وہ ذکر کروں گا
جو لاء شامی نے طحاوی سے اور انہوں نے ابن حجر سے
فتاویٰ میں پورا اسے یہ قوی کروں گا علماء کے اطلاق

و من یتقی کذبہا علی ہا مش صخر المعبث
کلاماً یتعلق بالمقام احببت ابرادہ اسماء
للزماء۔ فذكرت اولاً من الشیء عن الخطاوی
عن ابن حجر ثم ایدتہ باطلاق العلما۔ ثم
اروت ما عن المسیم عن الخطاوی عن الما خط
ثم قلت ما نصہ۔

سے پھر وہ نقل کروں گا جو نسیم نے سخاوی سے، ہوں کے حافظ سے نقل کیا۔ پھر میرا قول یہ ہے ا
اقول میں کہ تمہیں معلوم ہے یہ بات حلال
قوی کے نقل کردہ تمام علماء کے اطلاق اور خود
شیخ الاسلام سے امام طحاوی کی کڑی شہرت نقل کردہ تقریریں
کے خلوت ہے۔ لیکن شیخ الاسلام کی دونوں کلاموں
میں مخالفت کو ختم کرنے کی وجہ مجھ پر ظاہر ہو رہی ہے وہ
یہ کہ یہاں انہوں نے راوی کے تعدد کی بات دی ہے اور
پہلے انہوں نے کہا ہے کہ فرق میں سے کوئی طریق بھی
(کتاب و مہتمم سے) خالی نہ ہو، پس حاصل یہ ہوا کہ
کذب و تمسک کے بغیر شدید ضعیف ہو قرآن کے ہاں
تعدد کی صورت میں فضائل میں قابل قول نہیں، بلکہ
جب وہ کثرت طرق سے مروی ہو تو اس صورت میں
وہ شدید ضعیف سے خفیف ضعیف کے درجہ میں

اقول و هذا کما تری مخالفت لا طلاق
ما صرح من الثوری عن العلما۔ قاطبة، و لتحدید
ما صرح من الخطاوی عن شیخ الاسلام
نفسہ لکن یظہر فی وہ التخالف عن
کلامی شیخ الاسلام بانہ ہوتا ذکر التفرق
و فیما سبق قال لا یخلو طریق من طرقہ، فیکون
الحاصل انہ شدید المصعب بغیر الکذب
و التهمة لا یقبل عندہ فی التفصیل ہی التفرق
اما اذا کثرت طرقہ فہی بلکہ درجۃ یسیر
المصعب فی خصوص قولہ فی التفصیل، بخلاف
شدید المصعب یا الکذب و التهمة فامس
وامس کثر طرقہ الحق لا تفرقہ یا ویحلو

شئ منه من كذاب او متهم لا يصلح نقله الدخيل
ولا يصلح به في القضايا ، وهذا هو الذي
يعطيه حلاله السخاوى فيما مر حيث جعل
قبول ما فيه ضعف شديد مطلقا ولو بغير
كذب في باب العصائل موقوفا على كثرة الطرق
لكنه يحالعه في خصلة واحدة ، وهو حكمه
بالقبول بكثرة الطرق الصغرى بالكدب ايضا
صحا تقدم ، وهو كما ترى مخالفت لمصريح
ما نقل من شيخ الاسلام وعلى محل دله برفع
مخالفة نقل شيخ الاسلام عن العلماء جميعا
لنقل الامام النووي عنهم كافة ، فانهم
لم يشرهوا للقبول في انفصائل في شدة الضعف
كثرة الطرق ولا غير هاسوى ان لا يكون
موضوعا ، فمصرح يعطيه كلامهم قبول
ما اشتد ضعفه لغنى وحش خلط ، مثلا
وان تعدد دله بكثر طرقه ، فاهم ، وتأمل
فان المقام مقام حواء وزلى ، والله المسئول
لكنشف الحجاب ، وابانة المصواب اليس
الصريح واليه البأساء ، ما ردت نقله مما
حلقته على الها مش .

کمال میں اس اب وہ صرف فضائل میں مقبول ہو جائیگی
اس کے برخلاف جو کذب اور تمہت کی وجہ سے شدید ضعف
والی ہو تو پیشتر بحث طرق کے وجود وہ مقبولیت کے
درجہ کو نہیں پہنچ سکتی اور یہی فضائل میں قابل عمل ہو سکتی
ہے کیونکہ اس کے برخلاف ہیں کوئی نہ کوئی کذب اور
تمہت ضرور ہوتا ہے۔ یہی بات علامہ سخاوی کے گزشتہ
کلام سے حاصل ہوتی ہے جہاں انہوں نے شدید
ضعف والی حدیث کے فضائل میں مقبول ہونے کو
کثرت طاق پروقوف کیا وہاں شدت ضعف مطلق و او
سے خواہ وہ کذب کے علاوہ ہی ہو۔ لیکن یہ بات ان کو
ایک سو گڑا آنے آئے گی۔ جہاں انہوں نے ضعف بالکتاب
پر بھی کثرت طاق کی بنا پر مقبول ہونے کا حکم کیا ہے جیسا
در را ہے حالہ میں معلوم ہے کہ یہ بات شیخ الاسلام
سے نقل کردہ کے صراحت خلاف ہے۔ بہر صورت
شیخ الاسلام کا تمام علماء سے نقل کردہ مرقعہ اور امام
نوی کا نقل کردہ انہی تمام علماء کا مرقعہ مختلف ہے
یہ اختلاف مرقعہ نہیں ہو سکتا، کیونکہ علامہ نے فضائل
میں شدید ضعف والی حدیث کو قبول کرنے کے لیے کثرت
طریق وغیرہ کی شرط نہیں لگائی صرف یہ کہا ہے کہ وہ
موضوع نہ ہو، ان کے کلام کا صریح ما حاصل یہ ہے
کہ کثرت حق یا غیر غلطی کہ بنا پر جس حدیث کا ضعف شدید ہو خواہ اسی کا راوی متعدد ہی کیوں نہ ہو، اس حدیث کے
طریق کثیر بھی نہ ہوں تب بھی یہ حدیث (فضائل میں) مقبول ہے، خود تا کلی کرد، کیونکہ یہ مقام خفی ہے اور غلافی
پیدا کر سکتا ہے، پردوں کو ٹکراتے اور درست کو ظاہر کرنے کا سہرا صرف اللہ تعالیٰ سے ہے اس کی طرف لوٹا ہے اور
وہی جاسے پہلو ہے فتح انقیث کے ماسخیں ہیں سے جو جس نقل کو اپنا حق وہ حق ہو۔ انت
فان قلت هذا قيد نرائد اصاده

اگر اعتراض کے طور پر فرمے کہ کہ امام شیخ الاسلام

امام علیہ السلام اطلاقاً علیہم علیہ دفعاً
للتبعات بنی النقیس قلت نعم
لوکانت ما ذکرنا من الدلیل علیہ
لا یلائم سریان التعمیص الیہ ، وکیف
نصر ، ہاں اشاعہ یقولون یرون شدۃ
الصعب ثم یقولون ، وبالجملة فالاطلاق هو
الادق بالدلیل والالصق بقوۃ انداشع الخویل
فہو ان یرکون علیہ التعمیل والعلم بالحق
عند الملک الجلیل .

کے بیان میں ایک زائد قید ہے جس پر علماء کے اطلاق
کو محمول کیا جا سکتا ہے اس سے دو نقل کردہ کلام میں
اختلاف قائم ہو سکتا ہے قلت (تو میں جواباً کہتا ہوں ہاں
اگر علماء کے ذکر کردہ پر کوئی دلیل نہ ہو تب بھی ان کے کلام
کو اس قید سے خاص کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ ان کا کلام
ہی نہیں ہے بلکہ وہ شدہ یہ ضعف پا کر بھی قبول کر سکتے ہیں
عمل پر اچھے ہیں کام مشاہدہ کر رہے ہیں ۔ خلاصہ یہ کہ
(شدہ یہ ضعیف حدیث کو قبول کرنے کے لیے کثرت طرق
کی قید نہ لگانا دلیل کے زیادہ موافق اور قواسمہ
شرعیات کے زیادہ مناسب ہے ، ہماری خواہش ہے کہ یہی قابل اعتماد جو اہل حق کا علم اللہ جل جلالہ کے
ہاں ہے ۔ (ت)

فائدة جلیلة (فائدة حلیۃ)

فی احکام افواج الضعیف والحدیث الضعیف ، ہذا
الذی شرت الیہ من کلام السلف والحدیث الضعیف
ہو قولہ مع ہمتہ فی بیان الحسن ، انت
یکس ضعف الحدیث لکذب او شدۃ ہاں انت
خالف من ہذا حفظہ اکثر اقوی الضعف نیز ہذا
فلم یحبر ، لکثرت طرقہ لکن کثرت طرقہ یرکون
عن مرتبة الحسن وہ النکراتی مرتبة الضعیف
الذی یجوز الصل بہ فی الفصائل و ما ہا
تکون تلك الطرق البراہیۃ بمؤلفۃ الطریق
القی فیہا ضعف یسیر بحیث یوقر من محقق
ذلت الحدیث باسنادہ ضعف یسیر کان مرتباً
بہا الی مرتبة الحسن فنیۃ مکتوبہ ۔

قائدہ جلیلہ (ضعیف حدیث کی احکام اقسام اور
اہل حق پروردگار کے بیان میں) امام سخاوی کے جس کثرت کلام
کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ پنج تہا حدیث حسن کے
بارہ میں ہے کہ حدیث کا ضعف کذب یا شدہ
یعنی وہ حدیث احذ راوی یا کثیر رواۃ کی روایت کے
خلاف ہو ، یا یہ ضعف قوی ہو جو ان دونوں کے کذب
اور شدہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے پیدا ہوا ہو ،
یہ ضعف کثرت طرق سے بھی غور نہیں ہو سکتا ، کیونکہ
کثرت طرق کی بنا پر حدیث مردود منکر کے مرتبہ سے ترقی
کر کے ایسے ضعف کے مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے جس سے
فضائل میں عمل کے لیے مقبول ہو جاتی ہے اور کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدیث کے سند و کثرہ طرق ایک

معمول کردہ طریقہ جیسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ حدیث کئی معمولی ضعف والی سند کے ساتھ مروی فرض کر لی جائے تو درجہ حسن وغیرہ پر ناز ہو رہی ہے، مطلقاً۔ (ت)

وراشئنی علفت علیہ ہھنا ما نصہ
اقول حاصل ما تقریر و تحریر ہھنا مع
خیادت نفیۃ صان، موضوع لا یوصلہ
لشیء اھلاً ولا یتلثم جرحہ، بد و لو کثرت
طرقہ ما کثرت، فان زیادۃ الشرح لا یزید
الشیء الا شراً، والیضا الموضوع کالمعدوم و
المعدوم لا یقوی ولا یتقوی، ومنہ عند جمع
منہم شیخ الاسلام صاحبہا، بروایۃ الکذاہب
وعند آخرین منہم خاتم لمخاطبات من
طریق المہتممین، و سواہما السخاواف
بشدید الضعف الا ان لہذا ہذا و ہذا
لا یثبت الا بانقر من المقررة ان تصرف بہ
کذاب او وضع کما عن علیہ فی ہذا الکتاب،
وہو عندی مذهب قوی اقرب الی الصواب،
اما انصف بغیر الکذب و التهمة من ضعف
شدید، مخرجہ لہ من حیث الاعتقاد کفحش
قطر الزادی فقد اعیل بہ فی انصافہ علی
ما لعلیہ کلام خاصۃ الصلحاء و هو الا تعد
بقصۃ الدلیل و المتواعد، لا عند شیخ
الاسلام علی احدی الروایات عنہ و من
تبعہ کالسخاوی الا اذا کثرت طرقہ الناقطۃ
من درجۃ الاعتبار فہو یکون مجموعہا
کطریق واحد صالح لہ فی عمل بہا فی العصال

اور مجھے یاد ہے کہ میں نے اسی کے اسی مقام
پر حاشیہ لکھا ہے جو یہ ہے اقول ہماری زائد اباحت
کے ساتھ جو یہاں ثابت اور واضح ہو چکا ہے اس کا
حاصل یہ ہے کہ موضوع حدیث کسی طرح کارآمد نہیں ہے
اور کثرت طرق کے باوجود اس کا عیب فہم نہیں ہو سکتا
کیونکہ شرک زیادتی سے شرفیہ بڑھتا ہے، نیز موضوعات
معدوم چیز کی طرح ہے اور معدوم چیز نہ قوی ہو سکتی
ہے اور نہ قوی ثانی جاسکتی ہے، موضوع کی ایک قسم
وہ ہے جس کو ایک جماعت نے جس میں شیخ اسلام
بھی ہیں نے بیان کیا ہے، وہ یہ کہ جس کو کذاب لوگ
روایت کریں، اور ایک دوسری جماعت جس میں سے
”خاتم الصالحات“ بھی ہیں نے بیان کیا ہے کہ ”موضوع“
وہ ہے جس کو متہم یا کذاب روایت کریں۔ امام سخاوی
نے ان دونوں بیان کردہ قسموں کو ”مشدہ الضعف“
کے مساوی قرار دیا ہے، جس کو عنقریب بیان کریں گے۔
امام سخاوی کا خیال ہے کہ موضوع کی پہچان مقررہ قرائن ہی
سے ہوتی ہے جیسا کہ روایت کرنے والا کذاب یا
وضع اس روایت میں متقدم ہو، جیسا کہ امام سخاوی
نے اس کتاب میں بیان کیا ہے میرے نزدیک یہی
ترقی قوی اور اقرب فی الصواب ہے۔ مگر کذب اور
تہمت کذب کے بغیر کوئی بھی شدید ضعف جس کی بنا پر
حدیث درجہ اعتبار سے خارج ہو جاتی ہے مثلاً مروی
کی انتہائی غش غلطی ہو، ضعیف کی یہ قسم فضائل میں

کا رد ہو سکتی ہے جیسا کہ عام علماء کے کلام سے حاصل ہے اور یہی موقف دلیل و قواعد سے مطابقت رکھتا ہے، مگر شیخ الاسلام سے ایک روایت میں اور امام خمادی کی طرہ ان کے پروکار حضرات کے ہاں یہ قسم فضائل میں معتبر نہیں ہے تا وقتیکہ اس کے کز و طرق کثیر ہوں اور یہ طرق کثیر ہوں تو ان سب کے مجموعہ کو وہ ایک طریقہ صالحہ کے مساوی قرار دے کر فضائل میں قابلِ عمل قرار دیتے ہیں، تاہم اس قسم کی ضعیف حدیث کو احکام کے لیے حجت قرار نہیں دیا جاسکتا ورنہ یہ درجہ حسن لغوی ہو پا سکتی ہے۔ ہاں اگر ان متعدد طرق کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے صالح طریق سے اس کی کز و طرق الٰہی ہو جائے تو ادوات ہے، کیونکہ کز و طرق در ایک سبب حریق کی بنا پر وہ حدیث دو ایسی ضعیف

ولكن لا يثبت بها في الاحكام ولا تنفذ بذلك درجة الحسن لغيره الا اذا تضمنت مع ذلك بطريق اخرى مصلحة بلا اعتبار قاب مجتموع ذلك يكون كحديثين صحيحين صالحين ۱۰۰ صدیق ذم ترتقی الی الحسن لغیر فقصر حجة في الاحكام، اما مطلقا علی ما هو ظاهر کلام المصنف اعنی المراق او بشرط تعدد لم مرت الصالحات الباقية مع هذه الطرق القاصية المتكثرة القائمة مقام صالح واحد هذا کثرة في الصواب علی ما فهمد السجادی من کلام النور و غیره الواقع فیہ لفظ کثرة من نزلت فیہ عقید کلام شیعہ دس درجہ سحر و تحجہ مکتوب

ان کے الفاظ میں، بسبب راوی سور حفظ کا سابق معتبر راوی بن جلیہ جو اس سے اوپر ہو پاس کی مثل اس سے کم نہ ہو اور اسی طرح وہ مخلص جو اہل ذہن نہیں کرتا مستورا اسناد میں اور اسی طرح دس جبکہ محفوظ مکتوب ہو جائے تو ان کی حدیث حسن ہو جائے گی ہاں لذاتہ نہیں بلکہ باعتبار المجموع ہوگی کیونکہ ہر ایک میں سے (یعنی سور حفظ اور مخلص) میں کا ذکر ہوا ہے، برابر احتمال رکھتا ہے کہ اس کی حدیث صحیح ہو یا غیر صحیح، پس جب معتبر راویوں میں کسی ایک کو ان کی روایت آجائے تو ذکر کردہ دونوں احتمالوں میں سے ایک کو ترجیح حاصل ہو جائے گی اور (باقی اگلے صفحہ پر)

جسے حدیث قال متقی توفیق الحمد بمعتبر کان يكون فوقه او مثله لانه وكد المحتشد الذي لا يشير والاستور والاشاد الصريح كذا الحديث لوليعرف لصحة وفصده صارحيثم حسا لانه انه بل وصفه بذلك باعتبار مجموع لانه كل واحد منهم (أ) ممن ذكر من النبي الحق والحق والحق (ب) باحتمال كون مروياته صوابا وغير صواب علی حد سواء فاداء جاد من المستدين مرواية موافقة لا حدهم من حاد الی تبين من الاحتمالين المذكورين ودل ذلك علی ان الحديث محفوظ

حدیثوں کی طرف ہی جاتی جو آپس میں مل کر تقویت کا باعث
ہی جاتی ہیں اور وہ ضعیف حدیث "حسن خیرہ" کے مرتبہ
کو پہنچ کر احکام میں خست ہی جاتی ہے، اب یہ اختلاف
اپنی جگہ پر ہے کہ حرف اسی قدر سے مقبول ہے جیسا کہ
مصنف یعنی علامہ عراقی کے کلام سے عیاں ہے یا بطریق
یہ متعدد صالح طاق جن کی بنا پر کزوری رائل ہو سکے
ان متعدد صالح وجہ اور کزور طاق، جو ایک صالح طریق
کے مساوی ہیں، کی کثرت طاق صالحین جلتے ہیں جیسا کہ
امام بخاری نے امام نووی وغیرہ کے کلام سے سمجھا جن میں
تفصیل کثرت استعمال ہوا ہے، باوجودیکہ ہمارا اس میں
اختلاف ہے جو کہ شیخ الاسلام کے کلام سے مزید ہے

بوحدة الخبر مع جواز ستكون الكثرة في كلام
التووي بحثي مطلق التعدد ، وهو لا يوافق بما
سأينا من صنفهم في غير مقامه ، والضعيف
بالضعف المبداء على ما لم يزل من محل الاعتناء
يصح به في الفضائل وحده ، وان لم يوافق جدير
فان الجدير ولو بواحد مما حسننا تغييره ، و
احتج به في الاحكام على تفصيل وصفا ذلك
في الجاسر ، فقد هي انواع الضعيف ، اما
البدى لا نقص فيه من درجة الصحيح الا
المقصود في ضبط الراوى غير بالغ الى درجة العلة
فهو الحسن لانه المحتج به وحده حتى في

(تیسرا شیخ صفیر عز شہ)

یہ بات دلائل کی ہے کہ یہ حدیث محفوظ ہے اور درجہ وقعت
درجہ قبول پختہ ہو گئی ہے اور دائرہ علم ، ذرا غور کرو
حق میں بعض ایک مستبرکے ساتھ اور شرعاً میں کئی افراد کے
ساتھ ملاقات دوست پر گفتگو کیے کیا اور اسے قبول کا درجہ
دیا ہے اور یہاں قبول سے مراد حکام میں قبولیت مراد
ہے کہ نگاہ انہوں نے حدیث ضعیف کو صالح لا اعتبار و
الرو کیا ہے کیونکہ حدیث ضعیف فضائل میں تباہ لا جامع
مقبول ہے ، خواہ اس کے ساتھ کوئی دوسری روایت
تہ ہوا دیر سے دیکھے یہ ظاہر ہوا کہ درجہ ای دونوں عراقی اذ
شیخ الاسلام کے ساتھ ہے اس کے بنا پر جو تہ ہوتا ہے
ای دونوں کی دلیل بیان کی گئی ہے یہ ریح المفیض پر
میری الفیض سے منقول ہے ۱۲ مندرجہ ذیل فقہانی (ت)

فارتفع من درجة الموقف الى درجة القبول و
الله اعلم ، وانظر كيف اجتروا في المقتر توحيد
معتبر وفي المشرع بافراد رواية وحكم بالاقتداء
الى درجة القبول ، وبالصراية ههنا الا القبول
في الاحكام فانه جعل الضعيف صالحا لا اعتبار
عن الرود مع انه مقبول في الفضائل بالاجماع
ويظهر ان المرجح معهما على الصراقة و
شيعم الاسلام لما بين في السنته من
الدليل لهما مقولهما ما سئلته على فتح
المفيد ۱۲ مندرجہ ذیل فقہانی (تہ)

الاحکام، و هذا اذا كان معه مثله ولو واحد
صاحب حال غيره او دونه مبايعة فلا
يكثرة النكاح ما كتبت بتلخيص.

سکتے ہیں) اگر کلام نوری کے کلام میں لفظ کثرت سے مطلق، قصد ہے اور یہ احتمال کا کلمات کے زیادہ قریب ہے
جیسا کہ ہم نے متعدد جگہ استعمال پایا ہے اور ضعیف کی ایسی قسم میں میں معمولی ضعف جو یعنی جس سے حد اعتبار ساقط
نہ ہو یہ ضاعفی میں تنہا معتبر ہے خواہ کوئی مزید بھی نہ ہو، اور اگر کوئی ایک ویسا مزید پایا جائے جو اس کے ضعف کو زائل کر دے
تو یہ حسن لغیرہ بن جاتی ہے اور اس کے احکام میں حجت قرار دیا جائے گا جس کی تفصیل ہم نے کمزوری کو زائل کرنے والے
امور میں بیان کر دی ہے۔ یہ تمام ضعیف کی افواہ ہیں۔ اگر صحیح حدیث کے شرائط میں ماسوائے ضبط راوی کی کمزوری کے
اور کوئی کمزوری نہ ہو تو یہ حدیث "حسن لذاتہ" ہوگی بشرطیکہ ضبط راوی کی بیکزوری غفلت کے وجہ تک نہ پہنچی ہو، اور
"حسن لذاتہ" و "حدیث بھی احکام کے لیے حجت ہو سکتی ہے اگر حسن لذاتہ کے ساتھ اس کی ہم مثل ایک حدیث مل جائے
تو یہ حدیث صحیح لغیرہ بن جاتی ہے اور اگر اس سے کمزوری کوئی مزید اس سے مل جائے تو صحیح لغیرہ نہ بنے گا
تا وہ حدیث اس سے کمزور ہو جائے جس سے نہ ہو جائیں میری بھی کوئی قیقین فخر ہوئی، غفلت۔ (ت)

یہ چند جملے لکھ کر اپنے لئے ہیں کہ جو ترجمان اس سے جو جس کے ساتھ شاید اور جگہ طبع، و
بالحمد للہ ولیہ الحمد للہ القادر القوی علیہ حاصلہ و علی اللہ تعالیٰ علی ناصر الضعیف و
الہ وسلم، قول ضعیف فی مسائل الاحمال کا مسئلہ جلیلہ ابتدائاً مسودہ فقیر میں صرف دو افادہ مختصر میں میں منقول
مقدار تھا کہ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۲۱۳ھ میں رسالہ بیرونہ تیار کیا، مگر میں چھپنا شروع ہو گیا اٹھائے تبصر میں
بارگاہ مفیض علوم و نعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بکرا اللہ تعالیٰ خاص جلیلہ کا اضافہ ہوا افادہ شانزدہم سے یہاں
تک آٹھ افادات تا آخر اسی مسئلہ کی تحقیق میں بقا ہونے حکم روکنے روکنے اتنے اوراق اٹھا ہوئے، امید کی جاتی
ہے کہ اس مسئلہ کی ایسی تفصیل ملے گی تفصیل جریں اس تحریر کے ہر اکھیں ترسلے، مناسب ہے کہ یہ افادہ اس مسئلہ
خاص میں چار رسالہ قرار دے جائیں اور مجازاً تاریخ التہاد الکاف فی حکم الضعفاء (ضعیف
حدیثوں کے حکم میں کافی ہدایت۔) لقب پائیں و باللہ التوفیق ولیہ العنتہ علی ما شرک من نعم تحقیق
ما کان لعمرو معشر و عشرہا نلیق، و الصلاة والسلام علی العظیم الکبریہ و آلہ و صحبہ و سلم

عہ منقول علی بالام سے بھی ضعف یا فصیح کلام میں شاید و ذیل سے یہ یوم التوفیق یوم التنا و کبر التنا و الی غیرہ کث
اہم ابن حجر عسقلانی کی کتاب ہے الکاف الشافعی تخریج احادیث الکشاف ۱۲ منہ (۶)

الطريق أعين.

افادہ ہست و چہارم حدیث کا کتب طبقہ دراجہ سے ہونا خواہی تو اسی مستلزم مطلق ضعف ہی نہیں
 چر جائے ضعف شدید) وہاں استیعین کی حدیث کا کتب طبقہ دراجہ سے ہونا موضوعیت بالاسے طاق بضعف شدید
 دکن مطلق ضعف کو بھی مستلزم نہیں ان میں حسن، صحیح، ضعیف، باطل ہر قسم کی حدیثیں ہیں۔ ہاں پورہ خلاف
 عدم بیان کہ عادت جہود حدیثیں ہے ہر حدیث میں احتمال ضعف قدیم لہذا غیر ناقہ کو بے ملاحظہ نگاہات ناقدین ان سے
 عقائد و حکام میں اتہاج نہیں بیچتا۔ قولہ شاہ عبدالعزیز صاحب اسی احادیث قابل اعتماد دیکھتے کہ در اثبات
 عقیدہ یا غلط یا آسانسک کردہ شود (یہ احادیث قابل اعتماد نہیں ہیں کہ ان سے عقیدہ و عمل میں استہلال
 کیا جاسکے۔ ت کے یہی معنی ہیں، نہ یہ کہ ان کتب پر ہی معنی حدیثیں ہیں سب و اسی ساقط ہیں یا موضوع و باطل
 اور اصلا و بارہ تفصیل بھی ایراد و استناد کے ناقابل کوئی ادنیٰ ذی فہم و تیز بھی ایسا ادعا نہ کرے گا ذکر شہ صاحب
 فاضل، ہاں مشکلائی طائفہ و ذریعہ اپنی جہالتیں جس کے سر چاہیں و حشر۔

اولاً خود شاہ صاحب اثبات عقیدہ و عمل کا اسکا رد فرما رہے ہیں اور وہ فضائل عمالی میں تسکین مٹا رہے ہیں۔ ہم اتحادہ ۲۲ میں روشنی کر آئے کہ دوبارہ فضائل کسی حدیث ضعیف سے استناد کسی عقیدہ یا عمل کا اثبات نہیں، تو اس بات کو ہمارے سر سے کیا اُٹلتی !

عقلاً نیزاً تعالیمِ غیبیہ و البرہم بھی طبقہ را بعد میں ہیں اور شاہ صاحب بستانِ احمدیہ میں امام
البرہم کی نسبت فرماتے ہیں :

از نوادر کتب اور کتاب حلیۃ الاولیاء است
 کہ نظیر آن در اسلام تصنیف نہ ہوئی ہے۔
 ان کی تصانیف میں سے حلیۃ الاولیاء ایسے
 نوادرات میں سے ہے جس کی مثل اسلام میں آج تک
 کوئی کتاب تصنیف نہ ہوئی ہے۔ (ت)

اسی میں تصانیف آہم خطیب کوکھا،

التصانیف المعبودۃ النافذۃ المحدثۃ و
عمر و قہم فی فہمہم
فائدہ بخش تصنیفیں کئی حدیث میں حدیث کے مضامین
عمل تک پہنچیں۔

پھر امام حافظ ابو ہریرہ سے اُن تصانیف کا مدح جلیل نقل کی، سبحان اللہ کہ ان شاہ صاحب کا یہ حسن اعتقاد
اور کہاں اُن کے کلام کی وہ ہیودہ مراد کہ وہ کتب سراسر عمل و نافع بل استناد۔

مثلاً بناب شاہ صاحب مرحوم کے والد شاہ ولی اللہ صاحب کہ حجۃ اللہ الیہ الفریض اس تقریر طبقات کے
موجود اسی حجۃ باللہ میں اسی طبقہ والوں کی نسبت لکھتے ہیں،

اصبح هذه الطبقة ما كان ضعیفاً محتلاً
یعنی اس طبقہ کی احادیث میں صریح تر وہ حدیثیں ہیں
جس میں ضعف قلیل قابل تملک ہیں۔

نہ ہر بے کفایت محفل اوقی، نجار سے خود احکام میں جنت ہر جاتی ہے اللہ فضائل میں تو بالا ہر جات تنہا ہی
مقبول و کافی ہے پھر یہ مگر بھی بخانا الفراء ہو گا ورنہ ان میں بہت احادیث منجبر و حسان طیس گی اور عند تحقیق یہ
بھی باعتبار سبب، ورنہ فی الواقع ان میں صحاح حسان سبب کہ ہیں کما ستقسم بعونہ تعالیٰ (جیسے کہ تو
عقرب سنے گا)۔

واللہ اعلم بالصواب قرۃ العین فی تفصیل الشیخین میں لکھتے ہیں،

چون نہایت علم حدیث طبقہ علمی و خطیبہ ابن عساکر	جب علم حدیث علمی و خطیبہ اور ابن عساکر کے طبقہ
رسیدہ ای عزیزیان و دیگر کہ احادیث صحاح و حسان	تک پہنچا تراشوں نے دیکھا کہ متقدمین علماء نے ایسی
را متقدمین مضبوط کردہ اندیس مال شدہ نہ کج احادیث	احادیث جو صحیح احمد سنن میں کو محفوظ کر دیا ہے اسد،
ضعیفہ و مقلوبہ کہ سلطنت آزادیدہ و دانستہ گراشتہ	انوں نے ایسی احادیث جمع نہیں جو ضعیفہ و مقلوبہ
بودند و غرض ایشان ازین عین آن بود کہ بعد جمع حفاظ	نہیں جنہیں اسلاف نے علماء ترک کیا تھا، ان کے جمع کرنے
حدیثیں وراں احادیث تامل کنندہ و مروضات را	سے غرض یہ تھی کہ حفاظ حدیثیں ان میں غور و تامل کر کے

عہ قہم دوم از اصل دوم در شہادت و رافعات
دومری فعل کی قسم دوم جو کہ تین گج شہادت سے متعلق ہے ان کے
تحت اس کا بیان ہے (د)

سنت بہت نام الحمد میں مع اُردو ترجمہ تاریخ بغداد و خطیب	مطہرہ ایچ ایم سعید کتب کراچی	ص ۱۸۸
سنت حجۃ اللہ الیہ الفریض باب طبقہ کتب حدیث، الطبقة الرابعة	الملکیتہ السلطانیہ لاہور	۱۳۵/۱

از صاحب غیر عاقل نمایند چنانکہ اصحاب مسانید فرق
حدیث جمع کردند کہ حفاظ اصحاب و حسان و ضعیف از
یکدیگر ممتاز و زندہ بن ہر دو فرق را اندہ اتالی مختار
بخاری و مسلم و ترمذی و حاکم و ترمذی و حاکم و بیہقی و
حسن و متاخران ہر اہادیت خطیب و طبقہ او تصرف
نمودند این جوڑی موضوعات را بخود ساخت و سخاوی و
مقاہد حسد حسان غیر با از صفات و مناکیر نیز نمود
خطیب و طبقہ او در مقامات کتب خود بایں مقاصد
تقریر نمودہ اند جز اہم اللہ تعالیٰ عن ائمۃ النسبی
صلى الله تعالى عليه وسلم خير الله مطلقا
ان کے طبقہ کے لوگوں نے اپنی کتب کے مقدمات میں ان مقاصد کی تقریر کی ہے اللہ تعالیٰ ان تمام کو نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کی طرف سے جزائے غیر عطا فرمائے اہ مطلقا۔ (ت)

دیکھو کسی مرتبہ تقریر کا کہ کتب بطور حلیہ و صرف ضعیف و قوی بدسان ہی موجود ہیں اگرچہ غیر پاک و بھی
بہ مشابہ خود احکام میں جہت ذکر اضافی۔

خامساً انھیں شاہ صاحب نے اسی بحث میں سنن ابی داؤد و ترمذی و نسائی کو طبقہ ثانیہ اور مصنف جدید قرار
دیا اور بکر بن ابی شیبہ و تصانیف ابی داؤد و بیہقی و طبرانی کو طبقہ ثالثہ اور کتب اربعہ کو طبقہ رابعہ میں
گنا۔ امام جلیل جلال سیوطی نیز مجموعہ الجوامع میں فرماتے ہیں :

در صورت بطوری شیخ و مسلم و کان بن حبان
حبيب و الحاکم فی المستدرک لہ و للضیاء
فی المحترۃ صریحاً و جامعہ صاف ہذا
الکتب الخمسة صحیحہ سوی ما فی المستدرک
من المتعقب فائتہ علیہ ، و در صورت لای داؤد
ما سکت علیہ فهو صالح و ما بین ضعفہ
حسہ فی الاصل الذی وقعت علیہ یسین
سلفۃ العینین فی تفصیل ، انھیں قسم دوم از شہادت

میں نے حوالہ جات کے لیے یہ موضوع یکے ہیں ، مسند
بخاری ، ام سلمہ ، حب سے ابی جان ، جسے مستدرک
حاکم ، صریحاً و للضیاء ، ان پانچوں کتب میں
صحیح اہادیت میں ماسوائے حاکم کے جس پر اعتراض
کیا گیا ہے اس پر کوثر رکھو ، و سے ابوداؤد جس پر
وہ قاصر نہیں ، ہیں وہ صالح ہے اور جس کا ضعف
وہ اصل کتاب جس پر میں نے واقفیت (باقی برسر آئندہ)

انہوں نے بیان کیا ہے میں نے اسے نقل کر دیا ہے
ت سے ترمذی میں ان کا حدیث پر تسرہ بھی نقل کر دی۔
ی سے نسائی وہ سے ابن ماجہ ط سے ابو داؤد ط یاسی
حم سے احمد، غب سے عبد الرزاق ت سے ابن ابی شیبہ
ع سے ابراہیم، ط سے طبری کی کتب کبیر، ط سے
مجم اوسط، ط سے معجم صغیر ط سے معجم کبیر،
ق سے سنن بیہقی، غب سے شعب الایمان للبیہقی
مراہ جوگنا، ان تمام کتب میں احادیث صحیح بھی ہیں حسن
اور ضعیف بھی اور میں اکثر طور پر ان کے بارے میں
نشان دہی بھی کر دی گا اور مختصراً۔ (د ت)

دیکھو امام عاقل الخاف نے ان طبقات ثانیہ و ثالثہ و رابعہ سب کو ایک ہی شقی میں لگا اور سب پر یہی حکم
فرمایا کہ ان میں صحیح، حسن، ضعیف سب کچھ ہے۔
ساو سواً خود جواب سنا صاحب کی تصانیف تفسیر حریری و تحفہ ثنائیہ وغیرہا میں جا مجب
احادیث طبقہ رابعہ سے بلکہ ان سے بھی اکثر استناد موجود، اب یا تو شاہ صاحب معاذ اللہ خود کلام اپنا
نہ سمجھتے یا یہ سننا مانع توقیف معنوی کر کے احادیث طبقہ رابعہ کو محل و معطل ٹھہرانا ان کے سر یکے دیتے ہیں،
تمیلاً چنہ نقول ماضی، عزیزی آخر تفسیر ماضی میں ہے،

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ)

ماسل کی ہے اس میں لفظ خدا اور علیہ کے
دریانہ ایک گد ہے جو کتابت میں واقع نہیں تو میں
نے اس کی جگہ لفظ سکوت لکھ دیا ہے اور چونکہ اس
سے آگاہ کرنا ضروری تھا تو میں نے آگاہ کر دیا،
۱۲ منہ د ت،

لعلی صا و علیہ کلمۃ لتبیین فی الکتب است
قلکت مکانہا لفظ سکوت اذ هو المراد واذا
کاتب لا بد من التنبیہ بہت علیہ
۱۳ منہ د م)

ابو نعیم و دہلی از ابو الدرداء روایت کرده اند کہ آنحضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمودہ کہ فاتحہ الکتا سبب
کفایت ہے کہ از آنچہ چاہی چیز از قرآن کفایت میکند
الحديث۔

ابو نعیم اور دہلی نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے فرمایا جہاں قرآن کی دوسری سورۃ کافی نہ ہو وہاں
فاتحہ کافی ہے الحديث (ت)

ہیں اور روایات بھی ایسی سارکہ اور شیخ و ابی مردیہ و دہلی وغیرہم سے مذکور ہیں جیسا کہ
قطبی از شبی روایت کردہ است کہ شخصے نزد ادا آمد
و شکایت در گردہ کرد و شبی باو گفت کہ ترا لازم است
کہ اساس القرآن بخوانی و بر جانے و در دم کنی او گفت
کہ اساس القرآن چیست شبی گفت فاتحہ القاب۔

یہیں اور روایات بھی ایسی سارکہ اور شیخ و ابی مردیہ و دہلی وغیرہم سے مذکور ہیں جیسا کہ
قطبی نے شبی سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے شبی کے
پاس آکر شکایت کی کہ مجھے درد گردہ ہے، انہوں نے
فرمایا کہ اساس القرآن پڑھ کر کہے درد بردم کر،
اسی نے عرض کیا کہ اساس القرآن کہا ہے؟ فرمایا
سورۃ الفاتحہ۔ (ت)

طریزی سورۃ البقرہ ذکر بعضی خواص سورہ کی بات میں ہے۔
ابن النجار در تاریخ طبرستان روایت کردہ

عنه و دریں بعض روایات قرآن دار قطنی یا طبرانی یا
وکیع عنی عن ابی اسود نہ ہر زبیر کہ ازین چنانکہ احتمال
این معنی نہ نمایند کہ اسناد بایستہ مقرون بطبقہ ثابث
است بچنان ایں امر بدیقت ثبوت نشینہ کہ بر لواش
طبقہ را بدست آید از درجہ اعتبار نیست باز احتمال
مذکور بلامطردہ آیات دیگر کہ تنہا از طبقہ را بدست
ازل یا سطر زحسم مخالف را بدست
یا شد فافہم ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

اور اس میں بعض روایات کے دار قطنی یا طبرانی یا
کے ساتھ اقتران سے مخالفت کو سودمند نہیں کیونکہ اس
طرح سے یہ معنی پیدا ہوا ہے کہ اس کے ساتھ اسناد سے
طبقہ ثابث سے مقرون ہیں اور اسی طرح یہ بھی ثابت ہے
کہ طبقہ را بدست کی تمام احادیث و دیگر اعتبار سے ساتھ نہیں
پھر احتمال مذکور دیگر روایات کے خلاف سے کہ جو صرف
طبقہ را بدست سے ہیں یہ بھی زعم مخالفت کو زیادہ ذائل کرنے
والا ہے، مخالفت کا جو بھی ذمہ ہو، اسے اچھی طرح
سمجھو ۱۲ منہ (ت)

شخص اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں فرمایا اس کی شفاعت
روز قیامت اللہ تعالیٰ کے پیروں کی شفاعت کی طرح
ہوگی۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابھی
تھوڑی دیر گزری تھی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

و خلافت اور قیامت مثلی شفاعت پیغمبران باشد
جابر گوید کہ جیسے گذشتہ بود کہ حضرت ابوبکر تشریف
آوردند۔

تحفہ (۱۱۱) عشریہ میں ہے :

مشیر اور شفی دونوں کے ال روایات صحیح میں ثابت
ہے کہ یہ مسند حضرت ابوبکر پر نہایت شاق گزارا، لہذا
آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دروازے
پر حاضر ہوئے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو سفارش کیا تاکہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے راضی ہو جائے، روایات اہلسنت و ارجح النہج،
الوفاء، مصنفی اور شروع مشکوٰۃ میں موجود ہیں بلکہ شروع
مشکوٰۃ میں شیخ محمد بن عبد اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت
ابوبکر اس واقعہ کے بعد سیدہ فاطمہ الزہراءؑ کے گھر کے باہر
دو سو بیس گھر سے جوئے اور معذرت کی اور سیدہ فاطمہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سے راضی ہو گئیں۔ ردی عن النفرۃ
میں بھی یہ واقعہ تفصیلاً درج ہے اور فصل الخطاب میں
ہر روایت بہیقی، شعبی بھی یہی واقعہ منقول ہے اور
ابن ہسنان نے المواقفہ میں اوزاعی سے روایت کیا
تھا۔

در روایات مشید و شفی صحیح و ثابت است کہ این امر نجیب
بر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاق آمد و خود را بدر سلسلے
زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاضر آ و دو امیر المومنین مسلی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ را شفیغ خود ساخت تا آنکہ حضرت
زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا از خود مستغفر شد اما روایات اہلسنت
پس در مد رج النہج و کتاب الوفا و بیقی و شرح مشکوٰۃ
موجود است بلکہ در شرح مشکوٰۃ شیخ محمد بن عبد اللہ نے فرماتے
ہے کہ ابوبکر صدیق بعد ازین قصہ بوقت فاطمہ رحلت و در گری
آفتاب بر در با ستاد و غرغوا بی کرد و حضرت زہرا
از و راضی شد و در بعض النسخہ نیز این قصہ پر تفصیل
مذکور است و در فصل الخطاب روایت بہیقی از شعبی نیز
میں قصہ وی ست و ابن ہسنان در کتاب المواقفہ
از اوزاعی روایت کردہ کہ گفت بیرون آمد ابوبکر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ بر در فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا در در و گری
کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گری کے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا کے گھر گئے الخ۔ دت۔

طرح دوگوں کے ان اعتراضات میں سے یہ جوابی ملین
میں ہے جو انہوں نے افضل المصدقین حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیے ہیں ۱۲ دت۔

عصہ در طعن سیزدہم از مطاعن علیؑ بر حضرت افضل
المصدقین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ ص ۴۸

سے تفسیر عزیزی آفرسورۃ الیل پارہ ۴ - مطبوعہ دلی کنواں دہلی ص ۳۰۶
سے تحفہ اثنت عشریہ طعن سیزدہم از مطاعن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مطبوعہ سیلی الہدی لاہور ص ۲۷۸

سابعاً طرف تریہ کہ شاہ صاحب نے تصانیف حاکم کو بھی بطور تابعین گنا حالانکہ بلاشبہ مستدرک حاکم کی اثر ادریث اعلیٰ درجہ کی صحاح و حسان ہیں بلکہ اس میں صدی حدیثیں بر شرط بخاری و مسلم صحیح ہیں قطع نظر اس کے کہ تصانیف شاہ صاحب میں کتب حاکم سے کتنے اسناد ہیں اور بڑے شاہ صاحب کی ازالۃ الخفاء و قرة العینین میں تو مستدرک کے توفہ نورو احادیث نہ صرف فضائل بلکہ قواعد احکام میں مذکور کمال یافتہ علی من طالعہما (جیسے کہ اس پر عینی نہیں جسے ان دونوں کتابوں کا موازنہ کر لے) لطیف تریہ ہے کہ خود ہی بستان احمدین میں امام الشافعی اور عبید اللہ ذہبی سے نقل فرماتے ہیں،

انصاف آست کہ در مستدرک قدر سے بسیار بر مشردا این
 جہود و بزرگی یافتہ میشود یا بشرط ایک ازینہا بلکہ علی غالب
 آنست کہ بقدر نصف کتاب زین قبیل باشد و بقدر ربع
 کتاب ازین جنس است کہ بظاہر اسناد او صحیح است
 یکی بشرط این سرود نیست و بقدر ربع باقی و ابیات و
 مناکیر ملکہ بعضہ موهومات نیز هست چنانچہ میں در اختصار
 اس کتاب کہ مشہور بتفصیل ذہبی است جہود را کہ وہی
 جو کہ بعض ذہبی سے مشہور ہے، میں اس بارے میں خبر داریا ہے، رفتے (ت)

لفظ "بظاہر" جو امام غامی الحافظ نے تدریب میں
 امام ذہبی سے نقل کیا ہے اس میں نیز اس کے الحافظ
 یہ ہیں کہ اس میں مستدرک کی احادیث شیخین کی شرائط پر ہیں
 اور مستدرک میں ان دونوں میں سے کسی ایک کی شرط پر
 ہیں، مثلاً اس کا مجموعہ تقریباً آدمی کتاب ہو اور
 اس میں چوتھائی ایسی احادیث ہیں جن کی سند صحیح
 ہے بعض ایسی ہیں جن میں کوئی تثنیٰ یا طے ہے اور
 بعض لایعنی، وہی بعض ذہبی موهومات کا مجموعہ
 ہے وہ مناکیر و ابیات ہیں جو صحیح نہیں، اور بعض اس میں موضوع بھی ہیں ۱۲ منہ (ت)

ملہ بستان المحدثین مع اردو ترجمہ مستدرک میں احادیث موضوع کا اندراج مطبوعہ جامعہ اسلامیہ کراچی ص ۱۳
 سے تدریب الراوی عند احادیث مسلم و ابی الحاکم فی المسقط دار نشر الکتاب الاسلامیہ لاٹکو ۱۹۶۱

مسند کہ جس میں تین ریح کتاب کی قدر و احوال درج ہیں نہ کہ سب کا جمعیت ہونا چاہئے نہ ضعف مشہور یا بطلان محض
 کہ کوئی جاہل بھی اس کا ادعا نہ کرے گا اور اس جہل و اعتمادی کے یہی معنی اگر خود یا قوت قدر رکھتا ہو آپ پر کلمے ورنہ
 کلام ناقدین کی طرف رجوع کرے ہے اس کے تحت نہ سمجھ لے ایہ انصافاً یہ ممکن نہ صرف کتب طبقہ پر بلکہ ثانیہ ثالثہ
 سب پر ہے کہ جب منشأ اعتلاط صحیح و ضعیف ہے اور وہ سب میں قائم تر ہیں محکم سب پر لازم آفریز دیکھئے کہ
 انہوں نے صاف صاف یہی تصریح کستن ابی داؤد و جامع ترمذی و مسند امام احمد و سنن ابن ماجہ و معنی
 ابو یوسف ابی شیبہ و معنی عبد الرزاق و غیر ہاستن و مسانید کتب طبقہ ثانیہ و ثالثہ کی نسبت بھی فرما ہے جس کی
 نقل امام المشائخ و علامہ عراقی سے افادہ ۲۱ میں گزری۔ یوحیی امام شیخ الاسلام عارف تہذیب و تہذیب و تہذیب و
 امام عراقی نے تحقیق کی، امام حاتم الحنفی کا قول ابی یوسف نے کہ انہوں نے ان سب کتب کو ایک سنگ میں
 خشک فرمایا اب شاید سنگ کی فہم انہوں نے کہ دیکھ کر کستن ابی داؤد و ترمذی و سنن ابی داؤد و جامع تہذیب و تہذیب و تہذیب و
 یہی اعتقاد کرے گا کہ وہ بھی معاذ اللہ محض عمل و بیکار و اصل و ناقابل استناد و اعتبار ہیں و لا حول و لا قوۃ الا
 باللہ العلی العظیم۔ بالکل حق یہ کہ ہمارا اسناد و نظرو انتقاد یا تحقیق لغا و پر ہے نہ فلاں کتاب میں ہونے
 فلاں میں نہ ہونے پر قلم مضرت ہے جب اس عمل پر آفاقین کردہ و کردہ نے خوش فرمایا اس مقام و مرام طبقاً
 حدیث کی تحقیق جزئی و ترقی نہیں نیز ذیل خیرہ نمونے انجیل پر فاسد جوگی کہ اگر یہاں ایراد کرتا ہوں کلام

بیتہ شیعہ منکر گزشتہ

ما لا یقتد تحلیل جدا قال ذہبہ عن الضرر ان
 یظن مالیس بموضوع موقوف عاکس الضرر
 یستدرک الحاکم فامہ یظن مالیس بصحیحہ
 صحیحہ قال ویتعین الاعتناء باستعداد نکات بین
 فان الکلاء فی تساهلہما اعدم الاستطاع بہما
 الا لعالم بالفن لایہ حاجت حدیث الا ویمکن
 ان یکون قد وقع فیہ تساہل (۱۲ مر۱)
 جو اس کا ماہر ہو کیونکہ اس کی کوئی ایسی روایت نہیں ملتی جس میں تساہل نہ ہو ۱۲ مر۱ تہذیب
 علم و فکر انصافاً ہی رہا لہذا مدارج طبقات
 الحدیث ۱۲ مرتبہ نہ تھا بل عند (م)

ہم نے ان دونوں کی ہمارے ہاں کاپیہ ہمارے ہاں طبقات
 الحدیث میں ذکر کیا ہے ۱۲ مر۱ تہذیب

و ابدا مرام سامعے تمامہ اسے توفیق تعالیٰ رسانہ فرود اور بخاؤ تاریخ ہذا راجح طبقات الحدیث
لقب دیا ولہ الصنع فیما للہ ولہ الحمد علی ما علم وحسنی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد
و آلہ و صحبہ و سلمہ۔

اقادہ بست و پنجم کتب موضوعات میں کسی حدیث کا ذکر مطلقاً ضعف کو ہی مستلزم نہیں،
اقول کہ میں کہ بیان احادیث موضوعہ میں تاویف جو میں دو قسم ہیں، ایک وہ جن کے مصنفین نے خاص ارادہ
موضوعات ہی کا التزام کیا جیسے موضوعات ابن الجوزی و باطیل جزوقانی و موسوعات لغاتی ان کتابوں میں کسی حدیث
کا ذکر بلا شبہ یہی ہوتا ہے تاکہ اس مصنف کے نزدیک موضوع ہے جب تک حراۃ فی موضوعیت نہ کر دی ہو یہی
ہی کتابوں کی نسبت یہ خیال کیا ہے کہ موضوع نہ سمجھتے تو کتاب موضوعات میں یوں ذکر کرتے پھر اس سے بھی صرف اتنا
بھی ثابت ہو گا کہ غم مصنف میں موضوع ہے یہ نظر واقع ہم صحت بھی ثابت نہ ہو گا کہ ضعف ذکر سقوط ذکر بطلان
ان سب کتب میں، و دیگر معیار درکنار بہت احادیث حسن و صحاح بھری ہیں اور بعض جہ دلیل کی پر حکم وضع
نگا دیا ہے جسے اندر محققین و نقاد متفقین نے دلائل قاطعہ باطل کر دیا جس کا بیان مقدمہ ابن الصلاح و تقریب امام
نوری و الفیہ امام عراق و فتح الباری امام سیوطی و غیرہ تصانیف میں ہے۔ ہاں اگر درتقریب امام خاتم المفاد سے
قدر سے مفصلہ و دراضی کی تصنیف و دلائل مضبوطہ و القول الحسن فی الذہب جنہ لسنن و امام الشان کے القول المسند
فی الذہب میں مسند احمد و غیرہ سے بنیاد تفصیل واضح و روشن ہوا تو قدیب سے ظاہر کہ ابن الجوزی نے اور تصانیف
درکنار خود صحاح ستہ و مسند امام احمد کی جو آسی حدیثوں کو موضوع کہہ دیا ہیں کی تفصیل یہ ہے، مسند امام احمد صحیح بخاری و غیرہ
برہایت تعاون شکر، صحیح مسلم شریف، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ و مسند احمد جن کا
عہد احمد شہ عربی، سال مقرر محمد باد ضعف و جانت و اندر فیصلہ برکت اس میں،

اولاً طبقات ابد حدیث میں جو ائمہ ابانہ کلام نقل کیا
ثانیاً ایک مسلسل بیان میں اس کی دو تقریر داد کی جس سے کلمہ منظم ہو کہ بہت شبہات کا زائل ہو گیا۔
ثالثاً پھر بہت اباحت رکھ کر مقلد و تقلد ابراہیم میں سے روشنی ہو گیا کہ طبقات ابد کی تجدید نہ جائے نہ مانع
مراقبہ کے کام کی نہ مقلد کو مانع۔

رابعاً اپنی طرف سے ایک عام و شامل نام و کمال متبادل وضع کیا جس سے ہرگز نہ ناقد و غیر ناقد متوسط و عالی
ہر قسم کے آدمی کو حد استناد و طریق احتیاج واضح ہو گیا، آخر میں سے کلمات حماسہ مزید کیا اسی کے ضمن میں صحاح ستہ
و غیرہ کتب حدیث کا مرتبہ اور باہمی تفاوت اور بعض دیگر کتب صحاح کا شمار اور نیز یہ کہ ائمہ و علما میں کن کن کو درجہ تصحیح
احادیث قسماً علی اور کہیں درباب حکم و منع تشدید یا ماطہ حرج رجال میں نفی تھا بیان کیا جو کچھ دعویٰ کیا ہے اسی کا روشنی ثبوت
دیا ہے و قدامت ۱۲۸۰ھ

قصہ صرف ایراد موضوعات واقفہ نہیں بلکہ دوسروں کے حکم وضع کی تحقیق و نتیجہ جیسے لائی امام سید علیؒ نظر تنقید کے لیے اُن
 حدیث کا جمع کر دینا جن پر کسی نے حکم وضع کیا جیسے انہیں کا ذیل اللہ تعالیٰ امام محمد روح جلد موضوعہ میں فرماتے ہیں:
 ابن الجوزی اکثر من آخرہ جامعہ صلیب والحسن
 بلکہ نصیحہ کہانیہ علی ذلک الا نفع الحفاظ
 و مال ما احتلج فی صحیفہ استقاوہ واستفادہ
 وورد الحدیث ثم اعقب بکلامہ ثم انکان متعقباً
 بہت علیہ اذ ملخصاً۔
 اسی جوڑی نے کتاب موضوعات میں بہت ضعیف بلکہ
 حسن بلکہ صحیح حدیثیں روایت کر دی ہیں کہ ائمہ حضرات نے
 اس پر تنبیہ فرمائی حث سے میرے دلی میں تھا کہ اُس
 کا خلاصہ کروں اور اُس کے حکم پر رکھوں تو اب میں حدیث
 ذکر کر کے اسی جوڑی کا کلام نقل کروں گا پھر اس پر جو
 اعتراض ہو گا بتاؤں گا۔

اُس کے ماتر میں فرماتے ہیں:

وا قد اتینا علی حیمہ ما فی کتابہ فحشروع
 الاکن فی النریات علیہ فیمہا ما یقطع موضعه
 و منها ما نص حافظ علی و بعدہ ولی فیہ نصیر
 فا ذکرہ لیطری فیہ۔
 اب کہ ہم تمام موضوعات ابن الجوزی بیان کر چکے تو
 اب اس پر یادیں شروع کریں ان میں کچھ وہ ہیں جن کا
 موضوع ہونا یقینی ہے اور کچھ وہ جنہیں کسی حافظ نے
 موضوع کیا، دیکھ رہے ہیں کہ اس میں کلام ہے تو میں
 اُسے نظر غور کے لیے ذکر کروں گا۔

نظر اب کہ ایسی تصانیف میں حدیث کا ہونا مصنف کے نزدیک بھی اس کی موضوعیت نہ بتائے گا کہ اصل
 کتاب کا موضوع ہی تھا ایراد موضوع نہیں بلکہ اگر کچھ حکم دیا یا سند یا متن پر کلام کیا ہے تو اسے دیکھا جائے گا کہ
 صحت یا حسن یا ثبوت یا صلوح یا ضعف یا سقط یا بطلان کیا سبب سے مستثنیٰ لایصح (پر صحیح نہیں)۔ ت، یا
 "لہ مثبت" (پر ثابت نہیں)۔ ت، یا سند پر جمالت یا انقطاع سے طعن کیا تو غایت و بہر ضعف معلوم ہوا، اور
 اگر "مرفوعہ" کی قیہ زائد کر دی تو صحت مرفوع کا ضعف اور بنظر مقدم مرفوع کا ثبوت مقدم ہوا، وعل بذلتی
 اور کچھ کلام نہ کیا تو امر محتاج نظر و نتیجہ رہے گا کہ کمالی شریکانی کی کتاب موضوعات مستحی پر فراموش ہو گئی اسی قسم ثانی کے
 ہے جو اُس نے خطبہ کتاب میں اس مسئلہ کی تصریح کی کہ میں اس کتاب میں وہ حدیثیں بھی ذکر کروں گا جنہیں موضوع کہنا
 ہرگز صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہیں، بلکہ ضعف بھی ضعیف ہے بلکہ اصلاً ضعف نہیں حسن یا صحیح ہیں کہ اہل تشدد کے کلام پر
 تنبیہ اور اُس کے رد کی طرف اشارہ ہو جائے، عبارت اُس کی یہ ہے:

وقد اذکر ما لا یصح إطلاقاً، وسواء المصنف علیہ
بل عایۃ ما فیہ انہ ضعیف بمرقہ وقد یکون
ضعیفاً طبعاً غفیفاً وقد یکون
علی من ذلك؛ لخاص علی ذکر ما کان هکذا.
التعبیه علی اسہ قد عد ذلك بعض المصنفین
موضوعاً کابن الجوزی فانه تساهل فی
موضوعاتہ حتی ذکر فیها ما هو صحیح مرفوعاً
عن الحسن مرفوعاً عن الضعیف وقد تعقبہ
المیوطی بما فیہ کفایۃ وقد اشرت الی تعقیباتہ

کبھی میں اس کتاب میں دو احادیث ذکر کروں گا جن پر موضوع
کا طلاق درست نہیں بلکہ وہ ضعیف ہوں گی اور بعض
کے ضعف میں بھی غفلت ہوگی بلکہ بعض میں ضعف ہی
نہیں ان کے ذکر کا سبب یہ ہے تاکہ اس بات پر
تنبیہ کی جائے کہ بعض مصنفین نے انہیں موضوع
قرار دیا ہے جیسے ابن جوزی نے اپنی موضوعات
میں تساہل سے کام لیا ہے۔ حتیٰ کہ صحیح
روایات کو موضوعات میں ذکر کیا چ جائیکہ حسن اور ضعیف
ایک ہی کلمہ نے ان کا تلب کیا ہے۔ میں نے بھی ان کے
تعقیبات کی طرف اشارہ کیا ہے (الم دت)

تو متنبیہ کی جائے کہ یہاں مذکور حدیث تعقیب ابراہیم شروکانی کے نزدیک موضوع نہ ہوتی تو کتاب موضوعات میں
میں ذکر کرتا کیسی جہالت فاش ہے۔

تنبیہ ہر چند یہ افادہ ان کا یہ افادات ساتھ سے زیادہ متعلق تمام میں حضرات طائفہ کے زعم
موضوعیت کا ابطال ہوا مگر زانچہ۔ یہی خبر ہے ہی بات سے تو ہر دوسری کسی دن نہ کالام نہ تھا لہذا ان افادات
کے ساتھ فہم کیا کہ واضح ہو کہ ذکر فی الموضوعات مشہور کو بھی مستلزم ہیں جو ایک مسلک پر قبول
انضام میں محض ہو بلکہ حقیقت نفس ذکر ہے ملاحظہ حکم تو مفید مطلق ضعف بھی نہیں کہ دونوں قسم میں صحاح و حسن
مکمل ہو وہیں گما تہیں۔

طیفہ اقول حضرات و یا یہ کے پچھلے متکلم اگر موضوعات شروکانی کو موضوع نہ سمجھے تو کیا مجب
کہ وہ ان کے امام شروکانی کی کج بھی ایسی ہی، نقل و انکالی تھی ہیں نیزہ موضوعات میں عدائے ناہیان کذب کی دو قسمیں
کیں ایک وہ جنہوں نے رواد ضعیفہ و کذابین وغیرہ کے بیان میں تصنیفیں کیں جیسے کامل و میزان وغیرہ یا قسم
جعلوا مصنفاتہم مختصۃ بالاحادیث الموضوعۃ دوسرے وہ جنہوں نے اپنی تصانیف احادیث موضوعہ سے
خاص کیں جیسے ابن جوزی و صفائی وغیرہ یا اسی قسم دوم میں مقاصد حسنہ امام سخاوی لکھ دیان لاکھ وہ بزرگ تصانیف
حسہ افادہ ۲۴ میں شادوی، اللہ کا قول گزارا کہ ابن جوزی موضوعات را مجرد ساخت و سخاوی در مقاصد حسنہ حسان لایزال
از صفات و مناہیر غیر خود، یہیں سے ظاہر کہ مقاصد حسنہ کے مقاصد حسنہ کتب موضوعات سے کہتے چڑھیں ۱۷ منہ دم ۱

مقتصدہ و مفردات سے نہیں بلکہ اس کا مقصد وہی احادیث کا حال بیان کرنا ہے جو زبانوں پر دائر ہیں عام ارباب کو صحیح ہونے یا ضعیف یا باطل یا باطل و لہذا اس میں بہت احادیث کو ذکر کر کے فرماتے ہیں یہ صحیح بخاری میں ہے یہ صحیح مسلم کی ہے یہ صحیحین دونوں کے متفق علیہ ہے۔ پھر مانس نے اس کے ہم کو بھی خیال رکھنا المقاصد الحسنہ فی میان کثیر من الاحادیث المستندة علی الکلمة (مقتصدہ مستند زبانوں پر دائر بہت سی مشہور حدیثوں کے بیان میں۔ ت۔) نہ اس کی آنکھ کھولی کہ دیکھا اس کے پہلے ہی ورق کی چوتھی حدیث ہے حدیث آية الصفاق ثلث متفق علیہ (منافق کی تین علامات ہیں۔ بخاری و مسلم۔ ت۔) وہیں ساتویں حدیث ہے حدیث ابدانہ انفسک مسند فی الزکوة میں صحیح حدیث (اپنے آپ سے ابتدا کرو، اسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں زکوة کے باب میں ذکر کیا ہے۔ ت۔)

مذکورہ کہ انہیں میں تحریر ان بیار لغزاقی بھی ہیں دی بسمان اللہ کہاں تحریر احادیث کتاب کہ تصنیف فی الموضوعات، اسی قسم پر ابو حنیفہ و شافعی سے دعویٰ مساوات و لاحول ولا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم۔ نتیجہ الافادات الحمد للہ کام اپنے ذرۃ اعلیٰ کو پہنچا اور احقاق حق حاصل کیے کہ ان بڑے افادہ و فائدہ ماہ شب چاند کی طرح روشنی کروا کر تفصیل ایسا میں کی حدیثیں اگر متعدد طرق و عمل بل علم سے متوفی نہ بھی ہوں تو انتہا درجہ صیغہ بضعف خیف اور مصالح مانس نے یہ حدیثیں و صحا مقبول و کافی اور ثبوت استنباط عمل کے یہ مضبوط و دائمی ہیں منکرین کی ساری چیزیں مگوئیاں کہ ان کے ابطال و ابہال کے لیے نہیں بعون تعالیٰ اپنی سزا سے کہ دار کو پہنچ گئیں و الحمد للہ رب العالمین، اب پھر دست استعانت قائم توفیق کے ہاتھ میں دیکھئے اور بعنايت النبی و اعانت حضرت رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام غیر المتنبی تحقیق مرام میں اس سے بھی وسیع تر تنزیل کلام اور آفریں ازالہ وار باقی بقیہ اوہام منکرین پیام کیجئے و باللہ التوفیق۔

اقادۃ یسئ و ششم دایسی جڈ اگر سند کسی قابل نہ ہو کہ صرف تجربہ سند کافی ہے، اقول بالعرض اگر ایسی جڈ ضعف سند ایسی ہی حد پر ہو کہ اصفا قابل اعتماد نہ رہے مگر جرات اس میں مذکور ہوئی وہ علا و صلح کے تجربہ میں آپ کے علمائے کرام اس تجربہ ہی کو سند کافی سمجھتے ہیں کہ اگر سند کذب واقعی کو مستلزم نہ تھا، محکم نے بطریق طریقین ہارون بنی مسید ناجہ اللہ بن مسعود و منی افہ قعائے عنہ سے مذاق قلعے حاجت کیجئے

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

ایک ترکیب عجیب مرفوع روایت کی جس کے آخر میں ہے۔

ولا تعدوها السبعا، فانه يدعون بها
یہ قوفوں کو یہ نماز زکھاؤ کو واسطے کے ذریعے سے
جو چاہیں گے مانگ بیٹھیں گے اور قبول ہوگی۔

انتر جرح و تعدیل سے عمر بن ہارون کو سخت شدید الطعن متروک بلکہ مستحب بالکتاب تک کہا۔ امام احمد
امام نسائی و امام ابوعلی نیشاپوری نے فرمایا، متروک الحدیث ہے۔ امام علی بن مدینی و امام دارقطنی نے کہا، سخت
ضعیف ہے۔ صالح جزوه نے کہا، کذاب ہے۔ امام محمد بن معین نے فرمایا، محض لاشی کذاب ضعیف ہے۔
ابن کثیر نے کہا، ضعیف ہے۔ ت، کل ذلك في العيزان (یہ سب میزان میں ہے۔ ت، لا جرم
حافظہ نشان نے تقریب میں فرمایا، متروک و کان حافظاً (یہ متروک ہے اور حافظ تھا۔ ت، ذہبی نے
میزان میں کہا،

كان من اوجبة الصلوة على ضعفه، و كثره
مناكيره و ما اظنه ممن يتعمد الباطل
اس ضعف و کثرت مناکیر کے باوجود وہ علم کا ذخیرہ
تھا اور میں گمان نہیں کرتا کہ کوئی باطل کا رواد
کرے اس وقت

تذكرة المحققين آخر کہا، دہریہ بی ضعفہ (اس کے ضعف میں کوئی شک نہیں۔ ت،
امام ابن کثیر حافظ عبد العظیم زکی مندرجی نے کتاب الترغیب میں یہ حدیث بروایت حکم نقل کر کے عمر بن ہارون
کے متروک و مستحب ہونے سے اسے ملوث کیا،

حدیث قال قد قهره به عمر بن هارون البلخي و
جہاں کہا کہ اس کے بیان کرنے میں عمر بن ہارون کو تنقید

عنه في الترغيب في صلاة الحاجة ۴۴۴، (ترغیب میں نماز حاجت کے تحت اس کو بیان کیا ہے۔ ت)

۲۲۸/۱	مطبوعہ مصطفیٰ ایبائی مصر	۱۰	۶۲۳۴	ترجمہ	۲۲۸/۲
۲۲۸/۲	مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ لصاحبہ الحاج دافقی شیخ م	۱۰	۶۲۳۴	ترجمہ	۲۲۸/۲
۱۹۲	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	۱۰	۶۲۳۴	ترجمہ	۲۲۹/۱
۲۲۹/۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	۱۰	۶۲۳۴	ترجمہ	۳۱۲/۱
۳۱۲/۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت	۱۰	۶۲۳۴	ترجمہ	۳۱۲/۱

وهو متروك متهم اشئ عليه ابن مھدی
وحدہ میا علمتہ اھ قلت بل اختلف الروایۃ
عن ابن مھدی ایضا فقال فی السیوان قال

اور وہ متروک و متهم ہے میرے علم کے مطابق ابن مھدی
نے فقط سے بہتر قرار دیا ہے اھ قلت (میں کتاب میں)
کہ ابن مھدی سے بھی روایت مختلف ہے، نیز ان میں سے

عہ اقول هذا عجیب من مثل العاصم مع
قول نفسه فی خاتمة الكتاب ضعفه الجمهور
وثقت قتیبة وغيره اھ فی تذکرة الحفاظ من الاہل
عن ابی خسان عن بہترین اسد انہ قال اری عیسیٰ
بن سعید حمیدہ قال وساق الخطیب ہا سنداً
عن ابی عامر انہ ذکر عمر بن ہارون فقال
عمر عندنا حسن اخذ الحديث من ابن المبارک
وقال المرزوقی سئل ابو حمید اللہ عن عمر بن
ہارون فقال ما اقدر ان اتبع عیسیٰ بشی
کتبت حنہ کثیراً فحیل لہ قد کانت لہ قتیبة
مع ابن مھدی فقال بلقی، ہ کان یحصل
عیسیٰ وقال احمد بن میا وکان کثیر السماع
کان قتیبة بطریقہ ووثقہ اکثر ثم ذکر تکزبہ
وترکہ وجرعہ عن ابی معین و آخرت شہ
قال قلت لاسیب فی ضعفہ وکان لہا حافظا فی
حروف القسرات مات سنة اربعین وتسعین
ثلث مائۃ ۱۲ھ (مر)

اقول ما قد عیہ دکن پر تعجب ہے کہ خود
انہوں نے خاتمہ کتاب میں کہا کہ اسے جمہور نے ضعیف
کہا اور قتیبہ و غیر نے اسکی توثیق کی اھ اور تذکرۃ الحفاظ میں
از اباد از ابن قساق از بہترین اسد ہے وہ کہتے ہیں
میں نے عیسیٰ بن سعید کو دیکھا وہ ان پر حمید کہتے تھے کہا
اور خطیب اپنی سند سے ابو عاصم سے روایت کرتے ہیں
کہ انہوں نے عمر بن ہارون کا ذکر کیا تو کہا کہ عمر ہمارے
نزدیک حدیث اخذ کرتے ہیں ابی المبارک سے احسن ہے
اور مرزوقی نے کہا ابو حمید اللہ سے عمر بن ہارون کے تعلق
پر پوچھا گیا تو کہا میں ان کے ہا سے میں کوئی شئی کہنے کی
طاقت نہیں رکھتا میں نے ان سے بہت روایات
لکھی ہیں ان سے کہا گیا کہ ان کا ابن مھدی کے ساتھ
فلان معاملہ ہے، تو انہوں نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے
کہ وہ اس پر حملہ کرتا تھا، اور احمد بن سبار نے کہا
کہ وہ کثیر السماع تھا، قتیبہ اسکی تصریحت و توثیق
کرتا تھا، پھر اسکی تکزیب، ترک اور جرح
ابن معین و غیر ہم سے ذکر کرتے کے بعد کہا میں کہتا ہوں
اس کے ضعف میں کوئی شک نہیں، اور وہ قراءات حروف میں امام و حافظ تھے ان کا وصال ۳۹۲ھ میں

ہوا ۱۲ھ منہ (مت)

بایں میں موضوع بحث ذکر کر کے فرماتے ہیں،

ومشى على هذا في الخلاصة القدسية فانه ذكر
هذه الصلوة للحاجة على هذا الوجه من الصلوة
المستحبة۔
مادی قدسی میں اسی پر عمل کیا کہ انہوں نے حاجت کیلئے
اس ترکیب کو مستحب نمازوں میں ذکر
فرمایا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے امام اہل سیدی شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی قدس سرہ المشرعین کا ارشاد لطیف
افادہ ۵۱ میں گرا کہ میں نے صحبت حدیث کو اس جوان کی صحبت کشف سے پہچانا یعنی جب اس نے کشف سے
معلوم ہوا کہ حدیث میں جو وعدہ آیا تھا ٹھیکہ ترا معلوم ہوا کہ حدیث صحیح ہے اب صدر رسالہ میں امام سخاوی کے
نقول دیکھ لیجئے کہ اس تعیل ایہا میں کے لکھنے پر یہ علامہ صلا سے منقول ہوئے ہیں لاہرم علامہ طاہر فتنی نے فرمایا
دو ہی تعبیر ذلک عن کثیرین اس کا ترجمہ بہت سے لوگوں سے روایت کیا گیا، تو عزیزو! اگر بغرض غلط
مسند کسی قابل ذکر تہم ترجمہ ہوا کہ سند کافی جاتو۔

افادہ بیست و ہفتم (بافرض اگر کتب حدیث میں اصل پتا نہ ہوتا، ہم ایسی حدیث کا بعض کلمات ملا
میں بلا سند ذکر نہ کرنا ہی میں ہے) اقول بھلا یاں تو طرق مسندہ یا سانیہ متعدد کتب حدیث میں موجود
ہماریے کو ام تو ایسی جگہ صرف کلمات سے علماء میں اس سند نہ کر رہا ہی نہ لایا جکتے ہیں اگرچہ جگہ راہبہ وغیرہ

عنہ هو أخر حديث من باب الصلاة في الموضوعات
قال المصنف موصوع المصنف هارون كذاب
قال خاتم الحفاظ عمودك له المصنف مذ
وابن ماجه وقال في الميزان كان من اوجيه
العلم الي أخر ما قلنا قال ووجدت
لحديث طريقا أخر ذكر ما استد ابن عساكو
عن ابى هريرة مرضى الله تعالى عنه نحوه و
سكت عليه خاتم الحفظ والله تعالى اعلم
۱۲ منہ (ہ)
بلاذکباب میں موضوعات میں یہ آخری حدیث ہے ترجمہ
کرنے والے نے کہا یہ موضوع ہے عربی دارون کذاب
ہے، خاتم الحفاظ نے کہا عربی ترجمہ دارون ماجہ
نے روایت کی ہے، المیزان میں کان من اوجیہ، علم
الی آخر ما قلنا (۱) وہ مسلم کا ترجمہ تھا آخر
تک جو جگہ ہم نے نقل کی کہا اور کہا کہ اس حدیث کی ایک روایت
میں نے دیکھی ہے پھر وہ سند ذکر کی جو ابن عساکو نے منقرو
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کی ہے
اس پر خاتم الحفاظ نے سکوت کیا ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

کسی جگہ حدیث میں اس کا نام نہ ملتا ہے نہ جو، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال اقدس کے بعد امیر المؤمنین عقیل رقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور والا کو نہ کر کے باقی امت والی یاد رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ کہہ کر حضور کے فضائل بیحد و شامل جملہ عرض کرنا۔ یہ حدیث امام ابو محمد عبد اللہ بن علی ثمالی اندلسی دمشقی نے کہ پانچویں صدی کے علماء سے تھے ۶۶۶ھ میں انتہائی کیا اپنی کتاب اقباس الاوار والقباس لا زہار اور جو عبد اللہ محمد ابن الحجاج جندی کی مالکی نے کہ آٹھویں صدی کے فضلا سے تھے ۷۳۷ھ میں وصال ہوا اپنی کتاب نہ نقل میں ذکر کی وہ دونوں نے محض جو سند انہما کرام و علماء اعلام نے اس کا نام اس کا پتہ نہ پایا کتب حدیث میں اصل نہ ملتی ہے مگر از انجا کہ مقام مقام فضائل تھا اسی قدر کو کافی سمجھا۔ تاہم انہوں نے وہ اس وقت فرق مراتب تا شناسوں کی طرح طبقہ راہد میں مونا در کردار اصل کسی طبقہ میں نہ پونجی انہیں اُس کے ذکر و قبول سے منع کیا بلکہ اس سے استناد فرمایا علامہ ابوالعباس قصار نے اسے شرح قصیدہ بردہ شریف میں ذکر کیا اور انھیں بیست علی کا جواب دیا، پھر امام علاء الدین سیوطی نے اسے اسباب لدنیہ میں بصدفہ جزم ذکر کیا، اسی شرح قصارہ نہ نقل کی سند دی، اسی اسباب شریف و نسیم الریاض علاء الدین شہاب تغابی مصری و دارق قنبرہ شیعہ متقی مجدد الحق محدث دہلوی وغیرہ میں علماء کرام نے اس حدیث کو زبردستی آیہ کریمہ لا اقم بعدہ ابداً و انت حد بعدہ جسد میں کسی قسم کی تردیدوں اور سند محبوب۔ تو اس میں علاء الدین سیوطی نے جس میں رب العزت جل و علا نے شہر مصلی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم یاد فرمائی ہے عمل استناد میں ذکر کیا کہ قرآن عظیم نے حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک کی ہر قسم کھائی کہ بعد از انھما نقلی منکر تھم بعدہ جسد (تیری جان کی قسم یہ کافر اپنے نفس میں بہک رہے ہیں) اور حضور کے شہر کہ معتقد کی بھی قسم کھائی کہ لا اقم بعدہ ابداً مگر اس قسم میں اس قسم سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تسلیم ہے جس طرح امیر المؤمنین عقیل رقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرف اشارہ کیا کہ عرض کرتے ہیں میرے ماں باپ حضور پر قربان یا رسول اللہ اللہ عزوجل کے نزدیک حضور کا مرتبہ اس حد کہ پہنچا کہ حضور کے خاک پاکی قسم یاد فرمائی لا اقم بعدہ ابداً و انت حد بعدہ جسد کی و کثا جہارت یہ ہے۔

ملکہ لقصص الاول من لقصص العاشر (۱۲) دسویں قصہ کی پہلی فصل میں دیکھو (د) عکس الفصل الرابع من ابواب الاول (۱) باب اول کی چوتھی فصل میں دیکھو۔ (د)

ملک فیہ الریاض شرح شفا باب اول الفصل الرابع فی قصہ کفائی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۹۶/۱
ملک القرآن ۲/۹ ملک القرآن ۱۵/۴۲ ملک القرآن ۱/۹۰

قد قالوا ان هذا القسم ادخل في تعظيم صلواته
 تعالى عليه وسلم من القسم بذا الله و
 بحياته كما اشار اليه عمر رضي الله تعالى
 عنه بقوله يا ايها انت وامي يا رسول الله قد
 بلغت من التقضية حذو ان اقسم بتراب
 قد ميك فقال لا اقسم بهذا البلد
 مبارک قد مر کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا ہے ، لا اقسم بهذا البلد (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں، دت)

مواہب میں ہے :
 علی حین حال هذا متضمن للقسم ببلد
 رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا يخفى
 ما فيه من ثريادة التعظيم وقد روي ان
 عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه
 قال ينبغي صلى الله تعالى عليه وسلم
 باي انت وامي يا رسول الله لقد بلغت
 من فضيلتك حذو ان اقسم بحياتك دون
 ما اولا نبيا ، ولقد بلغ من فضيلتك حذو
 ان قسم بتراب قد ميك فقال لا اقسم
 بهذا البلد

بر مال میں یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر کی قسم کو
 متضمن ہے اور اس قسم میں جو عظمت مرتبہ ہے وہ
 مخفی نہیں ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
 منقول ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا ، یا رسول اللہ !
 میرے ماں باپ آپ پر خدا ہوں آپ کی فضیلت
 اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنی ہے کہ آپ کی حیات مبارکہ
 کی ہی اس نے قسم اٹھائی ہے کہ دستر انبیاء کی اور آپ کی عظمت
 مرتبت اس کے ہاں اتنی عظیم ہے کہ اس نے
 لا اقسم بهذا البلد کے ذریعے آپ کے مبارک
 قدموں کی خاک کی قسم اٹھائی ہے۔ (دت)

عنه المقصد اساس النزع ، الخامس لفصل الخامس ۱۲ منہ (م) و سوس مقدمہ کی نزع خامس سے پانچویں فصل
 دیکھو ۱۲ منہ (دت)

مفسر اریاض شریع شفا باب اول الفصل الرابع فی قیمة تعالیٰ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۹۹/۱
 ملاحظہ ہوایب اللہ تعالیٰ شرح الزکات فی الفصل الثانی من النزع الخامس المطبوعہ عامہ مصر ۲۰۰/۶

دارج میں اسے نقل کر کے فرمایا،

یعنی سوگند خوردن جگہ کہ عبارت است کہ از جینے کہ
ہے ہر میکند، آنرا (پاسے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) سوگند بخاک پاسے خوردن ست ۱۰ و ایں
لفظ در ظاهر نظر سخت سے در آید، نسبت بیکاب
عزت چوں گویند کہ سوگند خوردن بخاک پاسے حضرت راست
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و نظر بحقیقت معنی صاف
پاک ست کہ بخاک سے بران نہ، و تحقیق ایں سخن آنست
کہ سوگند خوردن حضرت رب العزت جل جلالہ بجز یہ
غیر ذات و صفات خود برائے اظہار شرف و فضیلت
و تمیز آن چیز ست نزد مردم و نسبت بایشان بجا نہ
کہ آن امر سے عظیم و شریفی است نہ آنکہ اعظمت
نسبت بوسے تعالیٰ الا

یعنی شہر کی قسم کھانے سے مراد وہی ہے کہ اس کے
خاک پاک قسم اٹھائی ہے کہ اگر شہر سے مراد وہ زمین اور
جگہ ہے جہاں حضور پاؤں رکھ کر چلتے ہیں، بعد ہر یہ
افاضل سخت معلوم ہوتے ہیں کہ باری تعالیٰ حضور کے
خاک پاک قسم اٹھائے، لیکن اگر اس کی حقیقت
کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی پوشیدگی و غبار نہیں
وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ جب اپنی ذات و صفات کے
علاوہ کسی شے کی قسم اٹھاتا ہے تو وہ اس لیے نہیں
ہوئی کہ وہ شے (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ سے عظیم ہو بلکہ حکمت
یہ ہوتی ہے کہ اس چیز کو وہ شرف و عظمت نصیب
ہو جائے جس کی وجہ سے عام لوگوں پر اس کا اختیار قائم
ہو اور لوگ شمس کریں کہ یہ شے نسبت دوسری چیزوں کے
نمایع عظیم ہے کہ وہ معاذ اللہ نسبت اللہ تعالیٰ کے عظیم ہے

میں ایک اسی حدیث ہے سند کو کیا ذکر کرنا کہ اس کی قاعدہ نظیر کتب علماء میں موجود ہیں زیادہ جاننے والے بچے
یہ پچھلے زمانے کے بڑے محدث شہ ولی اللہ صاحب بھی جابجا اپنی تصانیف میں ایسی کتب کی حدیثوں سے
سند لاتے ہیں جو نہ کسی طبقہ حدیث میں داخل نہ ان میں سند کا نام و نشان، قرۃ العینین میں روایات
ذکرہ تاریخ یا قمی و روضۃ الانبا جاب و شواہد القبرۃ مروا کا باقی قدس سرہ السامی سے استناد درج ہو،
مثلاً لکھا،

۱۱۱ تصانف شیخین بصفات کاملہ تالیف کیسی بطریق شیخین (صدیق و فاروق) صفات کاملہ مشہورہ

حصہ قسم اول باب سوم فصول دوم ۱۲ منہ (م)

لے مدارج النبوة وصل مناقب جلیلہ مطبوعہ فوریر رضویہ سکھر ۶۵/۱

نوٹ، مدارج النبوة مطبوعہ فوریر رضویہ سکھر کے نسخہ میں نہ کثیرہ عبارت ہیں یہ غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ
اتنی عبارت اس نسخے میں کسی وجہ سے رہ گئی اورا محضرت کی عبارت میں جو اضافہ ہے وہ درست ہے۔ تیز راوی
سے قرۃ العینین فی تفضیل شیخین تصانف شیخین بصفات کاملہ از مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ لاہور ص ۹۲

میں بڑے کاروبار چاہئے تو محسوس ہوگا کہ انبیاء کی خلافت کا کام ان سے بہتر نبی یا نہیں پاسکتا کیونکہ یہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو دو مملکت کی طرف بہت ہی زیادہ توجہ دیتے تھے ان میں سے ایک تعلیم علم ہے اور فاروقی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے میں کھڑے ہو کر دیکھے اور نہایت ہی محنت و کوشش کے ساتھ کتاب و سنت، اجماع و قیاس کی ترتیب کو قائم فرما کر تحریک کے تمام راستے بند کر دیے، چنانچہ تمام صحابہ نے اس بات کا گواہی دی ہے کہ وہ اپنے دور میں سب سے زیادہ عالم تھے۔

دوسرا معاملہ جہاد کا تھا اور فاروقی اعظم نے معاملہ کو اس طرح نبھایا کہ اس سے بہتر تصور نہیں کیا جاسکتا یاغی لکھتے ہیں کہ مسیحیوں میں دھنسی فتح ہو گیا اور

دو وقت، لاچار ہیں ہے کہ فاروقی اعظم نے دو برس (۱۰۳۶) شریعت مضامینات فتح ہوئے چار ہزار (۴۰۰۰) مساجد کی تعمیر ہوئی، چار ہزار (۳۰۰۰) کتب خانے تیار کیے گئے، ایک ہزار نو سو (۱۶۰۰) منبر تیار ہوئے اور بالانتقام۔ (د ت)۔

یونہی تفسیر عزیزی وغیرہ تصانیف مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب میں ایسے بہت اسناد و طبع کے اس کا گناہ ہی کیا تھا مجھے تو یہاں یہ نص قاریوں باہر سنانا ہے کہ حدیث مذکورہ فاروقی باقی است و امی یا رسول اللہ کا ایک پانچواں نام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی شفا شریف میں یونہی بلا سند ذکر فرمایا اس پر امام غفرلہ اعجاز جلالی رحمۃ اللہ والیہ سیوطی نے مثالی الصفائی تحریک احادیث الشفا پھر ان کے حوالے سے علامہ خضائی نے تفسیر میں

حدیث احادیث افضل السابغ من ابواب الاول (۱۲۸۵ م)

۱۳۰	ص	ملفوظات امین المکتبۃ الاسلامیہ لاہور	تاریخ فاروقی اعظم رضی اللہ عنہ	مطبوعہ المکتبۃ الاسلامیہ لاہور	ص	۱۳۰
۱۳۱	ص	"	"	"	ص	۱۳۱
۱۳۲	ص	"	"	"	ص	۱۳۲

بہتر از عالمی و سے تصور نگہ و وزیر کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہر چیز مشغول بودند یکے تعلیم علم و فاروقی اعظم مسائل را تفحص کرد و ترتیب کتاب و سنت و اجماع و قیاس آورد و بعد ازیں تعریف نمود چنانکہ معانی صحابہ ہر گواہی دادند کہ شرف اعظم زمان خود است دیگر جہاد کفار و فاروقی فعل اجماع جہاد پر بھی نو کہ خوب تر از اہل صورت نگیرد و قیاسی ایادھی فی السنة الرابعة عشر مہجرت و مشیۃ در روضۃ الاجاب مذکور است کہ در زمان خلافت دو ہزار و سی و شش شہر با توابع و لواحق آں فتح شدہ چار ہزار مسجد ساختہ گشت و چار ہزار کتب خانہ تیار گردید و یک ہزار و نہ صد منبر بنا کر دندہ بالانتقام۔

دو وقت، لاچار ہیں ہے کہ فاروقی اعظم نے دو برس (۱۰۳۶) شریعت مضامینات فتح ہوئے چار ہزار (۴۰۰۰) مساجد کی تعمیر ہوئی، چار ہزار (۳۰۰۰) کتب خانے تیار کیے گئے، ایک ہزار نو سو (۱۶۰۰) منبر تیار ہوئے اور بالانتقام۔ (د ت)۔

یونہی تفسیر عزیزی وغیرہ تصانیف مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب میں ایسے بہت اسناد و طبع کے اس کا گناہ ہی کیا تھا مجھے تو یہاں یہ نص قاریوں باہر سنانا ہے کہ حدیث مذکورہ فاروقی باقی است و امی یا رسول اللہ کا ایک پانچواں نام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی شفا شریف میں یونہی بلا سند ذکر فرمایا اس پر امام غفرلہ اعجاز جلالی رحمۃ اللہ والیہ سیوطی نے مثالی الصفائی تحریک احادیث الشفا پھر ان کے حوالے سے علامہ خضائی نے تفسیر میں

ارشاد کیا،

لم اجده فی شی من کتب الا ترک صاحب اقتباس
الاوقار وابن الحجاج فی مدخله ذکرہ فی ضمن
حدیث طویل وکفی بذلک سند الضلہ فانہ لیس
سایتعلق بالاحکام

میں نے یہ حدیث کسی کتاب حدیث میں نہ پائی، مگر
صاحب اقتباس الاوقار اور ابن الحجاج نے بدل
میں ایک حدیث طویل اسے ذکر کیا، ایسی حدیث کو
اتنی ہی سند بہت ہے کہ وہ کچھ احکام سے تو
متعلق نہیں۔ (د)

فقیر بھی یہ قدیر جبل و ملائزل پر تنزل کر کے روشن تر سے روشنی تر کلام کرے مگر حضرات منکرین کی
آنکھیں خدا ہی کھولے۔
افادہ بست و ہشتم (حدیث اگر مفعول ہی جو تو تا ہم اس نفل کی مانند نہ ہیں، اقول اچھا
سب جانے دیکھے اپنی خاطر فوراً تنزل لیجئے بالغرض حدیث موضوع و باطل ہی جو تا ہم موضوعیت حدیث عدم حدیث ہے
نہ حدیث عدم اس کا اصل صرف اتنا ہوگا کہ اس بارہ میں کچھ وارد نہ ہوا نہ یہ کہ انکار وضع وارد ہوا، اب اصل نفل کو
دیکھ جائے گا اگر تو بعد شرح ممانعت برآئیں مفعول ہوگا ورنہ امامت اصل پر سے گادار بنیت حسن و مستحسن
ہو جائے گا۔

کما هو شأن الباحات جميعا كما نص عليه في
محس قل في الاشياء من لقعدة الاول اما
المباحات فاما تختلف بعضها باعتبار ما تضمنه
لاجله لا ومنها مقدر في اوائل كتاب رد المحتار
وفيه ايضا صحت كتاب الاضحية في صفة
الحقيقة وان قلنا انها مباحة لكن يقصد
الشكر تصير رقية فان الغنية تصير العاديات
عبادات واما المباحات طاعات اه و كلام الاغواض
متر في الانادة الحادية والعشرين ۱۲ من (د)

جیسا کہ تمام مباحات کا معاملہ ہے جیسا کہ اس پر اشباہ
اشباہ میں قاعدہ اولیٰ میں ہے کہ مباحات صفت کے
اختلاف سے مختلف ہو جاتے ہیں اس اعتبار کے ساتھ
حرکات و کلام کیا گیا ہو اور اس عبارت کو رد المحتار کی کتاب
الانکاح کے اوائل میں نقل کیا گیا ہے، رد المحتار کی کتاب
الاحتمیہ میں بھی عقیدہ کے مسئلہ کے متعلق ہے کہ ہم
کہتے ہیں کہ اگرچہ مباح ہے لیکن شکر کے ارادہ سے جماد
بن جلد ہے کیونکہ نیت علوت کو جمادات میں اور مباحات
کو جمادات و غیرہ برادری میں بدل دیتی ہے اھ اور
الموضوع المحلوم کلام الکتوبی افادہ میں گزریا جگہ ۱۲ من (د)

تسمیر الریاض شرح اشعار باب اول الفصل السابع فیما اجترأہ تعالیٰ (د) مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۳۸/۱
لکھ اشباہ و اشعار بیان دخول الغنیۃ فی المباحات (د) مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۳۴/۱
رد المحتار کتاب الاحتمیہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۲۰۸/۵

الاشیاء ورد الصحة واداءها في العلوم وغيرها
من مصنفات الامصار۔

و رد المحتار اور انوار العلوم اور بی جیسی دیگر معتد
کتب میں تصریح کی ہے (ت)
حدیث کے موضوع ہونے سے فعل کیوں منوع ہونے لگا موضوع خود یا عمل و بدلہ اثر ہے یا نہی و نہی
کا پر ازاجرم علامہ سیدی امجد علی عسکری حاشیہ در مختار میں بر قول زلی و اما الموضوع فلا يجوز العمل به
بہائی فرماتے ہیں،

ای حدیث کا محال القواعد التشريعية و اما لو كان
داخل في اصيل عام فلا مانع منه لا ليجعله
حدیثا بل لدخوله تحت الاصيل العام۔
و غل ہے ترا اگر حدیث موضوع ہو فعل سے حاجت نہیں ہو سکتی نہ اس لیے کہ موضوع کو حدیث ٹھہرائیں بلکہ اس لیے
کہ وہ قادمہ کثیر کے نیچے داخل ہے۔

اقول فقد اذنا رحمه الله تعالى
بتعليله ان المراد حوار العمل ما في موضوع
لا لكونه ف موضوع و مستحق عید
تحقیق المقاصد جو حق الملك الصلاحة ما تقرر۔

یہ ضابطہ یہاں فرمادیا کہ مراد یہ ہے کہ موضوع حدیث
کے موضوع میں جز شرعی کا لفظ کے موافق ہے اس پر عمل
ہے نہ کہ موضوع حدیث پر عمل ہے، فقہ ربہم اللہ تعالیٰ کی
توفیق سے اس پر تفصیلی بحث کریں گے پس آپ انتہا کریں^{۱۳}
یہ تو تصریح کی گئی تھی اب جو نیات پر نظر کیجئے تو وہ بھی باطل نہ اشدات ہوا زد سے رہے ہیں جس سے کلمات علماء کرام
حرف اللہ تعالیٰ نے زمرہم کی خدمت کی وہ جانتا ہے کہ درود و موضوعات و باطل ان کے نزدیک موجب منع فعل
نہ تھا بلکہ باوصفت انہما و شیخ بطلان حدیث اجمازت افعال کی تصریح فرماتے ہیں بنظر مختار چند امثلہ
پر اقتصار۔

(۱) امام سخاوی مقاصد میں فرماتے ہیں،

حدیث لبس العرقۃ الصوفیة و کون المحسن
البصری لبسها من علی قال ابنت دحیة و

خرق پوشی صوفیہ کرام کی حدیث احمدیہ کہ حضرت حسن بصری
قدس سرہ السری نے امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ

ابن الصلاح رحمہ اللہ باطل و کذاب شیخ تھا، اسے
 یس فی شئ من طریقہ مایثبت ولو یروی فی خبر
 صحیحہ ولا حسن ولا صحیفہ ان التبیح علی
 اللہ تعالیٰ علیہ وسلم البس الخرقۃ علی الصورة
 المتعارفة بین الصوفیۃ لاحد من اصحابہ
 ولا امر احدا من اصحابہ بفعل ذلک وکل ما
 یروی فی ذلک صریحا باطل، ثم انت ائمة
 الحدیث لم یثبتوا الحسن من علی سماعا فصلا
 عن ان یلبس الخرقۃ ولو یقر شیخا بهذا
 بل سبقہ الیہ جماعة حتی من لبس البسما
 کاند میا ط و المدھی و الهکاری و ابی حیان
 و العلانی و مغنی فی الفرق و امت المخلص
 و لابن اسامی و الجہان العبدی، ابن حجر الدین
 ہدایہ الباسی ایاہا لجماعة من اعیان
 المتصوفة امتثالاً لآمرہم فی بذلک حتی
 تجاء الکعبة المشرفة تبرکاً بذكر الصالحین
 واقفاء لمن اثبتہ من الحفاظ المعقودین
 تلخیص۔

وجہ الکفر سے فرق پنا امام ابن دیرہ امام ابن الصلاح
 نے فرمایا باطل ہے، ایسا ہی ہمارے استاد امام
 ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ اس کی کوئی سند نہ بت
 نہیں کر کسی خبر صحیحہ حسنہ ضعیفہ میں آیا کہ متفقہ
 اقدس علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس صورت معمولہ
 صوفیہ کرام پر کسی کو فرقہ پنا یا یا اس کا حکم فرمایا جو کچھ
 اسی بارہ میں صریح روایت کیا جاتا ہے سب موضوع
 ہے پھر اگر حدیث تو حضرت حسن کا حضرت موسیٰ سے
 حدیث سننا بھی ثابت نہیں کرتے فرقہ پنا تا تو
 بڑی بات ہے اور یہ بات کچھ ہمارے شیخ ہی نے
 نہ فرمائی بلکہ اُس سے پہلے ایک جماعت ائمہ محمدیہ
 ایسا ہی فرمایا کہ یہاں تک کہ وہ اکابر جنہوں نے خود
 پنا پنا یہ جیسے نام و میا علی امام زکی امام شیخ الاسلام
 حسینہ نا بکار امام ابو حیان امام طار الدین علانی
 امام مطلق امام عراقی امام ابن طہس امام ابن اسامی
 امام برہان علی امام ابن ناصر الدین دمشقی یہ بزرگوار
 نے خود ایک جماعت متصوفین کو فرقہ پنا یا کہ
 مشائخ کرام نے مجہولانہ فرمایا تھا یہاں تک کہ خاص

کعبہ منکر کے سامنے پنا یا ذکر اولیائے کرام سے برکت لینا اور مقام معنیہ کی پروردگار سے ثابت کر گئے۔ دت۔
 رتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، دیکھو یہ جماعت کثیرہ ائمہ دین و عمل شریعت میں بزرگوار امامان فرقہ کو باطل محض جانتے
 پھر بھی فرقہ پہننے پنا تے اور اسے باعث برکات مانتے۔

تتبعہ یہ انکار محمدیہ اپنے بیٹے علم پر ہے اور وہ اس میں معذور و مگر حق اثبات سماع ہے معقین نے اُسے
 بسند صحیح ثابت کیا امام قائم الحقا و ہلال سید ولی نے خاص اس باب میں رسالہ اتحاد الفرقہ تألیف فرمایا اُس میں

مرتبہ

اشیہ جاعة وهو الرأجو عندی لوجوه وقد
رجعه الصالح ففضلاء الدین المقدس فی
المحاضرة وتبعه الصالحون حجت
المراد الصالحون. تخصیص نیزہ میں ترجیح دی اور امام اشکانی ابن حجر عسقلانی نے اطراف مختارہ میں ان کی تبعیت کرتے ہوئے
پھر وہاں کی ترجیح لکھ کر فرماتے ہیں، امام ابن حجر نے فرمایا، مسند ابی یعلیٰ میں ایک حدیث ہے کہ،

حدثنا جومیر بن اشوس قال اخبرنا عقبه
بن ابی العصباء الباهلی قال سمعت الحسن
يقول سمعت عليا يقول قال رسول الله
صلى الله تعالى عليه وسلم مثل احمي
مثل المظفر المحدث

ہمارے شیخ الشیخ محمد بن حسن بن صیرفی نے فرمایا یہ حدیث نص صریح ہے کہ حسن کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سمایا خاص
ہے اس کے رہائی سب ثقات ہیں بریہ کہ ابن بات اور عقبہ کو امام احمد و یحییٰ بن عیینہ نے ثقہ کہا انتہی۔
اقول یہ تو بطور محشین ثبوت صریح و صحیح ہے اہل حضرات صوفیہ کرام کی نقل متواتر تو بموجب علم قطعی و یقینی
ہے جس کے بعد صریح سماع و عبس غرقہ میں اصلاً حمل سخن نہیں و نہ الحمد۔

(۲) مدار طبرستانی آخر مجمع بحار انوار میں فرماتے ہیں،

من شتم الورود ولم يصل على فقد جفا في حق باطل
وكذب وكذا من شتم الورود الاحمر او فقد كذب
في شأن الصلوة على النبي صلى الله تعالى

عن العتقی یکتب علی ما یرید من عند نفسه
فلعلها من قول زیادۃ ۱۲ منہ (مر)

الحادی للفتاوی رسالہ اشخاص الفرقہ
دار الفکر بیروت ۱۰۲/۲
۱۰۳/۲

اس باب میں اپنے شیخ حضرت شیخ علی متقی مکی قدس سرہ لکھی کو لکھا کہ خوشبو سونگھتے وقت درود پاک کی کچھ اصل ہے انہوں نے ہمارے استاد امام ابن حجر کی رقم اندھا کسی اور عالم کے حوالے سے جو بہ تحریر فرمایا کہ ایسے وقت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی کچھ اصل نہیں تاہم ہمارے نزدیک اس میں کوئی گراہت بھی نہیں اور مطلقاً۔

پھر امام مذکور بعد اس تحقیق کے کہ اس وقت غافلانہ بیعت نہایت ثواب و درود نہ پڑھنا چاہئے ارشاد فرماتے ہیں، ہاں خوشبو لینے یا سونگھتے وقت متنبہ ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے دوست رکھتے اور بشارت استعمال فرماتے تھے اس ضمن میں عظیم کرنا و کر کے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے کہ حضور کی عظمت اور مقام مستند پر حضور کا یہ حق ہونا اس کے دل میں چاکر جب حضور کے آثار شریف یا ان پر دلالت کوئے والی کوئی چیز دیکھیں تو ضایات تعلیم کی آنکھ سے غصہ اٹھ کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور کریں تو ایسے وقت میں حرمت چھوڑ کر بہت کیسی اس نے تو وہ کام کیا جس پر ثواب کثیر و فضل جمیل پائے گا کہ زیارت ہے آثار شریفہ کے وقت درود پڑھنا مسلمان نے مستحب رکھا ہے اور شک نہیں کہ جس نے خوشبو سونگھتے وقت یہ تصور کیا وہ گویا سنی بعض آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے تو اُسے اس وقت حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام کی کثرت سنت ہے اور مختصراً۔

عليه وسلم عند الطيب شيخنا الشيبه
على المتقى قدس سره هل له اصل فكتب
الجواب عن شيخنا الشيبه ابن حجر قدس سره
او غيره بما نصه اما الصلاة على النبي صلى الله تعالى
عليه وسلم عند ذلك ونحوه فلا اصل له لا في
في ذلك فلا كراهة عندنا ولا عند خصما.

اما من استيقظ عند اخذ الطيب او شمه الف
ما كان عليه صلى الله تعالى عليه وسلم من
محبتة للطيب واكثر ما فيه فتذكر ذلك الحق
العظيم فضلى عليه صلى الله تعالى عليه وسلم
حينئذ لب وقرى قلبه من حلاوته واستحقاقه
على حقل امته ان يذخره بعين مهابة الاجلال
بعد رؤية شئ من آثاره او ما يدل عليها فهذا
لا كراهة في حقه فضلا عن العزيمة بل هو ات
بما فيه اكمل الثواب المحرر والفضل الجميل
وقد استحبها العلماء لمن رأى شيا من آثاره
صلى الله تعالى عليه وسلم ولا شك ان من
استحضر ما ذكرته عند شمه الطيب يكون
كالرأى شئ من آثاره الشريفة في المعنى
فليس له الاكثار من الصلاة والسلام عليه
صلى الله تعالى عليه وسلم ان مختصراً۔

دیکھو با آنکہ احادیث موضوع تھیں اور خاص فعل کی اصل سند نہیں پھر بھی علمائے جابر کی اور بنیت نیک باعث اجر عظیم و فضل کرم قرار دیا۔

(۳) فتح الملک الجلیہ کے باب ثامن عشر میں بعد ذکر احادیث اویس و اذکار صبح و شام ہے :

يشهيه مايتد اوله السادة الصوفية من قول لاله
الا الله سبعين الف مرة يذكر الله تعالى
يعتق بها رقية من قائلها واشترى بها نفسه من
الغارويين فظنون عبيها لانفسهم ولهم مات
من الهالهمم والخواهم وقد ذكرها الامام ابي ابي
والعالم الكبير المصطفى المدين ابي العربي واهي
بالمحافل عليها وذكرها انه قد ورد فيها خير
نبوي لكن قال بعض المشايخ لم ترد به المستند
فيما علم وقد وقعت على صورة سؤالي للمحافل
ابي حجر مري الله تعالى عنه من هذا الحديث
وهو من قال لا اله الا الله سبعين الفا فقد
اشترى نفسه من الله وصورة جوابه الحديث
المذكور ليس بصحيح ولا حسن ولا صحيح
بل هو باطل موضوع اهكذا قال المصطفى
وعقبه بقوله لكن ينبغي لشخص ان يحصل
ذلك اقتداء بالسادة والمتشاكل يقول
او هي بها وتبكا يا فعالهم الله صلها

اور اس کے وصیت فرمانے والوں کا حکمانا اور ان کے افعال سے برکت لینا حاصل ہو مطلقاً
یہ علامہ محمد الدین محمد بن محمد عیسیٰ امام شیخ الاسلام فقیر محدث عارف باللہ ذکر یا انھاری قدس سرہ الشریف
کے تئذ اور محافظہ شان ابن حجر عسقلانی کے تلمیذ السکینہ اور شاہ ولی اللہ شاہ عبد العزیز صاحب کے استاد

سلسلہ حدیث میں دیکھو انہوں نے امام ابی بکر کا وہ فتویٰ نقل کر کے حدیث کے باطل و مضمون ہونے کو برقرار رکھا پھر بھی فعل کی وصیت فرمائی کہ ادیانے کرام کا اتباع اور ان کے حکم کا امتثال اور ان کے افعال سے ترک نصیب ہو و باللہ التوفیق اسی طرح جناب شیخ محمد دھما صاحب نے بھی اس کی ہدایت فرمائی جلد ثانی مکتوبات میں لکھتے ہیں:

بیدار ی و دوستان فرمایا ینکہ ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ
لا الہ الا اللہ برو عانیت مرحومی خواجہ محمد صادق و
برو عانیت مرحومہ شبیہ اوام کلثوم بخوانند و ثواب
ہفتاد ہزار بار بار برو عانیت کیے بخشند و ہفتاد ہزار
دیگر بار برو عانیت دیگرے از دوستان دعا و فاتحہ
مستولی است۔
دوست و احباب سے فرمایا کہ ستر ستر ہزار اکلمہ طیبہ
لا الہ الا اللہ خواجہ محمد صادق مرحوم کی برو عانیت کے
واسطے احمد ان کی ہمشیرہ ام کلثوم کی برو عانیت کے واسطے
پڑھیں اور ستر ہزار ایک رُوح کو اور ستر ہزار دوسرے
کے رُوح کو ایصالِ ثواب کریں اور دو مستویں سے دعا
و فاتحہ کا سوال ہے (دست)

باقی اس باب میں مرقاة شرح مشکوٰۃ کی عبارت افادہ ۱۵ اور احادیث کثیرہ حضرات اولیائے کرم کی
تفہیم افادہ ۱۹ میں دیکھئے۔

(۴) مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے مرقعات کیر میں فرمایا:

احادیث الذکر علی اعضاء و اوصیاء کبارہ اطہرہ۔
جن حدیثوں میں یہ آیا ہے کہ روض میں فلاں فلاں عضو
دوسرے وقت یہ دعا پڑھو سب موصوف ہیں۔

حسن تحقیق کہ قدس سوا الاطہر کی روایت کہ مرقاة سے گزری فتح الملک الجید میں بھی نقل کی طرف یہ کہ وہابیہ نافرست و پورندہ
کے امام مولوی قاسم صاحب نے بھی اسے نقل کیا اور حضرت شیخ کی بڑی حضرت سیدنا طائفہ جنید فدائی رضی اللہ تعالیٰ
عز کا نام دیکھا اور ستر ہزار کا لاکھ یا پچتر ہزار بنایا شاید یہ وجہ کا انھیں سوم کے چرنی سے نکلا ہو۔ نگذیرا لٹا کس میں
لکھتے ہیں: حضرت جنید کے کسی مرید کا رجب یکایک متغیر ہو گیا سبب پوچھا تو فرمودے کا شفعہ کیا اپنی ماں کو دوزخ میں
دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے لاکھ یا پچتر ہزار لکھ پڑھا تھا تو یہ سمجھ کر بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ
منفرت ہے جی جی جی میں اس کو بخش دیا جائے۔ یہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جہانِ بشارت سے کہ اب وادہ کو جنت میں
دیکھتا ہوں آپ نے فرمایا اسی جہاں کے مکاشفہ کی صحت بلکہ حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے
ہو گئی۔ جنہیں ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)

سے مکتوبات امام ربانی مکتوب ۸ بمبرہ ذی الحجہ ۱۱۱۱ھ کا ایام سعید گنجی کراچی ۴۱/۲

سے الاسرار المرفوعہ المعروف بالموضوعات الکبریٰ احادیث الذکر علی اعضاء و اوصیاء کبارہ بطریق بیروت ص ۲۴۵
۴۵۰ ۴۴۰ منہ خیرہ اناس خلاصہ دلائل دارالاساعت کراچی ص ۴۴۰ ۴۵۰

بایںہم فرمایا :

ثم اعلم انه لا يلزم من كون اذكار الوضوء
غیر متعنه صلى الله تعالی علیه وسلم
ان تكون مکروهة او بدعة مذمومة بل
انها مستحبة استحباب العلماء الاعلام و
المشایخ کرام لمناسبة مکمل عضو مدعاء
یلتحق فی المقاصد

پھر یہ بیان رکھ کر اذکار وضو کا حضور اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہونا اسے مستلزم نہیں کہ وہ
مکروہ یا بدعت مشنیعہ ہوں بلکہ مستحب ہیں ملائے نظام
وادبیائے کرام نے ہر عضو کے لائق دعا اس کی
ثابت سے مستحب مافی ہے ۔

اس عبارت سے روشنی اور پر ثاب ت ہوا کہ اگر بات قرابا است موضوعیت حدیث استحباب فعل کی بھی مافی نہیں اور
واقعی ایسا ہی ہے کہ موضوعیت عدم حدیث ہے اور درود حدیث بکلمہ فعل لازم استحباب نہیں کہ اس کے ارتجاع
اس کا انتفاع لازم آئے گا لہذا مخفی ۔

تعلییم اس بارہ میں سب احادیث کا موضوع ہوتا ہے التعمیر کا خیال ہے اسی سے مولانا علی قادری نے نقل
فرمایا اور ایسا ہی دیکھنے پر میر جادہ بن مسیب میں حسب عادت مل گیا مگر عند التحقيق اس میں کلام ہے اس باب
میں ایک مفصل حدیث اور عدم در ان بات کے تائید میں جس سے اس سے حد سے روایت کی اصناف حدیث کی
ضعف ہے اور مقام مقام فضائل،

سجدہ لخصیت شرح الصیبة لا عامہ بن امیر الحاج
تجدد ما یرشدک الی الحق بسواہ وھما جوط
لیلہ واجو ۔

امام بن امیر الحاج کی کتاب صیغہ شرح فیہ کا مطالعہ کرو
اس میں نو اندہ جری رات میں روشنی چرخ کے ساتھ
حق کو پالے گا ۔ (ت)

(۵) سب سے طرف تریہ کہ حدیث مسلسل بالاضافہ کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کی اہانت مع ضیافت
آپ و خرا اپنے شیخ علامہ ابو جادہ بن مسیب سے لی اور اسی طرح مع ضیافت اپنے صاحبزادہ مولانا شاہ عبدالغفر صاحب
وراضوں نے اپنے فراسے میاں اسماعیل صاحب کو دی اس کا بار جد امجد بن یونس قداح متروک پر ہونے کے علاوہ
خود اضافتیں ہی سخت منکر واقع ہوئے ہیں بایںہم اکابر محدثین کرام آج تک اس سے برکت تسلسل پا جائے ہیں ان کے
سوا کہرم سلسلہ سند سے ظاہر شیخ شیخانی الحدیث مولانا عابد سندہی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ثبت حقائق ارد
میں اسے ذکر کر کے فرماتے ہیں ۔

لے الامرار المعروف بالموضوعات انکبر سے احادیث الذکر علی اصنافہ لخواہ مطبوعہ راکتاب العربیہ بیت ۳۵

یہ حدیث صرف روایت قداح آئی اور متعدد ائمہ نے
اس کے متحرک کتب و وضع ہونے کی تصریح فرمائی، امام
سخاوی فرماتے ہیں اس کا ذکر بے بیان موضوعیت روا
نہیں مگر محدثین کثرت سے کلام اور مبالغہ آرائی کرتے
ہے اور اس پر وضع حدیث کا طعن کرتے ہیں ہر جہی حدیث
اس حدیث کو ذکر کرتے اس کے مسلسل برکت چاہتے ہیں اہل
اقول یہ حدیث میں اپنے مشائخ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے وہ طریق سے پہنچی، اول بطریق شیخ عقیل بن

ہذا ایما تقریبہ بحمد اللہ بن میمون القداح
وہم رحمہ غیر واحد باہنہ متھم بالکذب والوضع
قال السخاوی لا یباح ذکرہ الا مع ذکر وضعہ
لکن المحدثین مع کثرة کلامہم فیہ وبعالضمت
فیہ ورمیہ بالوضع لا یرونہ یدکرونہ تیسرے کو
بالنقل

بدر الحی حدیث دہری

اپنی سند سے امام ابوالخیر شمس الدین ابن ہجر رضی اللہ عنہ اپنی سند
سے ابوالحسن الصقلی تک وہ اپنی سند سے قداح
تک امام جعفر صادق سے وہ اپنے آباؤ اکرام سے
وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے وہ حضرت اکریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

(دست)

بسنده الی الامام ابی الخیر شمس لدین محمد
بن محمد بن محمد بن الجری بسنده الی
ابی الحسن الصقلی بطریقہ الی القداح عن الامام
جعفر الصادق عن آبائہ الکر ارض امیر المؤمنین
علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ عن نسبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم۔

دوسری بطریق شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی

اپنی سند سے ابوالحسن تک وہ قداح تک وہ امیر المؤمنین
علی کرم اللہ وجہہ تک وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

بسنده الی ابی الحسن الی القداح الی امیر المؤمنین
عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

قداح ریال چار تہذیب سے ہے مگر وہ کسی حد وضع تک نہیں تین طریق دوم میں مبالغت علیہ میں اس
پر کچھ بطلان نہیں شاہ ولی اللہ صاحب کی روایت وہی ہے اور اسی میں ہمارا کلام مگر طریق اول میں صرف اتنا ہے کہ
وہ شخص جس نے کسی ایک مومن کی ضیافت کی گویا اس نے آدم
کی ضیافت کی اور جس نے دو کی ضیافت کی اس نے
آدم وحواء کی ضیافت کی جس نے تین مومنوں کی ضیافت
کی گویا اس نے جبریل، میکائیل اور اسرافیل کی
ضیافت فرمائی کی۔ (دست)

قداح ریال چار تہذیب سے ہے مگر وہ کسی حد وضع تک نہیں تین طریق دوم میں مبالغت علیہ میں اس
پر کچھ بطلان نہیں شاہ ولی اللہ صاحب کی روایت وہی ہے اور اسی میں ہمارا کلام مگر طریق اول میں صرف اتنا ہے کہ
وہ شخص جس نے کسی ایک مومن کی ضیافت کی گویا اس نے آدم
کی ضیافت کی اور جس نے دو کی ضیافت کی اس نے
آدم وحواء کی ضیافت کی جس نے تین مومنوں کی ضیافت
کی گویا اس نے جبریل، میکائیل اور اسرافیل کی
ضیافت فرمائی کی۔ (دست)

لے ثبت مصر الشارح

لے کتاب الضیافت میں رقم الافعال حدیث ۲۵۹۷۵ مطبوعہ بیروت ۱۴۱۹ھ

اس میں کوئی ایسا امر نہیں کہ قلوب خواہی خواہی دین پر شہادت دے ولہذا امام الخجری نے اسی قدر فرمایا کہ حدیث غریب لم یقم لنا بهذا الوجه الا بهذا الاستدلال (یہ حدیث غریب ہے جس میں اس طرح صرف اسی سند کے ساتھ معلوم ہے ۔) ظاہر ہے کہ تفریق متروک مستلزم وضع نہیں۔

جیسا کہ ہم نے اسے نزل افادہ میں بیان کر دیا ہے لیکن شیخ ابو محمد محمد بن امیر مالکی مصری جو جامع ازہر کے مدرس بھی ہیں انہوں نے اس کو اپنے مثبت میں نہیں لایا بلکہ اس کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد جو علت بیان کی ہے اس میں ضیق میں ذکر کیا کہ اس کے ساتھ دس مؤمن ایک کا اضافہ ذکر ہے حالانکہ وہ کہتے ہیں نہ پتے ہیں فرمایا کہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ تشیل بطور فرض و تقدیر ہے اور جیسا کہ اس کی خبر ہیں ان کی جملہ روایات میں ہمارے شیخ علامہ ذی النجوم سید محمد بن ابی بکر (سلطان مکی) نے شیخ عثمان بن حسین دیماسی سے اس کے کونٹ شیخ امیر مالکی سے دی ہے فاقول یہ اس سے کوئی زیادہ عجیب نہیں جس کی خبر ہیں سید حسین بن صالح بن علی انیل مالکی نے شیخ محمد بن سید محمد بن ابی بکر اپنی مشہور سند کے ساتھ دی جو کہ صحیح مسلم تک ہے اور اپنی سند معلوم سے حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے روز فرمائے گا اسے ابن آدم! میں بیمار ہوا تھا تو نے میری موت نہ کی! الحدیث۔ اور اسی میں ہے کہ اسے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا

کما یبہد فی الافادۃ التاسعۃ اما ما احملہ الشیخ ابو محمد محمد بن الامیر المالکی المصری المدرس بالجامع الاثری ہر بعد ایرادہ فی مثبتہ بالاعتق انشائی الذکور فیہ فی الاجوفۃ فی تمام العشرۃ بذكر المسئکۃ فی انضیافہ و ہم لایا حکون ولا یشربون قال فانہ صبح فہو غاسرہ مخرج القرض والتقدیر اہ حکما انبأنا بہ فی حملۃ مدرویانہ شیخنا العلامة ابن الحرم السید احمد بن حنین بن دعلان النک من الشیخ عشر باب حس بدین عن مؤلفہ الشیخ الامیر المالکی فاقول لیس باجیب ما انبأنا السید حسین بن صالح جمل اللیل النک عن الشیخ محمد عابد اللہ المدنی سندہ المشہور الی صحیحہ مسلم بسندہ المعلوم الی ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل یقول یوم القیمۃ یا ابن آدم! مہریت فلو تعد فی الحدیث وفیہ یا ابن آدم! استطعتک فلم تطعننی قال یا رب کیف

اطعمك وانت رب الفتيان قال اما علمت انه استطعمك عبدك فلات علم قطعه اما علمت انك لو اطعمته لوجدت ذلك عندى يا ابن آدم استسقى قدس فلو تسقى الحديث الصبي وقتاً

کھانے کے لئے نہیں کھلایا وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھلاتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا رب ہے، فرمایا کیا تو نہیں جانتا تجھ سے میرے غلام بندہ نے کیا نمانگتا تھا اور تو نے نہیں دیا تھا کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسے کھلا دیتا تو اسے میرے پاس پاتا، اسے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے نہیں پلایا۔ حدیث معروف ہے۔ (دست)

فقہ اقول تین مقام یہ ہے کہ عمل بموضوع و عمل بمافی موضوع میں زمین، آسمان کا فرق ہے کسما بظہر صافد مناه فی الکافاة الحادیة والعشرین (جیسا کہ ظاہر ہے اسے ہم اکیسویں فائدے میں بیان کر آئے ہیں۔) ثانی مطلقاً موضوع نہیں ورنہ ایجاب و تحريم کی باگ مضریان بباک کے ہاتھ ہو جائے لاکھت فعال بہا برہن کے خصوص میں تصریح نہیں وضائیں ان میں سے جس کی ترخیص میں حدیث وضع کی دیں حرام ہو جائے جس کی ترخیص میں گھڑ لیں وہ واجب ہو جائے کہ تقدیر اول پر فعل ثانی پر ترک مستلزم موافقت موضوع ہو گا اور وہ موضوع لطیف یہ کہ اگر ترخیص و ترہیب دونوں میں بایں ترانس و ترک و درہ کی جان پر بادیوں ذکر ہے تب پڑے نہ چھڑے فاعلم و افہم انکنت تفہم (جان کے بگڑے اگر تو سمجھ سکتا ہے۔) ت۔ اور اول میں بھی حیثیت محدود نفسی فعل میں نہیں بلکہ نظر امتثال و اعتقاد ثبوت میں تو بغرض وضع اس نظر سے وضع ہے نہ اصل فعل سے، سفہائے وادبیہ ہمیشہ ذات و عارض میں فرق نہیں کرتے

ما حل مشاہد بعد الخطاء

افادہ بسنت و نهم (اعمال مشایخ محتاج سند نہیں اعمال میں تصرف و ایجاد مشایخ کو ہمیشہ گنجائش، بالفرض کچھ نہ سہی تو اقل وجہ اس فعل کو اعمال مشایخ سے ایک عمل سمجھ کر عرض و مشنالی بصر معمول ایسی جگہ ثبوت حدیث کی کیا ضرورت، حیثیت اعمال میں تصرف و استخراج مشایخ کو ہمیشہ گنجائش ہے ہزاروں معمول اولیائے کرام بتاتے ہیں کہ باعث نفع بندہ گمان خدا ہوتے ہیں کوئی ذی عقل حدیث سے ان کی سند حاصل نہیں لگتا کتب ائمہ علماء و مشایخ و اساتذہ شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز اور عروان بزرگواروں کی تصانیف ایسی صد ہا

باقول سے مالامال ہیں، انھیں کیوں نہیں یہ رحمت و جنت بخشتے، خود شاہ ولی اللہ ہر امین میں لکھتے ہیں:

اجتہاد را در اختیار اعمال تصفیہ راہ کشاۃ است
مانند استخراج ابلہ نسبتاً سے قریب ادبی را این فقیر را
معلوم شدہ است کہ در وقت اول خلوصاً صبح صادق تا
اسفار مقابل صبح شمس و چشم را بآں نور و جتن و تیانور
را مکرر خلط و تانہ را باریک نیت حکیمہ را قوت میدہد و
حدیث نفس می نشاند آن طرفا۔
پس میں ہے ۱
چند نوع کرامت از بیح ولی اقامت شاہ اللہ متکلم
نمی شود از آنکہ فراست صادقہ و کشف و اشراعت
بر غرطہ و از آنکہ طور تا شیر و دوا و رتقہ و اعمال تصفیہ
او تا عالم بغیر نفس او متعلق شود و متعلقہ ہوا۔

چند کرامات تو ایسی ہیں جو کسی ولی سے اقامت، اللہ
جدا نہیں ہوتیں ان میں سے بعض یہ ہیں فراست صادقہ
کشف احوال، دلوں کے رازوں سے آگاہی اور
ان میں سے زہر و تیرید، دم اور اعمال تصفیہ میں
برکت و جہان تک کہ سارا جہان ان کے اس فیض سے
مستفید ہوتا ہے اور مطلقاً (ت)

عزیز و اعدا انصاف، فراموشہ ولی کے قول ابھیں، گو دیکھو اور ان کے والد و مشایخ و غیر ہم کے
اختراعی اعمال تماشا کردہ، در دوسرے کے لیے تکتہ پریتا بچانا کیل سے ابجد ہوز کھنا، پیچک کو نیچے سرت کا گنڈا بنانا،
پتہ تک پتہ تک کر گزیر لگانا، اسمائے اصحاب کعبہ سے استعانت کرنا انھیں آگ، ٹوٹ، چوری سے ان بچنا،
دیواروں پر ان کے کھنے کو آہ چن کی بندش جانتا، دفع جن کو چار کیلیں گوشہ ہائے مکان میں گاڑنا، فقیر کے لیے

عقلہ یا معضاضہ از ہر امین مقدمہ ۱۲ حصہ (د)

عقلہ یا معضاضہ تحت قول شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و جب

نامین لہ تک یہ کا طیفہ ۱۲ (د)

لے و سکے ہر امین شاہ ولی اللہ

نکلاب اور عرفان سے بہن کی کمال گفتا، یہ کمال اس کے ملے کا ہار کرنا، استعداد عمل کو کسم کا رکھا مگر انسانا، عورت کے قد سے ناپنا، گن کر ڈگر ہیں مٹانا، درود نہ کو آیات قرآنی کلمہ کر عورت کی باتیں راق میں پاندھنا، فرزند نہ نہ کیلئے بہن کی کمال اور وہی نکلاب و عرفان کا خیال، بچہ کی زندگی کو اجوائی اور کالی چھپی لینا ان پر ٹھیک و دوسرے کو قرآن پڑھنا، لاکارہ جو نہ کر عورت کے پیٹ پر دانہ کھینچنا، ستر سے کم شمار نہ ہونا، دفع نفل کو پھری سے دائرہ کھینچنا، کنڈل کے اندر پھری رکھنا، عاتق و ساغر کا ناسہ کو پکارنا، ناپ کو تین گز دو رالینا اس پر شمت بہت کیا کیا اعنسا تو غیر معلوم ایسے بڑے قطع افواج خدا جانے کو ہے اسے نہ اکرا، چور کی پیمان کا عمل نکالنا، یسٹس پڑھ کر ڈونگھانا، بخار کو مینی و موسیٰ و محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسمیں دینا، مصروع کو تاجہ کی تختی پر دو اسم کھدوانا، پھر تیسری یہ کہ دن بھی خاص اتوار ہو اس کی بھی پہلی ہی ساعت میں کار ہو۔ اس کے سوا صدمہ باتیں ہیں ان میں کون سی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف ہے اسے یہ قرون ثلاثہ میں کب تھیں، اور جب کچھ نہیں تو بدعت کیوں نہ ٹھہریں، شاہ صاحب اور ان کے والد ماجد و فرزند ارجمند و اساتذہ و مشائخ معاذ اللہ بدعتی کیوں نہ قرار پائے، یہ سب تو بے سند حلال و فحاش اعمال مگر اذان میں حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک سن کر آگٹھے چڑھنا آگھوں سے لگانا اس سے روشنی بھر کی امید رکھ کر اکابر سلف سے ماثور علی و صلا کا دستور کتب فقہ میں مسطور، یہ معاذ اللہ حرام و وبال و موجب فحلال تو یہ بات یہ ہیں نا، پاک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درمیان ہے لہذا وہ دون کی دنی آگ بجھ کر بدعت شعلہ فشاں ہے۔

بہرنگے کہ خواہی یا مہرے پوشش
میں اندازہ قدرت واسے شناسم

یہ سب درکنار شاہ صاحب اور ان کے اسلاف و اخلاف یہاں تک کہ میان تکمیل و طہری تکس نے امر اعظم دین تقرب رب اعلیٰ یعنی راو سلوک میں حد باقی باتیں نکالیں طرح طرح کے ایجاد و اختراع کی طرحیں ڈالیں اور آپ ہی صاف صاف تصریحیں کیں کہ ان کا پتا سلف صالح میں نہیں خاص ایجاد بدعت ہے چرگز نیک و خوب و خوش آئندہ جس جہدات کو ذلیل و ذلیل اللہ جلایا یا بدعتی ثواب تقرب رب الایاب مانا اس پر ان حضرات کو نہ عقل بدعتہ ضلالہ (ہر بدعت مگر ای ہے۔ ت) کا کلیہ یاد آتا ہے نہ من احادیث فی امرنا ما لیس منہ (وہ شخص جس نے ہمارے دین میں کچھ ایجاب کیا جو دین میں سے نہ ہو۔ ت) یہاں غلو مرد (پس وہ مرد وہ ہے۔ ت) کا خلعت پاتا ہے، مگر شریعت اسے گھر کی ٹھہری نہ صلا

میں کم آنچل میں خواستہ تو مکن آنچل خواستہ
(میں جو چاہوں گا کروں گا تو جو چاہے نہ کروں)

ان امور کی قدر سے تفصیل اور ان صاحبوں کی تعریحات جلیل فقیر کے رسالہ اشہار الانوار میں یہ صلاۃ الاسرار
میں مذکور اور عدم درود کو رد و عدم ہائے کا قلع کافی و قلع کافی کتاب مستطاب اصولی الوث و لقمہ صافی الفساد
و کتاب لا جواب اذا اذاعہ الامامہ لہما صی غسل المولد و القیامہ و غیرہ تصنیفات شریفہ و تالیفات ضیفہ
المفہرت تاج الحقیق الامام سراج الدقیقین الاعلام حامی السنن السنیہ حامی الفتن الدینیہ بقیۃ السلطۃ المصلحین
سیدی وہ الدی و مولی و مقصدی حضرت مولانا مولوی محمد تقی علی خاں صاحب قادری برکاتی احمدی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ و اجزل قرہ سزاور بقدر حاجت باجمالی و وجازت رسالہ اقاقیہ القیامہ علی طعن القیامہ
لنبی تہ مہ و غیرہ رسائل و مسائل فقیر میں مسطور و الحمد للہ الغیز العفور و الصلاۃ و الصوم علی
المنیر النور و علی آلہ و صحبہ الی یوم النشور امین۔

افادہ ستیم (ہم تو استیجاب ہی کہتے ہیں مگر یہ کہ وہابیہ جدیدہ کے طور پر تسلیم ابہامین حسن
سنت ہے) **اقول** ہیں تو اس میں تقبیل ابہامین کا بوازو استیجاب ہی ثابت کرنا تھا کہ بعون عز و جل
باحسن وجہ نقش مراد کر سکیں اور جس فقیر مستردین ہو و اللہ الحمد حق ما اولیٰ من نعم لا تحصى
(نہ ہی کے لیے قرین جو غیر محد و فہم کی کا مک ہے۔ ت۔ مگر حضرات وہابیہ اپنے نئے اماموں کی خبر لیں ان کے
مذہب پر یہ فعل جائز کہاں کا مستحب کیا خاص سنت سنیہ بلند و بالا ہے اور اس کا منکر سنت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ
عیرہ وسلم کا روکنے والا بات بظاہر بہت چوکنے کی ہے کہ کہاں و ڈی کہاں یہ انکی مذہب بھر کی خرابی گزند جانا
کہ تہیب و اضطراب و تقلب و انقلاب و دغول ایک پاکستان سے دوسرے پٹے میں رفاقت و اتم کا عہد کے یہ

سے مگر باندہ زور و زبرد باز آید

ناگزیر است تاقض سخن تجدی را

(اگر دُرور سے تو دُرور نہ ہو گا اور اگر چاہیے تو واپس آجائے گا)

بھولے کے کلام سے تناقض جدا نہیں رہ سکتا

طاغزہ جدید کے استاد رشید نے اپنی کتاب حجاب برآہین قاطعہ ما امر اللہ بہ ان یصل میں مسئلہ قبل
ضعات فیما دون الاحکام کے اگرچہ کمال سلیم و بصیر العینی و عجیب و خریب معنی تراشے کہ جدت کی
لہرین حدیث کے تماشے ایک ایک اور ہزار ہزار کا برسے اپنی جانیں و ادیں عقل و ہوش و چشم و گوش اپنے
عدم ملکہ کو کھدے آئیں خادیاں شریعت چاکران ملت عالمہ قسمہ و انتم ولا اباؤکم (جو تم نے اور تمہاری

آباد اجداد نے کسی نہیں سنیں۔ ت) پکاریں حضرت کی تمام سعی باطل تطویل و طاعن کا یہ حاصل ہے حاصل کرنا
 عمل کی یہ مراد کہ حدیث ضعیف قابل قبول جس میں کسی عمل صالح کی فضیلت اور اس پر ثواب مذکور اگرچہ خاص اس
 عمل میں حدیث صحیح نہ آئی ہو جیسے روزہ یا وجب وغیرہ اس کے بغیر اگرچہ حدیث میں عمل کی طلب نہ لکے جب کوئی خاص
 ثواب و فضیلت مذکور نہ ہو مقبول نہیں کہ یہ تو حدیث عمل کی برائی۔ فضائل عمل کی پھر بشرط مذکور حدیث اگرچہ مقبول
 ہوگی مگر وہ عمل یا وصف قبول حدیث و تسلیم فضیلت مستحب ہرگز نہ ٹھہرے گا جب تک حدیث حسن لغیرہ نہ ہو جائے،
 حدیث ضعیف سے بہت مستحب بعض اختراعات و خلاف اجماع ہے علانہ جتنے اعمال کو ہر نظر و رواد احادیث مستحب
 مانا ان سب میں حدیث حسن لغیرہ ہوگی ہے دلیل یہ کہ احادیث اجمیر و ضرکو کا مکرر طحاوی نے لکھ دیا کہ حسن لغیرہ ہیں
 بس معلوم ہو گیا کہ سب جگہ ایسے ہی ہیں آخر دیگر میں ایک ہی چا دل دیکھتے ہیں یہ تو ان کا حکم تھا جو حدیث ضعیف

عمل احوال قبول ضعیف کو کہا سب کا یہی مدعا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل درست ہے بھلا یہ الجملہ
 شب برات حدیث کے صدق میں کوئی سی فضیلت و ثواب عظیم مذکور ہے جس پر عمل جائز ہو روایات میں کوئی ثواب
 مذکور نہیں فقہاء روایات کا آثار و حدیث تراکبات کرنا اور طلب صدقہ کرنا ہے یہ فضائل اعمال کسی طرح ہونے، ان
 احکام ان کے آنے کا ہے یہ باب ملا سے و فضل عمل کا کہ لکھ ان روایات میں عمل ہی نہیں بلکہ علم ہے اور
 اگر کوئی بیاسیس فی طریق عمل تسلیم ہی کرے تو فقط عمل ہے نہ نفس نفس ان حدیث صوم و وجب و صلاة الادایین
 میں فضل عمل ہے او ملقطاً ۱۲ منہ (م)

علم انوار سالہ میں تھا فقہاء اس عمل کو جو حدیث ضعیف سے ثابت ہو مستحسن لکھتے ہیں چنانچہ صلاة الادایین
 گردی کا مستحب وجب کا روزہ اس پر کہا یہ برتر یا غلط ہے کسی نے یہ نہ کہا بعض روایات صواب ہے مستحب کا ثبوت
 صحیح یا جسی سے ہوتا ہے منعاف کہ ان امور میں ہیں توہ طریق سے حسن لغیرہ ہو گئے ہیں۔

قال فی البدو مختار و رواہ ابن جبان و غیرہ در مختار میں کہا اس کو ابن جبان و غیرہ نے کئی طریقوں سے روایات
 من طریق کافی مراد المحدثات و مارقی فی مرتبة الحسن
 اقوال فکن هذا اذا کان ضعیفہ لم یؤخذ
 الراوی الصدوق الامین اور لا رسالہ او تدلیس
 او جب لہ الحال اما لو کان لضعف الراوی او
 کذب فلا انتفعین۔ ملکتہ مفتی راوی یا کذب راوی کی وجہ سے جو تو وہ ترقی نہ کرے گا اتنی۔ (ت)
 پس جس قدر نظر و معرفت نے لکھے اور جس قدر کتب فقہ میں ہیں سب حسن لغیرہ سے ثابت ہوئے ہیں ۱۲ منہ (م)

متعلق بکوارع میں انہیں اور جو متعلق بکوارع نہیں وہ اگرچہ بیشتر ہوں خواہ موافق خواہ معجزات خواہ فضائل
 صحابہ و اہلبیت و سائر رجال جن میں قبول ضعاف کی علماء برابر تصریح فرماتے چلے آئے ہیں خواہ کسی اور غیر زائد کا
 بیان جس میں کسی طرح کا اعلام و اجماع ہوا اگرچہ وہ نفعاً و اثباتاً عقائد میں اصلہ و اعلیٰ نہ ہو سب کا سبب باب عقائد
 سے ہے جس میں ضعاف و کدکار بخاری و مسلم کی صحیح حدیثیں بھی مردہ و ہیں جب تک متواتر قطعی الدلائل نہ ہوں مثلاً یہ
 حدیث کہ زوجیں شب بھر اپنے مکافوں پر آتی اور صدقات چاہتی ہیں باب عقائد سے ہے اور بنظر طلب صدقہ اگر
 ہو تو باہر عمل سے کہ یہاں کوئی فضیلت صدقہ کو مذکور نہ ہوئی غلامصرہ کہ جو متعلق بکوارع نہیں اس میں صحاح اعلیٰ
 بھی سہ اعتبار اور متعلق بکوارع نہ ذکر ثواب مخصوص میں خاص صحاح و درکار، ہاں ثواب بھی مذکور ہر تو ضعاف
 قبول اور میں مراد اعلیٰ مگر مستحب نہ ٹھہرے گا جب تک حسن لغیرہ نہ ہو شروع صفحہ ۸۱ سے وسط صفحہ ۹۹ تک
 ان محدث نے یہی قاعدہ حادثہ احداث کیا ہے ان تراغات پہلے مرد و پاکہ ابطال میں کیا وقت ضائع کیجئے
 جس نے افادات سابقہ میں ہمارے کلمات رائقہ دیکھے وہ اس سارہ وچ دشمن کو بوند تھامے نیم جنبش نظر
 میں تار تار کر سکتا ہے محمد اجم نے یہاں بھی تھیں تقریر میں اس کے اجمالی ابطال کی طرف اشارے کیے و جرات
 مواخذات پر بند سے نکال دیا ہے غیرہ تراکب کا نہیں کہ کبر کا قصر سبب نہ الفہم نہ دوسے چند مجبور سہ مگر
 جہیں یہاں یہ کہنا ہے کہ تقبیل ابہامین کی سمیت ثابت ہوگی کہ اگر بہ نظر خود طرق اس کی حدیث کو حسن لغیرہ
 کئے فہماور نہ یہ تو آپ کی تفسیر پر بھی باب فضائل سے ہے کہ متعلق بعل بکوارع بھی اور اس میں ثواب خاص
 بھی مذکور تو احادیث مفیدہ استحب نہ کسی جواز تو ضرور ثابت کریں گے قبول ضعاف فی الفضائل کا اجمالی مسئلہ
 یہاں تو آپ کو بھی جاری ماننا ہو گا اب اس جواز کو خواہ اس حدیث سے مستفاد مانے کہ جو حدیث میں باب میں
 مقبول لا جرم وہ اس میں دلیل شرعی ہے خواہ اجماع علماء سے کہ ایسی جگہ ایسی حدیث معمول پر خواہ قرآنی، نظم
 و حدیث صحیحہ کیف و قد قبل و حدیث صحیحہ ارتقا سے شہادت و احادیث مذکورہ افادہ ۸۱ و غیرہ سے کہ قبول و عمل
 کہ طرف ہدایت فرماتے ہیں خواہ قاعدہ مسلم شریعت محمدی علی صاحبہا افضل الصلاۃ و التیمۃ یعنی اخذ بالاعتقاد
 سے ہر طرح ایک دلیل شرعی اس پر قائم اور آپ کے نزدیک جس فعل کے جواز پر کوئی دلیل شرعی صراحت و دلائل کسی

علیٰ شبیحہ وغیرہ ارداس کے آئے اور صدقہ چاہنے کی احادیث کو کہا اہی روایات میں عمل ہی نہیں بلکہ علم ہے
 عقیدہ کے باب میں یہ حدیث ہے یہ مسئلہ عقائد کا ہے اس میں مشورہ متواتر صحاح کی حاجت ہے ۱۰ یہ
 اعتقادات میں داخل ہے کہ ارواح کا شبیحہ جو گھر آنا اعتقاد کرے اور اعتقاد میں قطعیات کا اعتبار ہے
 نہ نفعیات صحاح کا اہم بالاعتقاد ۱۲ منہ عنی اللہ تعالیٰ عنہ (م) لہٰذا براہین کا طعنه مطبع نے بلا سادہ ص ۱۹

خرج دال ہوا اگرچہ وہ فعل خاص بلکہ اس کے جنس کا بھی کوئی فعل قرون ثلاثہ میں نہ پایا گیا ہو سب سنت ہے تو اب اس کی سنیت میں کیا کلام دل۔ اسی براین کے صفحہ ۲۸ و ۲۹ پر ارشاد ہوتا ہے

”مؤلف اپنی خوبی قسمت مثنیٰ قرون ثلاثہ میں نہ ہو چکا ہو سنے کے یہ سمجھ رہا ہے کہ اگر جزئی خاص سے ان قرون میں وجود خارجی نہ پایا اگرچہ نہیں جواز کی موجود ہو تو وہ بدعت سب سے گریز یا مکمل غلط فہم اور کور علی درجہ بھی ہے بلکہ سنیت یہ کہ جو شے وجود شرعی قرون ثلاثہ میں موجود ہو وہ سنت ہے اور جو وجود شرعی موجود نہ ہو وہ بدعت ہے۔ وجود شرعی اس کو کہتے ہیں کہ وہ ان شائع کے بتانے کے مطلق نہ ہو سکے پس اس شے کا وجود شائع کے ارشاد پر موقوف ہوا خواہ ارشاد ارشاد ہو یا اشارہ و دلالت پس جب کسی ذیل ارشاد سے حکم جواز کا ہو گیا وہ شے وجود شرعی میں آگئی اگرچہ اس کی جنس بھی خارج ہے نہ آئی ہو پس جس کے جواز کا حکم کلیتہً تو قیودہ گیت حریات شرع میں موجود ہو گیا اور جس کے عدم جو حکم ہو گیا تو شرع میں اس کا عدم ثابت ہو گیا پس یہ حاصل ہو گیا کہ جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو تو وہ وجود خارجی ان قرون میں نہ پایا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارجی نہ ہو اور نہ ہی ہوا ہو کہ سنت ہے اور وہ وجود شرعی ان قرون میں موجود ہے اور جس کے جواز کی دلیل نہیں تو خواہ وہ ان قرون میں وجود حسب رجب ہوا یا نہ ہوا وہ سب بدعت ضلالہ ہے اس قاعدہ کو خوب سمجھ لیں سنا ضرور ہے مؤلف کو اس کے اشارے سے کسی نہ کسی نے اس کا کوئی سائنہ جہانہ کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اس وجہ کو اس کتاب میں ضرور ذکر کیا ہو گا کہ موافقین کو نفع اور مخالفین کو شائد ہدایت بخلاؤ خدا۔“

اقول ماشاء اللہ کیا چلتا ہو بر کتاب میں لکھا ہے کہ آدمی دہائیت اپنا جو ہر گئی، نجدیت بیماری کے دور میں شرک و بدعت، رکن پسین پر قیامت عزوجل کی، بکرا سے طائفہ کی برسوں کی دلا جیسے چھٹی بیٹی جس کا لقب بکرا تھا اب آپ ہی کی زبان سے منظرہ فاحش و کرم علی وکی فہمی کہ ظلال فعل صحابہ نے نہ کیا تاہیں نے نہ کیا ظلال صدی میں شائع ہوا ظلال شخص ہائی تھا نہ کیا صحابہ و تابعین سے بھی محبت و تعظیم میں زیادہ کہ انھوں نے نہ کیا تم کہ سنہ پر آدھ بہتر ہوتا تو ہی کر گزرتے فعل میں اتنا ہے ترک میں کیوں نہیں کرتے نیم شوخی میں ساری بکری صحابہ و تابعین نے ہر نہ کیا ہو کہ اس جنس کا بھی کوئی کار نہ کیا ہو کہ ضرر نہیں اشارہ و دلالت جزئیہ کلیتہً کسی طرح ارشاد و شائع سے جواز تک پھر سنت ماننے سے مفر نہیں ہے

طائفہ بھر کے ثبوت آپ سنی کہتے ہیں نہ الحمد اسے جہیت ہی کہتے ہیں
طریقہ یہ کہ اب قرون ثلاثہ کی وہ بدعت، سنہ طائفہ کی پرانی دہ جیسے یہاں بھی بنیاد ہے جو مہمل رہ گئی
لفظ کا سوا یہ بڑا کیجئے، معنی کی نیا اس کے پار ہو گئی جب ان میں وجود سے سود نہ دم سے زبان پھر ان کا قدم
سے براین ق طائفہ قرون ثلاثہ میں موجود ہونے نہ ہونے کے معنی مطبوعہ مطبع لے بطور سادہ واقع و محور ص ۲۸ و ۲۹

37

37

کیا درمیاں۔ خود کہتے ہو کہ وجود خالصی و کار نہیں اور وہ شرعی ہے ارشاد شاریت محال تو کیا صحابہ تابعین پر کوئی نئی
شریعت آتے گی کہ ان کے قرون میں وجود تو کا خیال ارشاد شاریت سے جس کا جواز مستفاد وہ برقرق میں وجود شرعی
موجود اور جس کا منقضاء ارشاد وہ برقرق میں شرعاً مہر سے معدوم و مفقود، پھر قرون دونوں سے کیا کام رہا،
محض ارشاد و احکام میں کلام رہا یعنی فعل کسی حادث ہوا ہر قواعد شرعیہ رعنی کریں گے اہمیت سے وجوب یا نکرہ دل
سے حرمت تک جس اصل میں داخل ہو وہی فرض کریں گے یہی خاص مذہب مذہب ارباب حق ہے، صاف نہ کہ وہ
شرع بجانب کو اہل رست کا ناجی حق ہے تم بھنا کہ اب تو جو کسی حق کہ گئے ہر جائیں گے تم جہ کے اپنے ہی تھے چلو
ذہم کچھ نہ تم آئے کہیں سے
پسینہ پونچھے اپنی جہیں سے

طرقہ قریہ کہ جس کا جواز دلیل شرع میں موجود وہ سب سنت، جس کا معدوم وہ سب بدعت ضلالت اب
تیسری حق کی کون سی صورت تمام احوال اہل حق و معنی میں محصور ہو گئے خصوصاً اہمیت و استہباب و کراہت تزیہ
تین حکم شرع تو کافی ہو گئے اساتذہ ہمایہ سے نبیائی تو ایچی کو دوئی انچو گئی پہلی لی لہی، ہی ہستی پر ہر نار و خور
کو لوگ تو اس کی ہوا سے وہ حضرت راہی ہوا خود آپ ہی سوتھیں اہل حق کو صاف ہی دکھیں، چھی تعلیم بیلے
مکلفہ ذہن تعلیق نئے اساتذہ سے

جو ہیں عقب و ہمیں ملا

کار طعنہ دل تمام خواہ شد

غیر یہ تو دایہ جہیدہ کا نام مقصد عقیدہ کہ تقبی اہل امین عقب مجیدہ، پراون کی نیے تو وہ اور ہی ہوا کہ یہ فعل معاذ اللہ
ذناہ ہوا و قدف محض و قتل ناجی نفس مومنہ سب سے بدتر بلکہ حیات انا اللہ شرک کے انداز اصل ایمان میں خلل انداز
کہ آخر با جماع طائفہ بدعت حافظہ اور قریہ ایمان کا یہ عقیدہ طوائفہ شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دونوں چیزیں اصل
ایمان میں خلل ڈالتی ہیں اور باقی گناہ ہی سے نیچے ہیں کہ وہ اعمال میں خلل ڈالتے ہیں۔ آپ خدا جانے انہوں نے سنت
کو کفر سے بڑھا انہوں نے قریہ پر کفر کو سنت بتایا غیر طوطی کے قیاد میں ہیں کیا مقال۔

کفی اللہ اہل الحق القتال و الحمد لله المہدی اہل حق کی طرف سے قتال میں اللہ کافی ہے اور تمام
لقتال و الصلاۃ والسلام علی ذی الافضال قرین اس ہادی قتالی کے لیے جو محافظ و بلند ہے

عہد ظاہر ہے کہ ضلالت کا ادنیٰ درجہ کہ اہمیت تحریم ہے مگر وہ تیزی ہرگز ضلالت نہیں، دلیل واضح یہ کہ ہر ضلالت
میں باس ہے اور مگر وہ تیزی لایا باس ہے ۱۴ منہ دینی اللہ تعالیٰ عنہ (دم)

و عمرہ صحراۃ الدین المستقیم (اللہ تعالیٰ انھیں ای کو نام کی طرح دین کی خدمت کرنے والا بنائے اور ان کے ذریعے اپنے دین میں کو آد فرمائے۔ ت۔ و طوبت سید محمد بن حاجی محمد عبداللطیف لطف، نعم الدوحی اللطیف (لطف فرمائے و لامر ای دونوں پر لطف فرمائے۔ ت۔ ماہ مبارک اشرف و افضل شہر ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں چھپا آغاز مجاہد کا میض سے مضامین کثیرہ کا، لقاء افادہ و نواز ہوا اور اُدھر کا کافی تیاری ادھر تصنیف جاری، جو جو نگار و ابر کیا یہاں تک کہ ایک سیر کا سال دس جز تک پہنچا الحمد للہ من جاء بالمحسنة فله عشر امثالها (تمام قرینت اس کے لیے جو ایک نیکی پر دس اجر عطا فرماتا ہے۔ ت۔ جس میں سے دس بار عربیہ ہزارہ طہات الحدیث، حد اگر کیا اُدھر یہ قلیل، ادھر وہ و فساد سے فرصت قلیل، نظر ثانی کی بھی فرصت نہ ملی، بعض وادعا ضوک تجریدہ گئی، بعض نے طریا حاطہ میں وقت غابر میں بھی کی ہنوز کہ سیارہ طبع بدینہ حرکت یعنی القلم بدکار کا تاریک شکی کا طالب ہے نہ الحاق باقی مرقعہ ماخیز سے تیسرے اُس کا ترک ہی مناسب ہے اور اگر تصنیف کا وہ اب شریک کہ آخر کتاب میں کہ مسائل تا نہ کچھ متعلق باوہاب سابقہ تحریر اور انھیں سائل شکی یا مسائل فشرہ سے تعبیر فرماتے ہیں لہذا اقتضا بہرہ فرائد فشرہ بلور تھامے سبک تحریر میں انتظام پاتے ہیں۔

فائدہ ۱: تفصیل جلیلہ (فصیلت و الفصیلت میں فرق سے دوبارہ تفصیل حدیث ضعیف ہرگز مقبول نہیں، فصیلت و الفصیلت میں مسائل کا درجہ وہ اس باب سے ہے جس میں صفات بار تعاق قابل قبول اور یہاں بالا جماع مردود نام مقبول۔

اقول جس نے قبول صفات فی الفضائل کا اعتقاد اس بات سے مستبعد میں روشن بیانوں سے گزرا ازہن بشی کر لیا ہے وہ اس میں فرق کو نگاہ اولیٰ سچہ سکتا ہے قبول صفات صرف محل نفع بے ضرر میں ہے جہاں اُی کے ماننے سے کسی تحلیل یا تحویم یا ضاعت فی غیر غرض مخالفت شرع کا بوجہ کسی الوجہ اندیشہ نہ ہو فضائل رجال مثل فضائل اعمال ایسے ہی ہیں، جن ہنگام نہ کا افضل تفصیل زیادہ تر جمالی و دلالی محو سے ثابت ہے ان کی کوئی منفیت خاصہ جسے صرح و ثبوت سے معارضت نہ ہو اگر حدیث ضعیف میں آئے اُس کا قبول تو آپ ہی ظاہر کہ ان کا افضل تو خود صحاح سے ثابت، یہ ضعیف اُسے ماننے ہی ہوئے مسئلہ میں تو فائدہ نہ اندہ عطا کرے گی اور اگر تنہا ضعیف ہی فصل میں آئے اور کسی صحیح کی مخالفت نہ ہو وہ بھی مقبول ہوگی کہ صحاح میں تا یہ نہ کسی خلاف بھی تو نہیں بخلاف الفصیلت کے کہ اس کے معنی ایک کو دوسرے سے عند افتد بہتر و افضل ماننا، یہ جب ہی جائز ہوگا کہ جس خدا و رسول جل جلالہ و صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد سے عرب ثابت و محقق ہو جائے، ورنہ یہ ثبوت حکم نگاہ دینے میں محض کو عند اللہ امر یا عکس ہو تو افضل کو مفضل بنایا، یہ تصریح تفصیل میں شایع ہے اور وہ حرام تو مقصد تحلیل حرام و تفسیح حق غیر دونوں درپیش کہ افضل کہنا حق امر کا تھا اور کہہ لیا اس کو۔ یہ اس صورت میں تھا کہ دلالی شرعیہ سے ایک کی افصیلت معلوم نہ ہو۔ پھر وہاں

کا تو کہنا ہی کیا ہے، جہاں عقائد حق میں ایک جانب کی تفضیل ملتی ہو اور اس کے خلاف احادیث متقام و مضبوط سے استناد کیا جائے، جس طرح آج کل کے جمالی حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر تفضیل حضرت مولانا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم میں کرتے ہیں۔ یہ تو تفریح مضاد شریعت و معاندت سنت ہے۔ ولہذا اگر دین نے تفسیر کو روافض سے شہر کیا کما بیانہ فی کتابہ المبارک **مطلع القسرين فی ابانۃ شبقۃ العصرین** (جیسا کہ ہم نے اسے اپنی مبارک کتاب **مطلع القسرين فی ابانۃ شبقۃ العصرین** میں بیان کیا ہے۔ ت)، بلکہ انصافاً اگر تفضیل شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب القبول ہے اور اگر بغرض باطل صالح تاویل نہ ہو۔ واجب الروک تفضیل شیخین متراویحاً جمعی ہے کما اشتقاق علیہ عرش التحقيق فی کتابنا السنۃ کور (جیسا کہ ہم نے اپنی اس مذکورہ کتاب میں اس مسئلہ کی خوب تحقیق کی ہے۔ ت)، اور متراویحاً احادیث کے مقابل احادیث ہرگز نہ ملنے جانیں گے، ولہذا امام احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں زیر حدیث عرض علی عمر بن الخطاب وعلیہ قیسین یجترہ قانوناً فضاوت دلالت یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قال الدین (مجر پر عمر بن الخطاب کو پیش کیا گیا اور وہ اپنی قیس گھسیٹ کر مل رہے ہیں، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ت، انا یسین ت، فرماتے ہیں

لنن سلماً، تختیص بہ (ای بالعارض ورضی اللہ تعالیٰ عنہ) فغو معارض بالاحادیث الکثیرۃ الیافۃ درجۃ التواتر المعنوی الدالۃ علی افضلیۃ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فلا تعارضہا الاحادیث، لکن سلطنا القادح بین الدلیلین لکن اجماع اهل السنۃ والجماعۃ علی افضلیۃ وہو قطعی فلا یعارضہ قطعی۔

اگر ہم یہ قیسین ان (یعنی فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ مان لیں تو یہ ان اکثر احادیث کے منافی ہے جو قرائن معری کے درج پر ہیں اور افضلیت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دال ہیں اور احادیث ان کے ساتھ تعارض ممکن ہی نہیں اور اگر ہم ان دونوں دلیلوں کے درمیان مساوات مان لیں لیکن اجماع اہل سنت و جماعہ افضلیت صدیق اکبر پر دال ہے اور وہ قطعی ہے، تو بھی اس کا معارض کیسے ہو سکتا ہے! (ت)

بالجملہ مسئلہ افضلیت ہرگز باب فضائل سے نہیں جس میں صفات من یکیں بلکہ مراعفتہ و شرح مراعفتہ میں تو تفریح کی کہ باب عقائد سے ہے اور اس میں احادیث صحیح بھی نامسرح،

جسٹ قال لست ہذہ المسأله یتعلق بہا ای دونوں نے کہا کہ یہ مسئلہ عمل سے متعلق نہیں بلکہ

عبد یکتو میا بالظن الدی ہو کا حق فی
الاحکام العلییة بل ہی مسألة علییة یطلب
فیہا البیقین

میں دلیل کافی ہو جائے جو احکام میں کافی ہوتی ہے
بظہر معاطرہ تو قاعد میں سے ہے اس کے لیے دلیل
قطعی کا ہونا ضروری ہے۔ (ت)

قائد ۲: **عمدہ عظیمہ** (مشاجرات صحابہ میں تواریخ و سیر کی خوش حکایتیں قطعاً مردود ہیں۔ ۱۰۱۱ء) ۲۳
پر نظر انداز کیجئے وہاں واضح ہو چکا ہے کہ کتب سیر میں کیسے کیسے محرموں مطعونوں شہید یا مغضوبوں کی روایات بھری
ہیں وہیں کئی رافضی متحم یا کذب کی نسبت سیرت عیون الاثر کا قول گزارا کہ اُنہیں کی غالب روایات سیرت و تاریخ
میں جنہیں علماء اہل سنت سے روایت کرتے ہیں وہیں سیرت انسان العیون کا ارشاد دیا کہ سیرت منوط ہے سوا
پر قسم ضعیف و متیم و بے سند حکایات کو نہیں کرتی ہے پھر العالیہ بھی انہوں نے سیر کا منصب بتایا جو اُسے
لاحق ہے کہ موضوعات تو اصفیٰ کی کام کے نہیں اُمیں وہ بھی نہیں ملے سکتے ورنہ بنظر واقع سیر میں بہت اکاذیب
اباہیل بھرے ہیں کمالیہ بھی بہر حال فرق مراتب نہ کرنا اگر جنوں نہیں تو بد مذہبی ہے یہ مذہبی نہیں تو جنوں ہے یہ
جن بالائی باتوں کے لیے ہے اُس حد سے تجاوز نہیں کر سکتے اُس کی روایات نہ ذکر و کسی حین و نفاس کے مسئلہ میں
بھی سنی کے نہیں نہ کہ معاذ اللہ اُن روایات و معضلات و بے سند روایات سے صحابہ کو امام حنفیہ لانا یا علیہ السلام
و عظیم افضل افضلہ و المسلمین پر اعتراض کی کتاب کی کتاب میں دینے میں ذائقہ اس کا نہ کہاب
نہ کہے گا مگر قرآن بدین کائنات و مضاد حق میں اُن کے بدلہ سب مرفعی القلوب من فی شکار ان جزاات سیر
تواخات تواریخ و امثالہا سے حضرات عالیہ علماء راشدین و ام المومنین و طہ و زہیر و معاویہ و عمر و بن العاص و
غیر وہن شہید و غیر جم الجہیت و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مطابق مردودہ اور ان کے باہمی مشاجرات میں محض و
محمل حکایات بیوردہ جن میں اکثر قوسر سے کذب و واضح اور بہت الحاقات طعونہ روافضی چماٹ لاسکتے اور
اُن سے قرآن عظیم و ارشادات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و احادیث اُمت و واسطیں خلت کا مقابلہ چاہتے ہیں
ہے علم لوگ انہیں سن کر پیش نہ ہوتے یا فکر جواب میں پڑتے ہیں اُن کا پہلا جواب یہی ہے کہ ایسے معطلات کسی ادنیٰ
مسلمان کو کتب و شہرہ لانے کے لیے مسکوت نہیں ہو سکتے نہ کہ اُن جوابان نہ پر ہن جن کے مدائح تفصیل خواہ اجمال سے
کلام اللہ و کلام رسول اللہ مالا لہ ہیں بل مالا لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام محمد و امام مسلم و امام احمد و امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم
قدس سرہا صافی و جاریہ العلوم شریف میں فرماتے ہیں

لا تجوز نسبة مسلمہ الی کبیرۃ من غیر تحقیق
کسی مسلمان کو کسی کبیرہ کی طرف بے تحقیق نسبت نہ کرنا حرام

نعم بحدوثی یقال ان ابن ملجم قتل علیاً خاتم
ذلت ثبت متواتراً
ہے ، ان پر گناہاں نہ ہے کہ ان پر کلمہ شقی خارجی اشقی
الآخرین نے امیر المومنین کو اپنی کرم اور وجہ کوشید کیا
کہ یہ بتواتر ثابت ہے ۔ دت

حاشیہ نہ اگر مومنین و اشخاص کی ایسے حکایات ادنی قابل التفات ہوں تو اہل بیت و صحابہ درکنار خود
حضرات عالیہ بخیار و مرسلین و مشککہ مقررین صلوات اللہ تعالیٰ وسلاطینہم اجمعین سے بات نہ دھو بیٹھا ہے کہ ان
مہلات عمدہ نے حضرات سجاد و امین و امیر المومنین آدم حنفی اللہ و آدم خلیفہ اللہ و سلیمان نبی اللہ و یوسف رسول اللہ
سے سیدہ و سلیمان محمد حبیب اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہ وسلم تک سب کے بارہ میں وہ وہ ناپاک بیہودہ حکایات
موشہ نقل کی ہیں کہ اگر اپنے ظاہر پر تسلیم کی جائیں تو معاذ اللہ اصل ایمان کو رد بیٹھا ہے ان ہولناک اباہیل کے
بعض تفصیل مع و جلی کتاب مستجاب شریف امام قاضی حیا فی اور اس کی شروع و غیرہ سے ظاہر لاجرم
انہ وقتہ ہماصان غمت نے تصریح فرمادی کہ ان جہال و ضل کے مہلات اور سیر و تاریخ کی حکایات پر بزرگان
نریک جیسے شفا و شروع شفا و مرہب و شرح مرہب و مدارج شیخ متحق و غیرہ میں بالاتفاق فرمایا ہے میں صرف
مدارج الصبرۃ سے نقل کروں کہ عبارت فارسی ترجمہ سے معنی اور کلمات اندر دیکھیں گا خود ترجمہ ہے فرماتے ہیں
رحمہ اللہ تعالیٰ ،

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیم و احترام و حقیقت
آپ کے صحابہ کا احترام اور ان کے ساتھ نیکی ہے
ان کی اچھی تعریف اور رعایت کرنی چاہئے اور ان کے لیے
دعا و طلب مغفرت کرنی چاہیے بالخصوص جس جس کی
اللہ تعالیٰ نے تعریف فرمائی ہے اور اس سے راضی
ہو اسے اس سے وہ اس بات کی مستحق ہیں کہ ان
کی تعریف کی جائے پس اگر ان پر طعن و سب کر جو
دقائق قطبہ کا منکر ہے تو کافر و نہ بدعت و فاسق ،
اسی طرح ان کے درمیان جو اختلافات یا جھگڑے یا
واقعات ہوئے ہیں ان پر خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے

از جملہ توقیر و برآختر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توقیر
اصحاب و پر ایشان است و من شاد رعایت اوہ
پایشان و دعا و استغفار مرایشان را حق است
مرکے را کہ ثنا کہ وہ حق تعالیٰ پر ہے و راضی است
از وہ کہ ثنا کہ وہ شود پر دے و سب و طعن ایشان
اگر مخالف اول قطبہ است ، کہ وہ الا بدعت و فتنہ ،
و ہمچنین اساک و کت نفس از ذکر اختلاف و
منازعات و وقائع کہ میان ایشان شد و مجراشتہ
است و اعراض و اضراب از اخبار مومنین و جملہ
رہ و ضلال شیعو و غلاۃ ایشان و بدعتیں کہ ذکر

قواعد و ذلالت ایشان کنند کہ اکثر آں کذب و افتراست
و طلب کردن و بآکنج نقل کرده شدہ است از ایشان
از مشاہرات و محاربات با حسن تاویلات و اصوب
خارج و عدم ذکر پیچ یکے از ایشان بر بدی و عیب بلکہ
ذکر حسنات و فضائل و عائدہ صفات ایشان از بہمت
آنکہ محبت ایشان با نضر علی سلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
یقینیست و ماورائے آن ظنی است و کافیت
درین باب کہ حق تعالیٰ برگزیدہ ایشان را برائے محبت
حبیب خود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طریقہ اہل سنت و جماعت
درین باب ایی است در عقائد و مشتمل اند لا تذکر
احدا منہم الا بحیلہ و آیات و احادیث کہ در فضائل
صحابہ عمومًا و خصوصًا واقع شدہ است درین باب
کافی است آنحضرت۔

اور ان اخبار و واقعات سے اسرا غفلت کیا جائے جو صحابہ
جلیلہ راویوں اور گراہ و غلو کرنے والے شیعوں سے بیان
کیے ہیں اور بدعتی لوگوں کے ان عیوب اور برائیوں سے
جو خود ایجاد کر کے ان کی طرف منسوب کر دئے اور ان
کے دلگشا جاننے سے انکو نہ وہ کذب بیانی اور افتراء
اور ان کے درمیان جو محاربات و مشاعرات منقول ہیں
ان کی بہتر توجیہ و تاویل کی جائے۔ اور ان میں سے کسی
پر عیب یا برائی کا بعضی ذکر کیا جائے بلکہ ان کے فضائل
کلمات اور عمدہ صفات کا ذکر کیا جائے کیونکہ حضور علیہ السلام
کے ساتھ ان کی محبت یقینی ہے اور اس کے علاوہ باقی
معاشرات ظنی ہیں اور ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے انھیں اپنے حبیب علیہ السلام کی محبت کیلئے
منسوب فرمایا ہے اہل سنت و جماعت کا صحابہ کے بارے
میں یہ عقیدہ ہے اس لیے حقاہ میں تحریر ہے کہ صحابہ میں سے ہر کسی کا ذکر خیر کے ساتھ فرمایا جائے اور صحابہ کے فضائل
میں جو آیات و احادیث عمومًا یا خصوصًا آرہیں وہ اس سلسلہ میں کافی ہیں آنحضرت (ت)

امام محقق سننوسی و علامہ مجلسی چھ مقامات پر قاضی شریح مواہب میں فرماتے ہیں، ما نقلہ اللہ و خیر
مقلدہ حیاء و ادب (مؤرخین کی تعلیق کلمت بنیاد ادب سے ہیں) امام اجل ثقت عارف متقن قدوہ یحییٰ بن سعید
قطان نے کہا اجلہ انما تابعین سے ہیں حبیب اللہ قراری سے پوچھا کہاں جاستہ جو انکا وہب بن جریر کے پاس
میر لکھنے کو، فرمایا انکتب کذا بشیر (بہت سا جھوٹ لکھوئے، ذکر فی الیدین) (اس کا ذکر نیز ان میں

عنه فی ترحمة محمد بن اسحق حیث قال اس کا ذکر محمد بن اسحاق کے ترجمہ میں ہے جہاں
فہ مدارج النبوة مطبوعہ سکر میں۔ آیات کا لفظ نہیں ہے (باقی اگلے صفحہ پر)

سہ مدارج النبوة وصل در توقیر حضور و اصحاب علیہ وسلم مطبوعہ مکتبہ نور در ضرہ سکر ۳۱۴/۱
سہ شرح الزرقانی علی المواہب لاندیدہ باب وفات امیر صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ مطبعہ عامہ مصر ۲۰۰/۱
سہ میزان الاعتدال ترجمہ نمبر ۱۹۷ محمد بن اسحاق مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۴۶۹/۳

جے تہ تفصیل اس پر بحث کی اور رسائل فقیر سے لی جائے کہ مسئلہ حضرت امیر مویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تعصیف کیا
یہاں شاہ عبدالعزیز صاحب کی ایک عبارت تھخہ اثنا عشریہ سے یاد رکھنے کی ہے مطاعن اصل الصدیقین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے طعن سوم تخلف عجیب، سامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رد میں فرماتے ہیں،

جملہ لعنہ من تخلف عنہا ہرگز در کتب اہل سنت
موجود نیست قال الشہرستانی فی الملل والنحل
ان هذه الجملة موضوعة ومفتواة وینفع
فارسی نویسی کہ خود را محمد بن اہل سنت شمرده اند و
در سر خود این جملہ را اور در برائے لازم اہل سنت
کفایت نمی کند زیرا کہ اعتبار حدیث نزد اہل سنت
میان حدیث و کتب مسندہ حدیثین است مع انکم
بالعزو حدیث ہے سند زوایدش مشرب ہے ہمار
است کہ اشکلا گوش ہائی نمی زندید
جملہ لعنہ من تخلف عنہا کتب اہل سنت
میں ہرگز موجود نہیں، شہرستانی نے الملل والنحل میں
کہا کہ یہ جملہ موضوع اور مفتوا ہے اور بعض فارسی
لکھنے والوں نے خود کو محمد بن اہل سنت ظاہر کیا ہے اور
اہل سنت کو لازم دینے کے لیے اپنی کتب میں اس
جملہ کو شامل کر دیا لیکن یہ قابل اعتبار نہیں اہل سنت
کے ہاں حدیث وہی مقبر ہے جو حدیثین کی کتب
اعادیت میں صحت کے ساتھ ثابت ہو ان کے ہاں
بے سند حدیث ایسے ہی ہے جیسے بے ہمار اونٹ
بزرگز قابل بات نہیں۔ (۱)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

عالمہ عندی ذب، لا ما قطعنا فی السیرۃ من
الاشیاء المتکثرۃ المنقطعة والاشیاء الکذوبۃ
قال ابن الاثیر سعت یحیی العفان یقول لعینہ
العقوبی فی این تذهب، قال ابی وہب بن
عبید بن کتب السیرۃ قال تکتب کذباً کثیراً مذموم
بحر جر برکی طرف سیرت لکھنے کے لیے، اس نے کہا تو ہاں بہت زیادہ جھوٹ لکھے گا ۲۸ منہ (۲)
عسہ اقول یعنی در امثال باب تا باب احکام قضا
دون او کہ باب تسابل ست نقل معتمدی بسند است
اقول یعنی یہ مثالی مقام کتابا میں ہے اس کے
ملاوہ جہاں تسابل ہے کوئی ایک معتد نقل مند کے ساتھ ہو
(باقی بر صفحہ ۵۸۶)

مٹ تھخہ اثنا عشریہ باب دہم طعن سوم از مطاعن ابی بکر مطبوعہ وسیلہ اکیڈمی لاہور ص ۲۶۵
للہ میرزا الاعمال ترجمہ فقیر ۱۹۹۶ محمد بن اسماعیل دارالعرفۃ بیروت ۱۳۹۹/۱۴

فائدہ ۳ : (انہر سی ہے کہ قزوکنہ اب بھی مستعمل موضوعیت نہیں) ، افادہ دہم دیکھیے جو حدیث میں
پسندہ قرآن وضع سے منزه ہر ہم نے اس کے بارہ میں کلمات علی تین طرز نقل کئے اصلاً موضوع نہ کہیں گے قزوکنہ اب
ہو تو موضوع قزوکنہ ہو تو موضوع اور افادہ ۲۳ میں اشارہ کیا کہ چار سے زیادہ ایک مسلک اول قوی و اقرب بصواب
ہے افادہ ۱۰ میں امام سنی ہی سے اس کی تصریح اور کلام علی قاری سے فیض صریح ذکر کی دوسری نظیر صاف و
سفید حدیث مرثیہ سہید کہ کلام علامہ سنی ہی سے افادہ ۲۳ میں گزری وہیں دلیل ثامن میں بشہادت حدیث
حکم عقل اس کی تقویت کا کیا گیا۔

والان اقول یہی مدبب فقیر نے کلام امیر المؤمنین فی الحدیث شہرہ بنی کھاج سے استنباط کیا ،
فائدہ تاسع میں آتا ہے کہ انہوں نے قزوکنہ کہا کہ ابان بن ابی ہاشم حدیث میں جوٹ جوتا ہے پھر خود ابان
سے حدیث سنی۔ اس پر پوچھا گیا ، فرمایا اس حدیث سے کون صبر کرتا ہے ، معلوم ہوا کہ مطعون بالکذب کی
ہر حدیث موضوع نہیں ورنہ اس کی طرف ایسی رجعت اور وہ بھی ایسے امام اہل سے چرہ معنی

تھرا قول اور فی الواقع یہی انہر سی ہے کہ آخر انکذوب قد یصدق (جھوٹ پر لٹنے والا بھی کبھی
سچا کہتا ہے) ۔ میں کلام نہیں دیر بھی مگر نہ ایک شخص و نہ کا حدیث حدیث سے قزوکنہ یہاں تک کہ
غریب خود میں صحیح ضعیف یا ضعیف قریب و ضعیف شدید سب قسم کی حدیثیں مافی باقی ہیں تو یہ کیوں نہیں کہیں
کہ کبھی موسوم بکنیزب بھی قزوکنہ کرے اور اس حدیث خاص میں سچا ہو اس کے بطلان پر کیا دلیل قائم ، لا جرم
یہی مذہب مذہب متفقہ ارشادات امام ابن الصلاح و امام نووی و امام سرائی و امام قسطلانی وغیرہم اکابر
ہے ان سب ائمہ نے موضوع کی یہی تعریف فرمائی کہ وہ حدیث کہ جو زنی محض اور افتراء اور نبی صلی اللہ تعالیٰ

(بقیہ حاشیہ صفحہ فرشتہ) ، اگر چند بے سند است چنانکہ اور
افادہ ہست و ہنتم تحقیق نویم خواہ شاہ صاحب درجہ
مقام بر لبیا سے اور روایات بے سند استناد و کردہ است
کہا لکن علی علی صلی اللہ علیہ وسلم است کہ کمال تحقیق
ایں معنی در فائدہ اخیر کریم ۱۲ منہ (م)

دوسری چاہے بے سند ہوں ، چنانچہ ستائشوں افادہ
میں ہم نے تحقیق کی ہے کہ خود شاہ صاحب اس جیسے
مقام میں بہت روایات بے سند ذکر کی ہیں جیسا کہ اس
پوچھی نہیں جس نے ان کی کتب کا مطالعہ کیا ہے ، حرار
اس معنی کی مکمل تحقیق میں نے آخری فائدہ میں کر دی ہے

(۱۲ منہ ۱۲)

عہ بناء علی ان ما وضع علی غیرہ صلی اللہ
اس بنا پر کہ اگر اس نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
(باقی اگلے صفحہ پر)

عید و سلم پر جھوٹ بنائی گئی ہو۔ علوم الحدیث امام ابو نعیم و تقریب میں ہے، الموضح هو المختلق المصنوع (موضوع و حدیث ہے جو سن گھڑت اور بنا دی ہو۔ تہ)

الفیر میں ہے : ۵۵

شرح التلخیص المختصر الموضح

الکذب المختلق المصنوع

(صیغہ کی بدترین قسم خبر موضوع ہے، جو جھوٹ ہو گھڑی گئی ہو اور بسنا دی ہو۔ تہ)

ارشاد الساری میں ہے :

الموضوع هو الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویسمی المختلق۔
موضوع وہ حدیث ہے جو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جھوٹ گھڑا گیا ہو اسے خلق بھی کہتے ہیں۔ (تہ)

ہاں اس میں کلام نہیں کہ حکم صحت کبھی قطعی ہوتا ہے کبھی نفی، جیسا کہ ہم نے شمار قرآن میں تبدیل، مطوب مبارک سے اُس کی طرف اشارہ کیا اور حدیث مطعون یا کذب کو موضوع کہنے والے بھی اس کی موضوعیت بالیقین کا دعویٰ نہیں فرماتے بلکہ وضع نفی میں رکھتے ہیں جیسا کہ علامہ ابن حجر (جیسا کہ شیخ الاسلام نے نزہۃ النظر میں اس کی تصریح کی ہے۔ تہ) صحیح ترمذی و بیہقی قدس سرہ القوی مقدمہ لغات التتبع میں فرماتے ہیں، حدیث المطعون یا کذب یسمی موضوعاً و ایسے راوی کی حدیث جس پر کذب کا طعن ہو موضوع کہلاتی

(بغیر حاشیہ صفحہ گزشتہ) تعالیٰ علیہ وسلم
فیقال له الموضوع علی خلاف مطلقه لا یسراد
به الا الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم و علیہ یستق ما فی الارشاد و انت
طلقت فانت فی صفتہ صد کہما هو ظاہر کلامہ
آخرین ۱۲ ص (ص)

کے علاوہ کسی دوسرے پر جھوٹ گھڑا ہوا کہتے موضوع
علی ظاہر کہا جاتا ہے اور جب مطلقاً ذکر ہو تو اس وقت
تصور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ہی جھوٹ مراد ہو گا جو
ارشاد میں ہے اس کی بنا اسی پر ہے اگر آپ اس
کو مطلقاً ذکر کریں تو آپ کو اس میں گنہگار ہے جیسا کہ
دوسروں کے کلام سے ظاہر ہے ۱۲ ص (تہ)

۱۔ تقریب التواوی مع شرح تدریب الراوی النوح الحادی والعشرون مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ ۲۷۳/۱
۲۔ الفیر الحدیث مع فتح التلخیص کتب الموضح دار الامام مطبری بیروت ۲۹۳/۱
۳۔ ارشاد الساری شرح البخاری الفصل الثالث فی نذرة لطيفة لا مطبوعہ دار المکتب العربیہ ۱۳/۱

من ثبت عنه تعمد الكذب في الحديث ۛ
وان كان وقوعه مرة لم يقبل حديثه ابداً،
قاله ارباب المصنفين في اصطلاح المحدثين
هذا الا انه ثبت كذب به وعلم ذلك في هذا
الحديث بخصوصه، والمسألة طيبة والحكم
بالتوضيح والاقتضاء بحكمه لظن الغالب انه مخلصها
اقول عكرمى تامل ہی ہے کہ مجرد کذب فی بعض الاحادیث سے کہ معاذ اللہ کسی طبع دنیا یا تائید نہ سبب

فاسد یا مضبوط و غیر ہائے باعث ہونے غالب ہو جائے گا کہ اب جتنی حدیثوں میں یہ متفقہ ہو سب میں وضع و افتراء
ہی کرے گا اگرچہ وہ ان کوئی طبع وغیرہ غرض فاسد شاید دور اگر کسی طبع یا عادت سے ایک جگہ عللاً گویا ہی دی تو
اس کی سبب گواہیاں مردود و مفرد ہوں گی کہ فاسق ہے مگر یہ لگ جگہ میں غرایب تو ہی نہیں غالب نہ ہو گا کہ یہاں
بھی مجرث ہی کہہ رہا ہے وہاں بھی اس پر شہادت کو کس ہے اور اگر سند ہی چاہئے تو امام احمد الشافعی محمد بن اسماعیل
بخاری علیہ الرحمۃ ابیاری کا ارشاد شیخ محمد بن اسماعیل صاحب سیرت و بخاری کو بشام بن عمرو پھر امام مالک پھر وہب
پھر یحییٰ بن قحطان نے کتاب کہا،

اخرجه بن عدی عن ابی بشر المدولانی و
ابن عدی نے ابوبشر مدولانی سے اور

حسب حال التقصی عن هذا فی الیوان بقوله
قلت و ما یدری هشام بن عروہ فخلعه سمع
صها فی المسجد اوسم منها و هو صبی او دخل
عليها فحدثته من وراء حجاب فطاف فف
ف هذا وقد كانت امسراة
قد كبرت و استت اعلم

اس سے خلاصی میزان میں ان کے اس قول سے
ہو جاتی ہے: میں کہتے ہوں ہشام بن عمرو یہ کہہ چکے تھے یا نہ شاید
انہوں نے اس سے مسجد میں سنایا اس وقت اس سے
سنا جب وہ بچے تھے یا وہ اس کے پاس گئے ہوں تو
اس خاتون نے پردے کے پیچھے سے بیان کیا ہو کیا
معلوم کہ ان میں سے کون سی صورت ہے حالانکہ وہ خاتون
بزرگھی اور عیس والی ہو چکی تھی (صاحب فتنہ مذہبی) اور
(باقی صفحہ پر)

لغات التفتیح شرح مشکوٰۃ فصل فی الاحادیث الا
لئے میزان الاحادیث ترجمہ ۱۹۷۷ء محمد بن اسماعیل
مطبوعہ المعارف العلمیہ لاہور ۲۴/۱
مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۴/۷۰۰

محمد بن جعفر بن زید عن ابی قلابہ الرقاشی

محمد بن جعفر بن زید نے ابو قلابہ رقاشی سے ،

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۸۸)

ثم قال اجمثل هذا يستمد على تكذيب رجل من اهل العلم هذا امر دهم قد روى عنها محمد بن سقره

اقول لعائل ان يقول انت الحفاظ انا قد كنت مر بياصر فونت كذب الرجل بقرائن تلوم لهم ولقد نرى قوما من الانمة يكذبون مر جدا ولا يذكرون من السبب الا ما هو قاصر عندنا لعدم الحفاظ فتبدلنا احتيالا لا تثنى لعل الامر كذا احمى ان كذا وحى جميعا متدفعه حد هم بعضى ذلك الامام المتورى في مواضع من

شرحہ صحیح مسلم فقال هنا قاصدة تنبه علي ثم نحيل عليها فيما بعد ان شرفه تعالى وحى ان عذب رحمه الله تعالى قال اما ابنتي هثم (هو بن زياد الاموى، يعنى بنو ضعضوه من قبل هذه الحديث كان يقول حدشى يحيى من محمد ثم ادعى بعداه سمعه من محمد وهذا القدر وحده لا يقتضى ضعفه لانه ليس قيسى تصريح بكذب لا احتمال انه سمعه من محمد

پھر کہا کیا اس طرح کی صورت میں اہل علم شخص کو جھوٹا قرار دینا درست ہے یہ مردود ہے (درست نہیں) پھر اس سے محمد بن سقرہ نے بھی روایت کی ہے اقول (میں کہتا ہوں) قائل کے لیے یہ کہنا جائز ہے کہ حفاظ ناقدین بعض اوقات کسی آدمی کا جھوٹ قرائن کی وجہ سے ہلستے ہوئے ہیں اور ہم انہ کی ایک ایسی جماعت کا علم رکھتے ہیں جس نے کسی شخص کو جھوٹا کہا مگر سب ذکر کیا مگر وہ ہے جہاں ہرگز یہ قائل نہیں کہ ان قرائن کو نہیں جانتے تو ہمارے مستند احتمالات ظاہر ہوں گے شاید یہ سب یہ ہو اور وہ تمام ان کے ہاں مدفع ہوں، اس پر امام فوری نے اپنی شرح صحیح مسلم میں کئی جگہ تصریح کی ہے اور کہا کہ ہاں ایک قاصدہ ہے جس پر ہم تنبیہ کرتے ہیں اگر ائمہ تقلد نے نے چاہا اس پر واردیں گے اور وہ یہ ہے کہ حفظان رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ ہشام (ابن زیاد اموی) بتلا ہوئے معنی اس حدیث کی وجہ سے ان کو لوگوں نے ضعیف کہا جس کے متعلق وہ کہتے تھے مجھے کبھی نے محمد سے بیان کیا پھر وحی کیا کہ اس نے محمد سے روایت سنی ہے اور صورت یہ چیز ضعف کا تقاضا نہیں کرتی کیونکہ اس میں کذب مراد نہیں ہے ممکن ہے اس نے محمد سے سنا ہو باقی اگلے صفحہ پر

وہ کہتے ہیں مجھے ابوہریرہ سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حدیث

شیخ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حدیث

(بقرہ مائتہ و تین گزشتہ)

ثم نسبه فحدث عن يحيى بن حماد عن
ثم ذكر بسايعه عن محمد بن عرواح عن
وكن انهم الم هذا اقراعت و اعصم
اقتضت عند العلماء بهذا المتن الحذاف
فيه المبرزين من اهل العارفين بدقائق
حوال رواه انه لم يسمعه من محمد بن حماد
بذلك لما قامت لذلك الظاهرة من ذلك
وسياق بعد هذه الاشياء كثيرة من اقوال الائمة في المخرج
بنحو هذا وكما يقال فيها ما قلناه والله تعالى اعلم

وقال بعد ذلك معنى هذا الكلام ان
الحسن بن عماره كذب عرواح هذا
الحديث عن الحكم بن يحيى عن علي وانما هو
عن الحسن البصري من قوله وقد قد من اعم
مثل هذا وان كان يستعمل كونه جاء عن
الحسن وعن علي لكن الحفاظ يعرفون كذب
الكاذبين بقراعت وقد يعرفون ذلك
بدلائل قطعية يعرفها اهل هذا
الفن فقولهم مقبول في كل هذا
من اهل فن كما يسمونه في كل هذا

پھر نبول کیا پھر ہشام نے تجنی سے حدیث بیان کی ہو
پھر تجنی کو محمد سے سنا یا آیا تو دونوں نے محمد کے
حوالے سے روایت بیان کی ہو۔ لیکن سنن کا ہرین
اور اس کے راویوں کے دینی اصول پہننے والوں پر یہ
قرآن آشکار ہوئے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے
محمد سے نہیں سنا جب ان کے ہاں اس پر لائق خبری تمام
ہو گئے تو اب انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ ہشام نے محمد
سے نہیں سنا اور اس کے بعد منقریب اس کے قول میں
اسی طرح سے کثرت کے ساتھ جرح کا ذکر آئے گا اس
سبب میں وہی بات کہی جائے گی جو ہم نے یہاں کر دی ہے
اور سنن اعم

اور اس کے بعد کہا کہ اس کلام کا معنی یہ ہے کہ
حسن بن عمارہ نے جھوٹ بولتے ہوئے اس حدیث کو
حکم ارجحی از علی روایت کیا حالانکہ وہ حسن بصری سے
ان کے قول سے مروی ہے اور ہم پہلے بیان کر گئے
ہیں کہ اس کی مثل یہ ہے اگرچہ اس میں یہ احتمال ہے کہ
وہ حسن سے اور علی سے ہو، لیکن اس فن کے محقق
قرآن سے نبولوں کے جھوٹ سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور
اس کے وہ ایسے دلائل قطعیہ بیان دیتے ہیں جن کو
(باقی اگلے صفحہ پر)

اشہد ان محمد بن اسحق کذاب ، قلت
وما یدریک قال قال لی وہیب قلت فوہیب
وما یدریک قال قال لی مالک بن انس قلت
لمالک وما یدریک قال قال لی هشام بن عروہ
قلت له شام بن عروہ وما یدریک قال حدث
عن امرأتی فاعلمت بہت المنذر وادخلت
حی وحی بنت قیس وما سار ہار رجل حق لقیق
اللہ تعالیٰ

نے بیان کیا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ محمد بن اسحق
کذاب ہے ، میں نے عرض کیا تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا ؟
کہا مجھے وہیب نے بتایا میں نے وہیب سے پوچھا کہ
آپ کو کیسے معلوم ہے ، انہوں نے کہا مجھے مالک بن انس
نے بتایا تھا تو میں نے مالک سے پوچھا آپ کو کیسے علم ہوا
انہوں نے کہا مجھے ہشام بن عروہ نے بتایا تھا ، میں نے
ہشام بن عروہ سے کہا کہ آپ کو اس بات کا کیسے علم ہے ؟
انہوں نے کہا اس نے میری اہلیہ عاترہ بنت منذر سے
مدینہ بیان کی ہے اور ان کی شادی میرے ساتھ نو سال کی عمر میں ہوئی اور اس نے کسی آدمی کو نہیں دیکھا یہاں تک
کہ اس کا وصال ہو گیا ۔ (۱۰۷)

(بقیہ ماضیہ صفحہ گزشتہ)

اما قولک انہ یثبتون
فترائے طو لاء الانمة المجلة الامام م یثمدون
جزا فامنت دون ثبت ثم هذا اكله انما ذکرنا
لیعرف ان الذہبی کیف یحتال للذب عن
قدری امر وقد طهر واذا وقع بسی اشعر
او ولی ثم صوفی ہا را لایبق ولا یدرکما بیئہ
تلمیذہ الامام تاج الدین السبکی رحمہ اللہ
تعالی فی الطبقات والافانراجع عند علمائنا
ایضاً ہوتوثیق ابن اسحق کما سنذکرہ
ان شاء اللہ تعالیٰ واللہ تعالیٰ
اعلم ۲ مر (۴)

بایہ قول اکثر هذا یعتقد انہ اقوال یہ ان
حکیم اکثر پر اس بات کا اقرار ہے کہ وہ انما سے
کام لیتے ہیں تحقیق نہیں کرتے ، یہ تمام اس لیے ہم نے
ذکر کیا ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ وہ بھی نے کس حد
قدری سے کذب کیا ، جس کا معاملہ واضح تھا کہ
جس وقت یہ معاملہ کسی سنی اشعری یا کسی شیعہ صوفی کو
کی ہو تو وہ نہ چھوڑے نہ باقی رہنے دے جیسے کہ ان کے
شاگرد امام تاج الدین سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے طبقات
میں اس کو بیان کیا ہے در نہ ہمارے ہاں بھی راجح
یہی ہے کہ ابن اسحق تہذیبی جیسا کہ فقہ ربیع ہم اسے بیان
کریں گے ۔ (۱۰۸)

امام بخاری جرز القراۃ خلف الامام میں توثیق ابن اسحاق ثابت فرمائے کو اس سے جواب دیتے ہیں،
 مرآت علی بن عبد اللہ یہ مجتمع بعدیت ابن اسحاق
 و قال حتی عن ابن عیینہ ما رایت احدا یتحد محمد
 بن اسحاق (الی ان قال) ولو صح عن مالک

علیہ نقلہ نہ دیتی فی نصب النواۃ قبل کتاب
 الخلفی (۱۲۷ دہ)

علیہ ہمارے علاقے کرام قدست اسرارہم کے نزدیک بھی راجح محمد بن اسحاق کی توثیق ہی ہے مگر علی الہدای
 فتح میں زیر مسئلہ نقیب الخلیل المغرب فرماتے ہیں:

توثیق ابن اسحاق هو الحق الا بلید و ما نقل
 عن کلام مالک فیہ لا یتثبت ولو صح لہ یقتلہ
 اهل العلم کیف وقد قال شعبۃ فیہ هو
 امیر المؤمنین فی الحدیث و روافد
 عند مثل الشوری واجت ادویس و
 حادین حمید و یزید بن زبیر و
 ابن علیہ و عبد الوارث و ابن المبارک
 و احتملہ احمد و اجت معین و عامر
 اهل حدیث عنہ عن اللہ تعالیٰ لہم وقد اطلال
 البحدری فی توثیقہ فی کتاب القسراء
 خلف الامام لہ و ذکرہ اجت حبان
 فی الثقات و ان ما یکا سجم عن الکلام
 فی ابن اسحاق و اصرطح معہ و بعث الیسر
 ہدیۃ ذکرہ (۱۲۸ دہ)

لہ حاشیہ فتح القدر فصل فی استنباط الخلیل مطبوعہ نوید رضویہ سکھر ۲۰۰/۱

ابن اسحاق کی توثیق ہی واضح اور حق ہے اور امام مالک
 کا ان کے بارے میں جو قول منقول ہے وہ ثابت
 نہیں، اگر وہ ثابت بھی ہو تب بھی اہل علم کے ہاں
 قابل قبول میں ایسا کیونکر ہو گا لکن شعبہ نے ان
 کے بارے میں امیر المؤمنین فی الحدیث کہا اور ان
 ثوری، ابن ادویس، حماد بن زید، یزید بن زبیر،
 ابن علیہ، عبد الوارث اور ابن مبارک جیسے محدثین
 نے روایت کی ہے اور احمد ابن معین اور اکثر محدثین
 درجہ اولہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں عدم توثیق
 کا، احتمال غیر یقینی طور پر بیان کیا۔ امام بخاری نے
 اپنی کتاب القراۃ خلف الامام میں ان کی توثیق کے
 بارے میں طویل گفتگو کی ہے۔ ابن حبان نے
 ثقات میں ان کا ذکر کیا اور یہ کہ امام مالک نے ابن اسحاق
 کے بارے میں اپنے قول سے رجوع کر لیا، ان کے
 ساتھ متفق ہو گئے اور ان کے پاس یہ ارسال کیا جس کا
 انھوں نے ذکر کیا ہے (۱۲۷ دہ)

تساو له عن ابن اسحاق قلربما تكلم الانسان
 فيرى صاحبه نشئ واحد ولا يهيمه في
 الامور كلها الخ
 پر کسی ایک بات میں پس کرنا ہے اور ماقی تمام امور میں اس پر ہمت نہیں لگاتا (۱) (۲)
 دیکھو صاف تصریح ہے کہ ایک جگہ کاذب پانے سے بڑا ستم سمجھنا لازم نہیں، لاجرم امام ابن عریضہ شریف
 میں فرماتے ہیں،

قال الرزقي في نكتته على ابن الصلاح ميث
 قول موضوع وقولا لا يصح بوجوب كبريات
 الاول اثبات الكذب والاختلاق والثاني اخبار
 عن عدم الثبوت ولا يلزم منه اثبات العدم
 وهذا ايضاً في كل حديث قال فيه ابن العوزي
 لا يصح ونحوه قلنا لو كان نكتة تغييره بذلك
 حيث خبر به انه لم يرد له في الحديث
 قرينة تدل على انه موضوع، غاية الامر انه
 احتمل عندنا ان يكون موضوعاً لانه من طريق
 متروك او كذا ابوهذا انما يتم عند تفرد
 نكده ابواصاتهم على ان انما هذا اجتـ حجر
 خصه هذا في النجعة باسم المتروك وليس
 ينظمه في مسلك الموضوع
 اور صرف کذاب یا ستم سے مروی ہو، علاوہ ازیں مافظ ابن حجر نے کجۃ الفکر میں اسے متروک کا نام دیا ہے موضوع
 کی لڑی میں اس کو شامل نہیں کیا۔ (۱) (۲)
 دیکھئے فرد کذاب کو صرف احتمال وضع کا مورث بتایا اور ابن الجوزی نے موضوعات میں جہاں موضوع کہتے

وہیچ و خبرہ کی طرف عدول کیا اس کا یہی نکتہ ظہر آیا کہ جو تفرقہ کذاب یا مستقم احتمال وضع تھا اگر غلبہ ظنی بہت کلمہ یا وضع سے کیا، مانع تھا کہ صحیح موضوع وغیرہ تمام احکام میں غلبہ ظنی کافی اور بلا مشرب محبت شرعی ہے۔

اقول والاشارۃ فی قولہ خصہ هذا اساتذہ الی الاقرب وهو التہم فہو الہدی خصہ الحافظ باسم المتروک اما ما تفسر وہ، لکن اب فہو عین الموصوع عندہ فانما مرفوعہ بہا فیہ الطعن بکذب الراوی فلیتنبہ ہذا اھکولہ ما ظہری والحمد للہ العالی۔

اقول زرکشی کے الفاظ "خصہ هذا میں اشارہ اقرب کی طرف مبنی تہم کی طرف ہے تو یہ وہی ہے جس کے لئے حافظ ابن حجر نے متروک کا نام خاص کیا ہے لیکن جس روایت میں کذاب متفرد ہو وہ حافظ کے نزدیک بھی عین موضوع ہے کیونکہ انھوں نے خود موضوع کی تعریف کی ہے کہ جس میں کذاب راوی کا طعن ہو، اس پر توجہ کرو یہ وہ امور تھے جو میرے لیے ظاہر تھے اور تمام حوالہ کے لیے جو واحد و بلند ہے (ت)

فقیر نے اپنی بعض تحریرات میں اس مسئلہ پر قدرے کلام کر کے دکھانے،
ہذا ما یظہر لنا والحاصل محصل تامل علیماصل
لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا
یہ وہ ہے جو ہم پر ظاہر ہوا اور یہ مقام عقلمن غور و فکر
سب سے بہتر ہونی ضرور کہ سہ، شاید اللہ تعالیٰ اس کے
بعد کوئی دوسرا ملاحظہ فرمائے۔ (ت)

الحمد للہ اب جو کہ کثیر اسے تاکہ دانیہ حاصل ہو کلام امام سخاوی کی قلم یہ کلام علامہ قاری و علامہ منادی ہیں اس
کے نظائر صریح کلام امام اجل شبیر بن الحجاز سے استنباط صحیح توفیق امام ابن الصلاح و امام ذہبی و امام عراق و
امام قسطلانی کا قلم سے عجیب حدیث سے تائید دیکھ عقل سے تشبیہ کلام امام بخاری و علامہ ابن عراق سے تائید
الحمد للہ مسرور و مسرور اھتد حق سچائی و احدث امرا (تمام نویسیں ظاہر ہو، طنا ائمہ کے لیے ہیں پس
اس نے میری امید پوری کی اور نئی راہ پیدا فرمائی۔ (ت)

تعلیل (تبیہ مسئلہ اف ۲۵۵) کہ کتاب موضوعات میں ذکر حدیث مولفہ کے نزدیک یہ مسئلہ موضوعیت
نہیں، اس عبارت تنزیہ الشریعہ سے ایک اور نفیس فائدہ حاصل ہوا کہ کتب موضوعات قسم اول میں بھی لفظ
کلم پر لیا جائے اگر صریح موضوع یا باطل کہ دیا تو مولف کے نزدیک وضع ثابت ہوگی اور اگر لایمض و خبرہ ہنگامہ انکا کی
طرف عدول کیا تو آخر یہ عدول یہ چیز سے نیست ظاہر ہو، مولف کو اس پر حکم وضع کی جرأت نہ ہوتی صرف احتمال مرجع
کتاب کیا جادہم فلعلہ حسن وجہ و لہ امر لضرہ فلیحفظ (اسے اچھی طرح سمجھ لیجئے شاید یہ بہتر توجیہ ہو
اور میں نے اسے کسی غیر سے نہیں پڑھا پس اسے محفوظ کر لیجئے۔ (ت)

قائدہ ۴ : (مجمول العین کا قبول ہی مدسب تحقیق ہے) ، افادہ دوم میں گزرا کہ امام نووی نے مجموع العین کا قبول بہت تحقیق کی طرف نسبت کیا اور امام اہل ابو طالب بھی نے اسی کو مدسب فقہائے کرام و ادیانے نظام قرار دیا اور یہی مدسب چارے ائمہ اسلام کا سبب رہی اور تعالیٰ عنہم اجمعین ۔ مسلم الشیوخ و فرائح الزکوت میں ہے :
 (لا جرح (یا نہ راویا) و احدا (حفظ) و وف
 غیرہ) (و هو مجموع العین اصطلاح) کھیلان
 یس لہ راوی عن الشعبي فان الساطع العدا لہ و
 الحفظ لا تعد الرواة و قیل لا یقبل عند
 السعدین و هو متکون من مختصرا۔
 اس میں جرح نہیں کہ اس کا راوی (اقول) ایک
 ہے (اور وہ اصطلاح میں مجموع العین ہے ، مثلاً
 تھمان بن عوف سے راوی شعبی کے علاوہ کوئی نہیں کہ نہ
 دارع الشافعی و عنطیہ راویوں کا متعدد ہونا نہیں
 بعض نے کہا کہ محدثین کے نزدیک یہ مقبول نہیں یہ
 زیادتی ہے اور مختصراً ۔ (ت)

پس دوبارہ مجموع قول مقبول یہ ہے کہ مستور و مجموع العین دونوں حجت ، ہاں مجموع الحال جس کی عداوت ظاہری بھی معلوم نہ ہو احکام میں حجت نہیں فضا میں بلا اتفاق و دیکھی مقبول۔
 تشبیہ (غائباً مطلق) مجموع سے مراد مجموع العین ہوتا ہے ، مجموع جب مطلق کہلاتا ہے تو کلام مجتہدین میں غائباً اُس سے مراد مجموع العین ہے ، ہم کہتے ہیں "استقام میں فرماتے ہیں
 جہاد العین و هو غالب اصطلاح اہل حدیث
 افسان فی الحدیث الاصلی
 مجتہدین جب مطلقاً مجموع کا لفظ نہیں تو اکثر طور پر اس
 سے مراد مجموع العین ہوتا ہے ۔ (ت)

قائدہ ۵ : (نامہ ۵ متعلق افادہ ۲۱ کہ قبول ضعیف کے لیے درود و حج کی حاجت نہیں ، ہم نے افادہ ۲۱ میں روشن دلیلوں سے ثابت کیا کہ راویوں الاحکام میں ضعیف محتج وہ وصحیح نہیں اور دلیل ثابت میں اس کے و نسب لغیر کے پتے دے سب سے اہل و اعظم یہ کہ اکابر ائمہ کرام اعظم محدثین احکام مثل امام ابن عساکر و امام ابن شہین و ابو جبر طیب بغدادی و امام سیوطی و امام محب الدین طبری و علامہ ناصر الدین ابن المنیر و علامہ ابن سید الناس و حافظ ابن عساکر و قاضی خازن و غیرہم نے حدیث ایجاد البیہ کریمین کو باصفت تسلیم ضعف و بارہ فضائل

عنه فی الباب الاول تحت حدیث الاول ۱۲ متر فی الحدیث الاول

۱۔ فرائح الزکوت شرح مسلم الشیوخ بدیل المستفی مسند مجموع الحال الم مطبوعہ مشورات اشرفیہ انجمنیہ کراچی ۱۴۰۹
 ۲۔ شفاہ استقام فی زیارۃ خیر الانام الحدیث الاول مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص ۹

ایسا معمول و مقبول مانا کہ اسے احادیث صحاح سے کہ نظام مخالف نہیں مگر غریب نظر آکر ان کا نام نہ جانا تو خود اس باب میں حدیث صحیح کی حاجت و کنار اس کے مقابل کی صحاح اس سے ضعیف ٹھہرائی تشریح سواہب لہذیل میں ہے :

قال السيوطي في سبيل النجاة حال الى انت الله
تعالى احياء حتى اصابه طائفة من الائمة
وحفظ الحديث واستندوا الى حديث ضعيف
لا موضوع كالخطيب واجت عساكر واجب
شاهين والسهيلي والحب الطبري والعلامة
ناصر الدين ابن النوير وابن سيد الناس
ونقله عن بعض اهل العلم ومثعب طيب
الصلاح الصفي ، والحافظ ابن ناصر ، وقد
جعل هؤلاء الائمة هذا الحديث ماسحة للاختاد
الواردة في مخالفة وهو اعلى به متأخر عما
هلا تعارض فيه وبينها في وقت في الدرر
المنيفة جعلوه تاسخا ولم يبالوا بضعفه كان
الحديث الضعيف يعمل به في الفصائل والنسب
وهذه منقبة هذا كلامه هذا الجهد وهو
في عاية التحرير له ملخصا .
حدیث پر عمل کیا جاتا ہے اور وہ ابوالدین کا اسلام لانا ، آپ کی منقبت ہے ، یہ ای ماہرین حدیث کا کلام ہے اور یہ
اس مسئلہ میں انتہائی بہتر رائے اور تحریر ہے اور طفا (ت)

تنبیہ ضروری (دو بار کے ایک کیہ پر آمکھ کرنا ، اقول جب کسی اصل کلمات ملتا ہے اثبات منظر
پر تو اس کے لیے کافی ہے کہ انہوں نے فلاں فلاں فروغ میں اس پر مثنیٰ فرمائی معلوم ہوا کہ اصل ان کے نزدیک
متاصل ہے ان کلمات کی نقل سے غرض مستدل اسی قدر امر سے متعلق اگرچہ وہ فروغ خاص منظر کسی اور وجہ کے اس کی
مستعمل ہو مثلاً ہم نے افادہ ۲۸ میں اس امر کے استحباب کو کہ موضوعیت مستلزم موضوعیت نہیں کلام ائمہ سے چند نظائر

نقل کیے کہ دیکھو حدیث کو مرفوع اور مفعول کا مشروط مانا اسی قدر سے استدلال تمام ہو گیا اگرچہ ہمیں ان بعض احادیث کی وضع تسمیم نہ ہو جو یونہی یہاں آتی ہاں سے کام نہ لے کر امام نے ضعیف کو صحیح سے اتنا مستغنی مانا کہ ناخ حسانا و مونی غنا نوید و مشیت ہو گیا اگرچہ بر قابل نسخ نہ ہوں اور دوسرے طور پر صحاح کا معارضہ پیش کر کے ان ضعافات کو قبول کریں یہ نکتہ ہمیشہ طرہ کار کھنے کا ہے کہ متکلیف و باریہ دوسرے کے دیتے اور خارج از بحث اس فرما کے ترجیح و تریف کی ریت کتر اجاتے ہیں۔ حاکم نے تحقیقی مستندنا الوالد قدسی سرہ المجاہد نے قاعدہ یا زودیم اصول ارشاد شریف میں اُن نسخہ کے اس کی ضعیف کی طرف ایمانے طبعیت فرمایا جو یونہی فقیر نے آخر نکتہ مدخل سیزدہم فروع اول مقصد سوم کتاب شیعۃ العوایق میں بیان صحاح الاحوال میں اس کی بطریق متنبہ کیا طبعیت۔

قائدہ ۶ (نہادہ ۶ متعلق انوارہ ۲۰) کہ حدیث ضعیف بعض احکام میں بھی مقبول (افادہ ۲۰) میں مگر اکر فضائل و مصلحت بعض احکام میں بھی حدیث ضعیف مقبول ہے جبکہ عمل عمل احتیاط و دفع ہے ضرر ہو اس کی ایک اور غیر تیز علامہ علی کا فرمانا ہے کہ نماز میں سترہ کو سیدھا اپنے سامنے نہ رکھے بلکہ دہنی یا بائیں ابرو پر ہو کہ حدیث میں ایسا وارد ہو اوروہ اگرچہ ضعیف ہے مگر ایسے حکم میں مقبول۔

افادہ میں مستحب یہ ہے کہ سترہ دونوں ابروؤں میں سے کسی ایک کے سامنے طر کیا جائے جیسا کہ برداد نے ضباعتہ جنت مقدسین اسودادہ انھوں نے اپنے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی ٹکڑی، سستون یا دھرت کی طرف نماز ادا کرتے ہوئے نہیں دیکھ مگر آپ اس کے اپنی دائیں یا بائیں ابرو مبارک کے سامنے کر دیتے یا کل سیدھا اس کی طرف رخ نہ ہوتا۔ اس حدیث کو ولید بن کمال اور ضباعتہ کے جمول ہونے کی وجہ سے سہ جن پر عمل اس طرح کی روایت سے جائز ہے کیونکہ پیشہ

جیث قال یبھی ان یجعلها حیال احد حاجبہ لما روی ابو داود من حدیث جب سے بہت المقد بن الاسود عن ابیہا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الی عود ولا عمود ولا شجرة الا جعلہ علی حاجبہ الا یمین او الایسوی لایصل لہ صمداء وقد اعلی الولید بن کمال و یجھالہ ضباعتہ لکن ہذا الحکم مما یجوز العمل فیہ مثل ہذا لانه من العیون انہ بالاختصار معلول قرار دیا گیا، لیکن یہ حکم ان مسائل میں سے ہے جن پر عمل اس طرح کی روایت سے جائز ہے کیونکہ پیشہ فضائل افعال سے ہے اہل باختصار۔ (تہ)

عہ او آخر کتابتہ تصدیق القروۃ ۱۲ منہ (۴)

مطبوعہ سید الیڈی ۵ چور ۳۶۸ ص

ایک اور اعلیٰ و اہل نظیر کلام امام حافظ محدث ابو بکر سیفی و امام محقق علی الاطلاق و امام ابن امیر میج
و علامہ ابراہیم حلبی و علامہ شمس شرنبلالی و علامہ سید احمد ططاوی و علامہ سید ابن عابدین شامی و غیر ہم سلسلہ
اعلام رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہ ہے کہ سنسن ابی داؤد و ابن ماجہ میں بطریق ابو حمزہ یا ابو محمد بن محمد بن حریت سے یہ
حریت دہل میں بنی عذرة، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن ابی النعمان عن ابی النعمان عن ابی النعمان عن ابی النعمان عن ابی النعمان
نماز مروی ہوا۔

وان لم یکن معہ عصا فلیخط خطا
اگر اس کے پاس بکڑی ہو تو اپنے سامنے ایک
خط کھینچ لے۔

امام ابو داؤد نے کہا امام حسین بن عیینہ نے فرمایا
لم یجد شیئاً نشد بہ ہذا الحدیث ولم یجی الامین
ہذا الوجه۔

یہی امام شافعی و امام سیفی و امام نووی و غیر ہم امام سے اس کی تصنیف فرمائی بلکہ امام احمد و علامہ مذکورین

عنہ قال فی الحدیث ثم فی رد المحتار وقد یما سر من
تضمیمہ تبصیحہ احمد و ابن حبان و غیرہما
لما ذکر عقبہ فی الحلیۃ بما یاق عنہما من قولہ و
یظہر ان اکثبہ ۱۰ و قال فی المرقاة قد اشار
الشافعی الی ضعفہ واضطرارہ قال ابن حجر صحیحہ
احمد و ابن المدی و ابن المنذر و ابی حبان
و غیرہم و جزم بصحہ النووی و ملخصا قلت
و هو ان فرض صحۃ لم یصوتا فیہ من بعدہ
لما قد ما انفاق التبیہ ۱۲ مری اللہ تعالیٰ بزم
قرہا سے بیان کردہ مسئلہ میں یہ نقصان وہ نہیں جیسا کہ ابھی ہم نے تبیہ میں اس کا ذکر کیا ہے ۱۲ (دست)

غیر محدود الوقت میں ہے کہ اس کی تصنیف بھی احمد و ابن حبان
و غیرہ کی تصحیح کے معارضت کی ہے اور علی بن اس کا تعاقب
ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے جو آگے آرہے ہیں یعنی
وان یظہر ان الاشبہ ۹ اور مرقات میں ہے
کہ امام شافعی نے اس کے ضعف اور اضطراب کی
طرف اشارہ کیا ہے، ابن جریر نے کہا کہ احمد ابی یحییٰ
ابن منذر اور ابن حبان و دیگر کو اس کی تصحیح کی ہے
اور امام نووی نے اس کے ضعف پر جزم کیا ہے اور
طحاوی میں کتابوں اگر اس کی صحت پر فرض کر لی جائے

نے تصریح کی کہ حدیث صحیفہ سی ایسے حکم میں مجتہد و مقبول ہے کہ اس میں منہجے ضرر ہے۔ مرقاة مشکوۃ
امام ابن حجر مکی سے سنتوں،

قال البيهقي لا بأس بالعمل به وإن اضطرر
استاده في مثل هذا الحكم إن شاء الله تعالى
امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اگرچہ اس حدیث کی سند میں
اضطراب ہے مگر اس بارے کے مسائل میں اس پر عمل
کرنے میں کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (ت)

حکم میں فرمایا،

يظهر أن الألبان قول البيهقي ولا بأس بالعمل
بهذا الحديث في هذا الحكم إن شاء الله تعالى
وجزم به شيخنا رحمه الله تعالى فقال والسنة
أولى بالاتباع
اسی سے واضح ہوتا ہے کہ بیہقی کا قول اس حکم میں اس
حدیث پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ تعالیٰ
امشبہ و مختار ہے، اور اسی پر ہمارے شیخ رحمہ اللہ
تعالیٰ نے یہ کہتے ہوئے جزم فرمایا کہ سنت زیادہ
لائی اتباع ہے۔ (ت)

فقیر میں ہے،

من جوزه استدلال بهديث في داود وتقدم ما فيه
لكن قد يقال إنه يجوز العمل بمثل في العصال
كما مرنا ولذا قال ابن الهمام والسنة أولى
بالاتباع اهـ خلاصاً
جس نے جاز قرار دیا اس کا حدیث ابی داؤد سے استدلال
سے ہمارے اس حدیث میں جو ہے وہ کیجے بیان ہو چکا لیکن
کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ عصال میں ایسی حدیث صحیفہ
پر عمل جائز ہے بعد ازاں ابھی گزرا اور اسی ہے امام
ابن الہمام نے فرمایا سنت زیادہ لائی اتباع ہے اور خلاصاً

نیز فقیر پھر اعلیٰ القادریٰ شرح نور الایضاح پھر حاشیہ طحاوی علی مرقاۃ المفاتیح میں ہے،

ان سلوا به یعنی الخطمیر مفید فلا ضرر فیہ
مع ما فیہ من العمل بالحديث الذي يجوز
العمل به في مثله
اگر تسلیم کر لیا جائے کہ خطمیر مفید نہیں تو اس میں کوئی ضرر نہیں
ہوگا اور اس کے عمل نظر ہونے کے یہ حدیث ان میں سے
ہے جس پر ایسے احکام میں عمل جائز ہوتا ہے۔ (ت)

سے مرقاة مشکوۃ، الفصل الثانی فی باب المسترة مطبوعہ مکتبہ الدار الیمنیہ ۲/۲۶۹

سے حاشیہ المحلی شرح خیر المصل

سے غنیۃ المستمل فروغ فی الفوائد مطبوعہ سیل انڈیا دہرہ

۳۶۸ ص ۳۶۹ ص " " " "

رد المحتار میں ہے :

يسن الخط كما هو المراد في الثانية عن محمد
لحديث أبي داود فان لم يكن معه عصا فليخط
خطا وهو ضعيف لكنه يجوز العمل به في
الغضائل وله اقبال ابن القمام والسنة اولى
بالاتباع الا

خط کھینچنا مسنون ہے جیسا کہ امام محمد کی روایت شریفہ
انہوی نے ابو داؤد کی اس حدیث سے استدلال کیا ،
بخاری کے پاس عصا لکھی ہے جو تو ایک خط کھینچنے کے یہ حدیث
ضعیف ہے لیکن فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے اس بنا
پر امام ابن حاتم نے فرمایا : سنت زیادہ لائق اتباع ہے اے اہل

تفسیر (فصل فی اعمال سے مراد اعمال حسنة ہیں نہ صرف ثواب اعمال ، ان وہ نون نظیروں میں ملاحظہ فرمائیے
علی اور نظیر اخیر میں علامہ شامی کا ان افعال میں سترہ کو ابرو کے مقابل رکھنے یا حد کھینچنے کو فضائل سے بتانا اس
معنی کی صریح تصریح کر رہا ہے جو حیرنے کا شیعہ افادہ ۲۱ میں ذکر کیا تھا کہ فضائل اعمال سے مراد اعمال فضائل ہیں
یعنی وہ اعمال کہ سترہ مستحسن ہیں نہ خاص ثواب اعمال ، یہاں سے خیالات باطلہ انگور کی کھلیج کا مل ہوتی ہے لہذا لفظ
فائدہ ۷ (حدیث ضعیف سے شیت بھی ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں ، جمادات رد المحتار کہ ابھی منقول ہوئی
بنیادی ہے کہ امثال مقام میں نہ صرف استحباب بلکہ حقیقت بھی حدیث ضعیف سے ثابت ہو سکتی ہے جو منہی افادہ ، اس
علی بخاری کا ارشاد گذرا کہ حدیث ضعیف کے سبب جماعت علماء سے منع کر دی کہ مستحب یا سنت مانا ۔

اقول لكن قال الامام ابن امير الحاج
في المحلیت بعد ما ذكر حديث ابن حنبل عن
الفاكهة وعن ابن حنبل عن
ابن مرفع رضي الله تعالى عنهم في اختصالي
السجى صلى الله تعالى عليه وسلم يوم العيدين
وقال ان في اسانيد هذه ضعفاء مانعه ،
واستعان فسد العيدين ان قلنا بان تعدد الطرق
الواردة فيه يبلغ درجة الحسن ، والا لندب
وفي ذلك تأمل ثم فقهنا اشارس رحمه الله تعالى

اقول لیکن امام ابن امیر الحاج نے علیہ میں عیدین
کے دو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل کے
بارے میں حدیث ابن ماجہ ، فاکہ ، ابی جاس سے روایت
حدیث بزار اور ارفع رحمی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت
کرنے کے بعد کہا کہ ان اسانید میں راوی ضعیف ہیں
اور پھر کہا کہ عیدین کے موقع پر فضل سنت ہے اگر ہم یہ
کہیں کہ حدیث متعدد طرق سے مروی ہو سکتی ہے بنا پر
حسن کا درجہ پا سکتی ہے اور اگر یہ نہیں تو فضل مستحب ہے
اور اس میں تأمل ہے اور امام رحمہ اللہ تعالیٰ نے سہا

ان الضعیف لا یقید الاستثان والذی قد قول انت
انسته مر بما تطلق علی المستحب لکنه کما
مصرحوا بهم فی نتیجه کلام الشیخی و القاسمی
و به یحصل التوفیق بین الروایتین عن علاننا
فی المسألة اعنی مسألة الخط من انت اسود
لاستحسان و من نفی الاستثان و قد کان
متأیدا بما فی الخلیفہ هل ینوب الخط بعب
ید یہ منابہ فمن ابی حنیفة و هو احدی
الروایتین عن محمد انه لیس بشئ اعم لیس
بشئ مسنون اهلوانه شراد بعدہ بل فعله و
ترکه سواء اتفق فقیه بعد بعد فافهم۔

کی طرف اشارہ کیا ہے کہ حدیث ضعیف سنت کا فائدہ
نہیں دیتی، حدیث سے لے یہ چاہئے کہ اگر کئے کہ بعض
سنت کا اطلاق مستحب اور مقبہ کا مستحب ہوتا رہتا
ہے جیسا کہ فقہانے اس کی تصریح کی ہے، لہذا امام
شاہی اور قاری کے کلام کی توجیہ ہو جائے گی اور کسی
سے مسئلہ خط میں ہمارے علمائے مروی و روایات
میں قطعی بھی ہو جائے گی پس جس نے اسے ثابت کیا
اس نے اس سے استحسان کا ارادہ کیا اور جس نے
نفی کی اس کا مقصد یہ ہے کہ حدیث نہیں اور اس کی
تائید ملکہ کی اس عبارت سے ہوتی ہے کہ کیا خط
سنت کے قائم مقام ہو گیا نہیں؟ تو امام ابو حنیفہ و
ابو یوسف کے مطابق امام محمد فرماتے ہیں کہ یہ کوئی شیء نہیں یعنی سنت نہیں اور کاش اس کے بعد وہ یہ اضافہ
نہ کرے کہ اس کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہوتا ہے۔ اس میں نہایت ہی بدست اسے اچھی طرح سمجھو۔ (ت)

فائدہ ۸ (فائدہ متعلق افادہ اگر وضع یا ضعف کا حکم بھی جانا سند خاص ہوتا ہے نہ جانا
اصل حدیث) ہم نے افادہ ۱۱ میں بہت قصور نقل کیے کہ بار بار محدثین کا کسی حدیث کو موضوع یا ضعیف کہنا ایک
سند خاص کے اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ اصل حدیث کے۔ اور شیخ حدیث صحیح زکوة علی مروی سنن ابی داؤد
ونسائی،

یعنی ایک ہی حدیث اقدس حضور سید عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوئیں ان کی بیٹی ان کے
ساتھ تھیں و دختر کے ہاتھ میں سونے کے کڑے
تھے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا ان کی زکوة (راکتی ہو) عرض کی نہیں، فرمایا کیا
کچھ یہ پسند ہے کہ اللہ عز وجل قیامت میں ان کے

امراة انت السبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
ومعها ابنتہا و بی ید ابنتہا مسکنتان
غلیظتان من ذهب فقال لعلین ذکاة هذا
قالت لا قال یسورک انت یسورک اللہ بہما
یوم القیۃ سوا میں من نار قال فخلعتہما
فالقہما الی النسبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نقائص ہما للہ ورسولہ ﷺ

ہے آگ کے ٹکڑے پھانسنے، اُن بی بی نے کڑے نام لڑنے والے کو
اور عرض کی یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں جہاد و صلہ
تعالیٰ علیہ وسلم

جیسے امام ابو الحسن ابن القطن و امام بن المقفع و عمار بن مہر کے نے کہا اسادہ صحیحہ (اس کی سند صحیح ہے۔
امام عبد العظیم منذری نے مختصر میں فرمایا اسادہ لا مقال فیہ (اس کی سند میں کچھ شکوک نہیں) محقق علی الاطلاق
نے فرمایا لا شبہ فی صحیحہ (اس کی صحت میں کچھ شبہ نہیں) امام ترمذی نے جامع میں روایت کر کے
فرمایا لا یصح فی ہذا الباب عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سہل (اس باب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے کچھ صحیح ٹری سہل امام منذری نے فرمایا لعل الترمذی قصد الطریقین الدین ذکرہی والا فطریق
ابی داؤد لا مقال فیہ (شاید ترمذی ان دو طریق کو کہتے ہیں جو انہوں نے ذکر کیے ورنہ سند ابی داؤد میں صد
جائے گفتگو نہیں) ابن القطن نے فرمایا

اصحیف ہذا الحدیث لان عندہ فیہ
ضعیفین اہل لہیعة والمثوب من
اصباحہ
انہوں نے اس وجہ سے تضعیف کی کہ ان کے
پاس اس کی سند میں دو راوی ضعیف تھے
ابن جبر اور شعیب بن الصباح۔
ذکر الامام المحقق فی الفتح ثم العلامة
القاری فی المرقاة۔
اسے امام محقق نے فتح القدر اور مائتہ قاری نے
مرقاۃ میں ذکر کیا۔ (ت)

اور نئے صریح روایتیں کہ حضور پر نور سید الانوار امام عرب، مہر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے
وہ باہو آفتاب پلٹ آیا، مغرب ہو کر پھر عصر کا وقت ہو گیا یہاں تک کہ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ

۱۶۸/۱	مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور	باب الکفر ما ہو ذکوة الخلی	۱۶۸/۱
۱۶۴/۲	بحوالہ ابی الحسن ابن القطن فی فصل فی الذہب، مطبوعہ توریہ رضویہ سکھر	بحوالہ ابی الحسن ابن القطن فی فصل فی الذہب، مطبوعہ توریہ رضویہ سکھر	۱۶۴/۲
۱۶۴/۲	" " "	" " "	۱۶۴/۲
۱۶۵/۲	" " "	" " "	۱۶۵/۲
۸۱/۱	آفتاب عالم پریس لاہور	باب ما جاز فی ذکوة الخلی	۸۱/۱
۱۶۴/۲	توریہ رضویہ سکھر	توریہ رضویہ سکھر	۱۶۴/۲
۱۶۴/۲	" " "	بحوالہ ابن القطن	۱۶۴/۲

وجہ الحکم نے نماز معصراؤ کی جیسے طحاوی و امام قاضی عیاض و امام مفطای و امام قطب خیمیری و امام سیوطی و امام غزالی و امام خاتم الخفا و سیروطی وغیرہ اہل کرام نے حسن و صحیح کہا تھا وہ مفصل فی الشفاء و مشروحة و المواہب و شویحہ (جیسے شفاء) اس کی شروع اور مواہب اور اس کی شرح زرقانی میں تفصیلاً مذکور ہے۔ علامہ شامی اپنی سیرت پھر علامہ زرقانی کی شرح مواہب میں فرماتے ہیں

امام قول الامام احمد و جماعة من الحفاظ
بوصحة فانظر هر انه وقع لهم من طريق
بعض النكذ ابين والا فله قد السابقة يتعذر
معها الحكم عليه بالضعف فضلا عن
الوضوح
امام احمد اور حفاظ کی جماعت کا اسے موضوع قرار دینا اس وجہ سے ہے کہ ان کو یہ روایت ایسے لوگوں کے ذریعے پہنچی ہوگی جو کذاب تھے ورنہ اس کی سابقہ قدام سانیہ پر ضعف کا حکم لگانا متعذر ہے، چرہا نکہ اسے موضوع کہہ جائے۔ (ت)

امام ترمذی نے امام شیخ الاسلام عفیہ عنہ کرام مرتب العلماء الاسلام تقی المذنب والدين ابو الحسن علی بن عبد اللہ تلمیذی کی قدس سرہ الملکی کتاب مستطاب منکر الصواب مرغم الشیطان و غم الايمان شفاء الاستقام فی زیادة خیر لانام طبرہ علی آثار افضل الصلوٰۃ والسلام میں فرماتے ہیں،

وصایب ان یتنبہ لہ ان حکم المحدثین
بالا سکر والا مستطاب قد یکون بحسب تلك
الطریق فلا یلزم من ذلك من وجتن الحديث
بختلاف طلاق العقیقہ ان الحديث هو ضوح
فانه حکم علی المتن من حیث الجملة
اس سے آگاہ رہنا واجب ہے کہ محدثین کا کسی حدیث کو منکر یا غریب کہنا کبھی خاص ایک سند کے لحاظ سے ہوتا ہے تو اس سے اصل حدیث کا رد لازم نہیں آتا، اختلاف فقہ کے موضوعات کہنے کے کہ وہ بالاجمال اس متن پر حکم ہے۔

تلفیظہ جلیلہ طیفہ : (طیفہ جلیلہ طیفہ جان پر لاکھ سن کو پہاڑ) ابو داؤد و نسائی کی یہ حدیث صحیح عظیم جلیل جس میں آن بی بی نے کڑوں کے صدقہ کر کے میں اللہ عزوجل کے ساتھ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عن فی الباب الاول تحت الحديث الخامس من
حجرات طبرہ فی فہمہ جہا فی ۱۷۱ (مر)
باب اول میں حدیث خامس کے تحت یہ مذکور ہے، جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر لڑکی کا ذبح کیا۔

لہ شرح الزرقانی علی مواہب اللذیر رد شمس لاسنی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطبوعہ مطبعہ عامہ مصر ۱۳۲/۵
شفاء الشفاء المطبوعہ مطبعہ نور یہ رضویہ فیصل آباد ص ۲۹

کا نام پاک بھی ملایا اور حضورؐ نے انکار نہ فرمایا عینہ بھی مضمون صحیح بخاری صحیح مسلم نے حدیث توبہ کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں روایت کیا کہ کعب بن مالک نے توبہ قبول ہوئی عرض کی۔

یا رسول اللہ ان من توبی ان اصحمت منی صلی
 یا رسول اللہ امیری توبہ کی تمامی رہے کہ میں پناہ دار
 صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 مال اقدار اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کے لیے صدقہ کر دوں۔

حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکار نہ فرمایا۔ یہ حدیث حضرات و پاسداری کی جان پر آفت ہیں انھیں دُور کیا
 موقوف فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ منہ کجا اب استغفارے بعض علمائے دینی ایک نفیس و جلیل و مجرب و رسا و مسیبت نام
 تاریکی الامس والحق لنا عقی المصطفیٰ بہ افع البدل عجب عجب تاریکی افعال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سوی بالامور انعامہ تالیف کیا اس میں ایسی بہت کثیر و نفیس باتوں کا آیات و احادیث سے صاف و صریح
 ثبوت دیا مثلاً قرآن و حدیث ناموں میں کہ اللہ و رسولؐ نے دو نعمت کر دیا۔ اللہ و رسولؐ نگہبان ہیں، اللہ و رسولؐ
 بے واپس کے وال ہیں۔ اللہ و رسولؐ مالوں کے مالک ہیں، اللہ و رسولؐ زمین کے مالک ہیں، اللہ و رسولؐ کی طرف
 توبہ۔ اللہ و رسولؐ کی دوہائی اللہ، رسولؐ نے و سبب اللہ و رسولؐ سے وہیہ کی توقع، اللہ و رسولؐ نے نعمت
 دی، اللہ و رسولؐ نے عزت بخشی۔ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے حافظ و نگہبان ہیں، حضورؐ کی
 طرف سب کے ہاتھ پھیلتے ہیں، حضورؐ کے آگے سب گراؤں رہے ہیں، حضورؐ ساری زمین کے مالک ہیں، حضورؐ سب
 آدمیوں کے مالک ہیں، حضورؐ تمام امتوں کے مالک ہیں، ساری دنیا کی مخلوق حضورؐ کے قبضہ میں ہے، اللہ کی
 کنیاں حضورؐ کے ہاتھ ہیں، نعت کی کنیاں حضورؐ کے ہاتھ ہیں، جنت کی کنیاں حضورؐ کے ہاتھ ہیں، دوزخ کی کنیاں
 حضورؐ کے ہاتھ ہیں، آخرت میں عزت دینا حضورؐ کے ہاتھ ہے، قیامت میں کلی اختیار حضورؐ کے ہاتھ ہیں،
 حضورؐ مصیبتوں کو دور فرمائے والے، حضورؐ غمگینوں کے ٹانگے والے، ابو بکر صدیق و عمر فاروق حضورؐ کے بندے
 حضورؐ کے خادم بنے بنا دیا، حضورؐ کے خادم رزق آسان کرتے ہیں، حضورؐ کے خادم بد میں دفع کرتے ہیں۔

علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۱ منہ

علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ

علیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۳ منہ

حضور کے خادم بندہ ہی مرتبہ دیتے ہیں۔ حضور کے خادم تمام کاروبارِ عالم کی تدبیر کر سکتے ہیں، اولیاء کے سبب بلی دور ہوتی ہے، اولیاء کے سبب رزق ملتا ہے، اولیاء کے سبب مدد ملتی ہے۔ اولیاء کے سبب مینہ اترتا ہے، اولیاء کے سبب زمین قائم ہے۔ یہ اور ان جیسی بیسیوں باتیں صرف قرآن و حدیث سے نکلی ہیں۔ وہابی صاحب شرک وغیرہ جو حکم لگانا چاہیں اللہ و رسول کی جناب میں یکیں یا خدا و رسول سے لڑیں گرو سکیں۔ اس میں یہ بھی روکش و سیلوں سے ثابت کر دیا ہے کہ وہابی مذہب نے سب علیہ الصلوٰۃ والسلام، عینے علیہ الصلوٰۃ والسلام جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہاں تک کہ خود رب العزت جل جلالہ کسی کو سخت مشنیں ازام لگانے سے نہیں چھوڑا۔ غنائہ بھی واضح دلائل سے بتا دیا گیا کہ وہابی صاحب کو کئی نزدیک بنام شیخ مجدد صاحب و مرزا جان جاناں صاحب و شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ یہاں تک کہ خود میاں اکمل دہلوی سب کے سب بچے شرک تھے۔ غرض وہابی مذہب پر شرک امور عامر سے ہے جس سے معاذ اللہ ملائکہ سے لے کر رسولوں، بندوں سے لے کر رب جلیل تک، شاہ ولی اللہ سے لے کر ان کے پیروں، استادوں، شاہ عبدالعزیز صاحب سے خود میاں اکمل تک کوئی خالی نہیں وہابیہ کا پچھاں نبی کریم کی بولی، شرک کا رنگ، تقویۃ الایمان کی بیکاری ہے۔ زور ٹھٹھکور شرانوں کا شور، سار جہاں شرابور، پردوں کی قید نہ دس پر چہرہ یہ انوکھا پہاں بارہ ماوس جاری ہے۔

اشراک بند ہے کہ تاحی برسد

مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الصلٰی العظیم۔

یہ حلقہ رسالہ کہ چار مجزے ہیں کم ہے ایک سو تیس سے زیادہ خاندانوں اور تیس آیتوں اور مقرر سے زیادہ حدیثوں پر مشتمل ہے جو اس کے سوا کہیں جہت نہیں گئے بھرا اللہ تعالیٰ اُس کی نفاست، اُس کی جلالت، اُس کی صولت، اُس کی شرکت دیکھنے سے قلب رکھتی ہے۔

ذلائع من فضل اللہ علینا و علی الناس و لکن اکثر الناس لا یشکرون اللہ صوب او شرعی ان اشکر
یہ اللہ کا ہم پر اور لوگوں پر فضل ہے لیکن اکثر لوگ
شکر ادا نہیں کرتے۔ اسے میرے رب مجھے اس

صلیٰ و علیہ و آلہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ھ

میزن میں ہے،

ابراہیم بن العلاء الجہارون القنوی
وفقه جماعة ووجهه متبعة فيما قيل ولم يصح
بل صححه انه حدث عنه۔

اسی میں ہے،

عبد الاکرم بن ابی حنیفہ عن ابیہ وعن
شعبۃ لا يعرف لکن شیوخ شعبۃ جیادانہ

اقول لکن قال یزید بن ہارون
قال شعبۃ داری وجماعی فی المساکین صدقہ
ان لم یکن ابان ابن ابی حیاث یکنذب
فی الحدیث قلت لہ فلم سمعت منہ
قال ومن یصبر عن ذالحدیث ۛ یعی
حدیثہ عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبد اللہ
عن امہ امہا قالت سأت رسولہ صلی اللہ
تعالی علیہ وسلم فمت فی المرقب قبل السکوک
کما فی میزان اللہ التقصی عنہ بام
السماع شیخ والتحدیث شیخ، والکلام فی
الاحیواد کان اسم الشیخ یقننا ولی
الوجهین وسند کما رخصہ الفہدۃ ان

ابراہیم بن العلاء۔ ابراہیم بن غنوی کو ایک جماعت نے
تھکر اور دبا ہے اور کہا گیا ہے کہ شعبہ نے انھیں کھڑو
کہا اور یہ صحیح نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ شعبہ نے ان سے
حدیث بیان کی ہے۔ (متا)

عبد الاکرم بن ابی حنیفہ اپنے والد سے اور ان سے
شعبہ نے روایت کیا ہے اور وہ معروف نہیں لیکن
شعبہ کے تمام اساتذہ جدیدین (ت)

اقول لیکن یہ یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ
شعبہ نے کہا کہ میرا گھر اور میری سواری مساکین میں
صدقہ ہے، اگر ابان ابن ابی حیاث حدیث میں
جھوٹا ہے، تو اس نے فرمایا کہ آپ سے اس سے
کیوں سنا گیا، تو اس نے فرمایا کہ ہے جو
صاحب حدیث سے حدیث لینے سے باز رہے،
اس سے انھوں نے ان کی وہ حدیث مراد لی جو
ابراہیم سے علقمہ سے عبد اللہ سے اور انھوں نے اپنی
والدہ سے بیان کی ہے، وہ بیان کرتی ہے کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے وتر
میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھی ہے جیسا کہ میزان
میں ہے، اور تیرے لیے، اس سے خلاصی کی صورت

۴۹ / ۱	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان	سلف میزان لا اعتدال ترجمہ ۱۵۲ ابراہیم بن العلاء
۵۳۲ / ۲	" " "	سلف " " " ۴۷۳ عبد الاکرم
۱۱ /	" " "	سلف " " " ۱۵ ابی ابن ابی حیاث

الامام من بعد حمل عن شاة ، فاذا احدث
ثبت فله غسل الوضوء باليقيد بموت
حدث عنه في الاحكام دون ما يتساهل
فيه لما تقدم في لاهادة الثالثة والعشرين
من قول ابن عدي ان شعبة حدث عن
الكلبي وسفيان بن عيينة كما نقله في
الميزان وفيه ايضا في محمد بن عبد الجبار
قال العقيل مجهول بالنقد قلت شيوخ شعبة
فقاوة الا ان ادر منهم وهذا الرجل قال
ابو حاتم شيخه قلت وهذا لا يضر فقد
يكون الرجل ثقة عنده وعند غيره مجهور
او مجهول حتى ان من شيوخه الذين
وثقهم وجوزهم بحسن الثناء عليهم جابر بن
يزيد الجعفي ذاك الضعيف الراعي المتهم
قال الامام الاعظم رضي الله تعالى عنه
ما رأت فيمن رأت الفضل من عطاء ولا
اكذب من جابر الجعفي وكذا كذب ابيوب
ومراثة ويحيى والجورجاني وتركه القطان
وابن مهدي والشافعي والحرثي -

یہ ہے کہ سماع اور شہادت ہے اور حدیث بیان کرنا اور ہے۔
گفتگو دوسرے میں ہے اگرچہ شیخ کا نام دونوں کے لیے
مستحق ہے مگر یہ نام اس فائدہ کے آخر میں ذکر کرتے کہ امام
شیخ کی جس سے چاہے روایت ہے توجہ حدیث بیان کرے تو
اُس پر ثابت ہے۔ ہاں شاید درست یہ ہو کہ اسے متقدم
کو دیا جائے اس شخص کے ساتھ جس سے احکام کی عادت
بیان کی گئی ہیں نہ کہ وہ امام حدیث جن میں نرمی کی جاتی ہے
جیسا کہ تیسویں اندہ میں ابن عدي کا یہ قول مکرر ہے
کہ شعبہ نے کلبي سے روایت کی ہے اور باب تفسیر
میں اسے پسند کیا ہے نیز ان میں اسی طرح منقول
ہے اور اس میں محمد بن عبد الجبار کے بارے میں بھی
ہے کہ عقيل نے کہا کہ وہ مجهول بالنقد ہے۔
میں کہتا ہوں کہ شعبہ کے تمام شیوخ جید ہیں مگر بہت کم
ایسے ہیں جو جید نہ ہوں، اور یہ وہ آدمی ہیں جن کے بارے
میں ابوماتم نے کہا شیخ ہے۔ قلت یہ
قصصان وہ نہیں یہ ہوتا رہتا ہے کہ ایک آدمی ایک
کے ہاں ثقہ ہے دوسرے کے ہاں مجرد یا مجهول
ہوتا ہے حتیٰ کہ اس کے شیوخ وہ ہیں جن کو ثقہ
کہا گیا اور ان کی تعریف کی تصریح کی گئی ان میں سے
جابر بن یزید الجعفی ہے جو ضعیف و افعی اور متهم ہے
امم اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں نے جو لوگ دیکھے ان میں عطاء سے بڑھ کر سچا کسی کو نہیں پایا اور جابر جعفی سے
زیادہ جھوٹا کوئی نہیں دیکھا، اسی طرح ابيوب، زائدة، یحییٰ اور جرجانی نے اسے جھوٹا قرار دیا۔ قطان ابن مہدی،
نسائی اور دیگر محدثین نے اسے ترک کر دیا۔ (ت)

۵۵۸/۳	مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان	محمد بن السائب الكلبي	لے میزان الاعتدال ترجمہ ۵۵۴
۶۱۳/۳	" " " "	محمد بن عبد الجبار	۵۸۲۲ " " " "
۳۸۰/۱	" " " "	جابر بن یزید الجعفی	لے میزان الاعتدال ترجمہ ۱۴۲۵

شفار استقام شرعی میں ہے :

احمد رحمہ اللہ تعالیٰ لہرین بروی، الا عن ثقة
وقد صرح المحقق (یعنی ابن تیمیہ، بذلک فی
الکتاب الذی حنفہ فی الرد علی المسکری
بعد عشر کراہی حنفہ قال ان القائلین بالجرح
والتعدیل من علماء الحديث فوعات منهم
من لم يروا الا عن ثقة حنفہ کمالک وشعبہ
و یحیی بن سعید و جہد الرحمن بن سعید
و احمد بن حنبل و کذلک البخاری و امثالہم

تہذیب التہذیب امام ابن جریر مستوفی میں ہے :

خارجة بن العبدت البرجسی الکوفی روى
عنه الشعبي وقد قال ابن أبي خيثمة اذا روى
الشعبي عن سرجل وسماه فهو ثقة يحنبه
بحدیثہ
تہذیب میں ہے :

من لا يروى الا عن عدل كاهن مہدی
و یحیی بن سعید اھ اقول ولا ینکر ملیس
بما فی المیزان عن جاسم المدوری عن
یحیی بن معین عن یحیی بن سعید لو لم
اردوا لكان احسن ارضی حاسر ویت الا عن خمسة اھ
علی فی الباب الاول تحت حدیث الاول ۲۷ منہ (م)
علی فی ترجمۃ اسرائیل بن یونس ۱۲ منہ (م)

الام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ثقتہ کے علاوہ کسی سے روایت
نہیں کرتے اور عن ثقتہ (یعنی ابن تیمیہ) نے اس بات کی
انہی اس کتاب میں تصریح کی ہے جو اس نے بکری کے زبوں
اس کے دس رسائل کے بعد لکھی، کہا کہ عمار جرح و
تعدیل (حدیث میں) دو اقسام ہیں ایک وہ ہیں جو
صرف ثقتہ سے روایت کرتے ہیں مثلاً ابن، شعبہ،
یحیی بن سعید، عبد الرحمن بن سعید، احمد بن حنبل، اور
اسی طرح بخاری اور ابن کثیر (۱۱۷)

خارجہ بن العبدت برجسی کوئی جی سے شبہی نے روایت
کیا ہے اور ابن ابی خثیمہ نے کہا کہ جب شعبہ کی شہادت
سے حدیث بیان کریں اور اس کا نام لیں تو وہ ثقتہ
ہوگا اس کی حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے

وہ لوگ جو صرف عادل راویوں سے روایت لیتے
ہیں مثلاً ابی مہدی اور یحیی بن سعید اھ اقول اور
اس پر اس بات سے اعتراض نہیں کیا جا سکتا
جو میزان میں جاسم دوری نے یحیی بن معین سے
انہوں نے یحیی بن سعید کے حوالے سے روایت

شفار استقام الحدیث الاول
تہذیب التہذیب ابن جریر مستوفی ترجمہ ۴۵۵ خارجہ بن العبدت
تہذیب الراوی شرح تقریب النواوی روایۃ مجہول الحدیث المستور
مطبوعہ مکتبہ نوریہ فیصل آباد ص ۱۰
۵۵/۳ دار نشر مکتبہ الاسلامیہ لاہور ۱۱۷

فان رضى يحيى غاية لادراكه وكيف يرض به
ان الخلق كلهم عند وضعفاء الاحمسة وانما
المرضى له جيل ثبت شامخ سراسم لعريزل ولهم
يتولزل ولا في حرف ولا مرة -

سہے کہ پانچ کے علاوہ تمام لوگ ان کے نزدیک ضعیف ہوں اور ان کے ہاں پسندیدہ و معتبر وہی شخص ہوگا جو اس
فقیہ میں پہاڑ کی مانند ٹھوس، مستحکم اور مضبوط ہو نہ زائل ہو اور نہ حرکت کرے نہ کسی حرف میں نہ ایک سر تریں (دستا)
تہذیب التہذیب میں ہے :

سليمن بن حرب بن بكير ازدي واسطي
ابو حاتم کہتے ہیں کہ ائمہ حدیث میں سے امام ہیں اور
وہ ہمیں نہیں کہتے تھے اور ابو حاتم نے یہ بھی کہا
کہ سلیمان بن حرب بہت کم مشائخ کا اعتبار کرتے
تھے لہذا جب آپ دیکھیں کہ انہوں نے کسی شیخ سے
روایت کی ہے تو یقیناً وہ ثقہ ہی ہوگا اور مستطاب است

تقریب التہذیب میں ہے :
مخضر بن مدرک الخراسانی ابو کامل ثقہ اور بخیر ہے اور
ثقة کان لا یحدث الا عن ثقة -

تافہر جامعہ : امام بخاری فتح المغیث میں فرماتے ہیں :
ثقة من کان لا یروی الا عن ثقة الا فی النادر
الامام احمد وبقی بن مخلد وحریر بن عثمان

علی فی مصرعة من تغیر روایت ۱۲ از درہ ،
جس کی روایت مقبول ہو اس کی معرفت میں لگا ذکر ہے (۱۲ از درہ)

رہ تہذیب التہذیب بن جر حمصی ترمذی ۳۱۱ سلیمان بن حرب مطبوعہ مجلس دارۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۴۹ و ۱۵۰
رہ تقریب التہذیب من اسمہ مخضر مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی ص ۲۴۸

وسلین بن حرب و شعبہ و الشعب و عبد الرحمن
بن مہدی و مالک و یحییٰ بن سعید القطان و
ذلك في شعبه عن الشهور و انه كان يفتت
الرجال و لا يروى الا عن ثبت و الا فقد قال عاصم
عن سمعت شعبه يقول لو لم اجد ثكم الا عن
ثقة لم اجد ثكم عن ثمة و في نسخة ثمة
و ذلك اعتراف منه بانه يروى عن الثقة
و غيره فينظر و عن حنبل حال فهو لا يروى عن
متروك و لا عن اجمع على ضعفه و اما سفيان
الثوري فكان يترخص مع سعة علمه و ورعه
و يروى عن الضعفاء حتى قال فيه صاحب
شعبة لا تحملوا عن الثوري الا عن
تصرفين فانه لا يبالى عن حسن و قال لعل
قال لي يحيى بن سعيد لا تكتب عن معتبر الا
حين تعرف ما به يحدث عن كل ثمة

فتح بن محمد، حریز بن عثمان، سلیمان بن حرب، شعبہ،
شعبی، عبد الرحمن بن مہدی، مالک اور یحییٰ بن سعید
القطان، اور شعبہ کے ہارسے میں یہ مشہور ہے کہ وہ
لوگوں کے ہارسے میں سختی سے کام لیتے ہیں وہ صرف
ثبت سے ہی روایت کرتے ہیں ورنہ عاصم بن علی
کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر میں
تمہیں ثقہ کے علاوہ کسی سے حدیث بیان نہ کرتا تو
صرف تین راویوں (بعض نسخوں میں تیس کا ذکر ہے)،
سے حدیث بیان کرتا۔ یہ ان کا اعتراف ہے کہ میں ثقہ
اور غیر ثقہ دونوں سے روایت کرتا ہوں لہذا غور و فکر
کر لیا جائے، ہر حال میں وہ مزہد کے سے روایت نہیں
کرتے اور نہ اس شخص سے جس کے ضعف پر محدثین کا
اتفاق ہو، ہر حال میں سیاق و سباق قوی کا قیود ہا و جو دلی
و مست اور روح و قوتی کے قوی کہتے ہوئے نصحت
دیتے اور ضعف سے روایت کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کے بارے
میں ان کے شاگرد شعبہ نے کہا ہے کہ قوی سے روایت نہ لو مگر ان لوگوں کے حوالے سے جی کہ جانتے ہو کیونکہ وہ
پر و انہیں کہتے کہ وہ کس سے حدیث اخذ کرتے ہیں، فلاں کہتے ہیں کہ مجھے یحییٰ بن سعید نے کہا کہ معتبر سے نہ لکھو مگر
ان لوگوں کے حوالے سے ہی کہ تم خود جانتے ہو کیونکہ وہ ہر ایک سے حدیث اخذ کرتے ہیں (ت)

اقول ما ذکر عن عاصم فی حوالہ
یجب حملہ علی مثل ما قد منا فی کلام یحیی
کیف و ان للثقة اطلاعا بآخر اخص و اخصی کما
قال فی التذریب ان ابنت مہدی قال حدثنا
بوخلد فقیل له اکان ثقة فقال کان حید و قا

اقول (میں کہتا ہوں، جو کہ عاصم کے
حوالے سے مذکور ہے اس کو اس گفتگو پر عمل کرنا جائز
بلکہ واجب ہے جو ہم نے پہلے کلام یحییٰ پر کی تھی اور یہ
کیجئے نہ ہو حالانکہ ثقہ کا ایک دوسرا اطلاق نہایت ہی
محدود و اخص ہے جیسا کہ تدریب میں ہے کہ ان محدث

وكان ما مونا وكان خير الثقة شعبة وسفيان
قال وحكى السروذى قال سألت ابن حنبل
عبد الوهاب بن معطاء ثقة؛ قال لا تدع
عالم الثقة انما الثقة يحيى بن سعيد القطان
فطيك بالثبوت فان الامر جلي واضم -
ثقة معروف يحيى بن سعيد القطان ہے اور اس پر قائم رہنا کیونکہ معاملہ بڑا ہی واضح ہے۔ (ت)

ثُمَّ اَقُولُ (ہمارے امام اعظم جس سے روایت فرمائیں اس کی ثقات ثابت ہو چکی، انھیں
ائمہ حقین سے ہیں علم اعظم امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ النعمان النعمانی علیہ السلام الرضوان وافر با نعم نعم
البحران، یہاں تک کہ اگر بعض غلطیوں سے روایت فرمائیں تو اخذ قبل التیہر پر محمول ہوگا جس طرح احادیث صحیحین
میں کرتے ہیں محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں،

قالی محمد بن الحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما
فی کتاب الآثار اخبرنا ابو حنیفہ ثنائیت جنت
ابی سلیم عن مجاہد عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ
عنہ قال لیس فی مال الیتیم شکوة ولیث کام
احد العلماء العباد وقیل احتلط فی اخر عمرہ
و معدوم امن اباحنیفہ لہ یکن لیت ذہب
فی اخذ عنہ فی حال اختلاطہ و یرویہ و
ہو الذی شد فی امر الروایۃ مالہ یشد وہ
غیر علی ما عرفت اللہ۔

تعلیلہ (قلۃ الباکالۃ فی الاخذ قد حدث من من ان بعضین — اخذ حدیث میں زعمی
اکابر تابعین کے زمانہ سے پیدا ہوئی ہے۔ (ت)

قلت هذا التوسع وقلۃ الباکالۃ فی
قلت (میں کہتا ہوں) اخذ حدیث میں وسعت

مقبولہ عندنا وعند الحماہیر ولا شك انما
 عطاء و الحسن و الزہری منهم وقلة المبالاة
 عند التعبد لا يقتضيه عند الاداء فخذ ياخذ
 لا ما مر من شاء ولا يرسله الا اذا استوثقت
 ولقد وافقنا على قبول مراسيل الحسن ذلك
 الواسع الشديد عظيم التشديد قدوة الشايف
 يحيى بن سعيد القطان وقلة الجبل العلى
 على بن مدني الذي كان البخاري يقول ما
 استعصرت نفسي الا عنده وذلك الامام
 الاجل نقاه الصل ابو ربيعة الرازي و ما هيئ
 بهم قدوة اما القطان فقال ما قال الحسن
 في حديثه قال رسول الله صلى الله تعالى عليه
 وسلم الا وجدنا له ابعلا الاحديث وحديث
 و ما على فقال مراسلات الحسن البصري
 التي رواها عنه الثقات صحاح ما قل ما سقط
 منها و اما ابو ربيعة فقال كل شيء قال الحسن قال
 رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وجدت
 له ابعلا ثبات ما خلا اسبعة احاديث نقلها
 في التدریب -

ہمارے اور جمہور علماء کے ہاں مقبول ہیں، اس میں کوئی
 شک نہیں کہ عطاء، حسن اور زہری ان میں سے ہیں وہ
 اخذ میں نرمی کے لیے لازم نہیں کہ بیان کرتے وقت بھی
 نرمی ہو، بعض اوقات امام کسی شخص سے حدیث اخذ
 کر لیتے ہیں مگر ارسال اسی وقت کرتے ہیں جب اسے
 وہ ثقہ محسوس کرتے ہوں اور ہمارے ساتھ حسن کی
 مراسیل کو قبول کرنے میں کئی بن سعید القطان شریک
 ہیں جو دروغ و تقویٰ اور حدیث کے اخذ کرنے میں
 نہایت ہی سخت ہیں اور اس فن کا عظیم شخص علی بن
 عینی بھی جن کے بارے میں امام بخاری کا قول ہے میں
 نے اپنے آپ کو ان کے سوا کسی کے سامنے بیچ نہیں
 سمجھا اور امام اجل عطاء الصل ابو ربيعة راوی بھی شریک
 ہیں اور یہ رنگ تہ کے لیے کافی ہیں، لیکن خدا نے
 کہا ہے کہ جس حدیث کے بارے میں امام حسن یہ
 کہہ دیں قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
تو میں ایک یا دو کے علاوہ ہر حدیث کی اصل ضرور
ملے، علی بن مدنی کہتے ہیں کہ وہ مراسیل حسن بصری جو
 ان سے ثقہ لوگوں نے روایت کی ہیں وہ صحیح ہیں میں
 یہ نہیں کر سکتا کہ ان سے ساقط ہونے والی کئی ہیں
 اور ابو ربيعة کہتے ہیں جس شے کے بارے میں بھی حسن نے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم کہا ہے مجھے
 چار احادیث کے علاوہ ہر ایک کی اصل مل گئی ہے۔ اس عبارت کو تدریب میں نقل کیا ہے۔ (د ت)
قلت میں کہتا ہوں علي بن مدني عدم وجو
 کو مستلزم نہیں تو بخاری کو ایک یا دو احادیث جو

قلت وعدم الوجود ان لا يقتضى
 عدم الوجود فلم يفت يحيى الا واحدا و

اشاف ولعل غیر یحیی وجد مالم یجدہ و
 فوق کل ذی علم عیسیٰ و نقل فی مسند الثبوت
 عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ قال منی قلت لک
 حدیثی فذلک فهو حدیثہ و منی قلت قال
 رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منی سبعین
 اھ و فی التدریب قال یوسف بن عبید سأل
 الحسن قلت یا ابا سعید انک تقول قال رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و انک لدرکہ
 فقال یا ابن اخی لقد سألنی عن شیء ما سألنی
 عنہ احد قبلك ولولا انک لکن صلی ما اخبرک
 انی فی زمان کما تری و کانت فی منہ
 الحجاج کل شیء سمعتنی اقولہ قال رسول
 اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منی عن
 بن ابی طالب ہیرانی فی زمان لا استطیع ان
 اذکر علیاً اھ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہیہ تجھے معلوم ہے اور یہ حجاج کا زمانہ تھا جو کچھ مجھ سے آپ روک سیتے ہیں کہ میں کہتا ہوں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے سنا ہوتا ہے (یہ نہیں کہ میں نے
 آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظاہری حیات پائی ہے) چونکہ میں ایسے دور میں ہوں جس میں حضرت علی کا نام
 ذکر نہیں کر سکتا (اس میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام لیتا ہوں) واللہ تعالیٰ اعلم (ت)
 فائدہ ۱۰ : (فائدہ ۱۰ مستحق افادہ ۲۳ دربارہ احادیث طبقہ رابعہ) سُنبھائے زمانہ سے
 احادیث طبقہ رابعہ کو مطلقاً باطل و بے اعتبار محض قرار دیا جو شان موضوع ہے جس کا ابطال بین باہین

لہ: القرآن ۶/۱۲
 لہ: مسلم الثبوت تقریر المرسل مطبوعہ مطبعہ انصاری دہلی ص ۲۰۲
 لہ: تدبیر الراوی شرح تقریر الراوی، الکلام فی احتجاج الشافعی بالمرسل مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ بیروت ۱۴۰۲ھ

وجہ افادہ ۲۴ میں گزرا، یہاں اتنا اور میں لے کر برعکس اس کے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الہیاری نے اُن کی روایت کو دلیل عدم موضوعیت قرار دیا ہے، موضوعات کیر میں زیر حدیث :

من طاف بالبيت اسبوعا ثم اتي مقام ابراهيم
فركب حنـدہ ركعتين ثم اتي من مزمر فشرب
من ماء نهد لفرجه الله من ذنوبه كيوم ولدته
امه
جوسات پچیسے طواف کر کے مقام ابراہیم میں
دو رکعت نماز نماز پڑھے پھر ذمزم شریف پر جا کر اس کا
پانی پئے اللہ عزوجل اُسے گناہوں سے ایسا پاک کر دے
جیسا بس دن ماں کے پیٹ کے پیدا ہوا تھا

فراتے ہیں :

حيث اخرجہ ان واحد فی تفسیرہ والبعثہ فی
فی فضائل مكة والديلي في مسنده كالمقال
انه موضوع غاية انه ضعيف
جیگر اسے واحدی نے تفسیر اور جندی نے فضائل مکہ اور
دیلی نے مسند میں روایت کیا تو اسے موضوع نہ کہا جیگا
نہایت یہ کہ ضعیف ہے۔

اقول وجہ یہ ہے کہ اصل عدم وضع ہے اور وجہ غلط معات۔ تمام وثابہت موضوع جس طرح وضع ممکن
یہ نہیں سمجھتے کہ جب تک ضرر میں تھی و مسند کے لحاظ سے دلیل قائم نہ ہو اور احوال میں خصوصاً خلاف اصل کو
معین کر لینا محض ظلم و جزاف ہے تو اُن کی حدیث قبل تیس سال جس طرح بسبب احتمال ضعف و سقوط احکام میں
مسند و معتبر نہ ہوئی یوں ہی ابوجہ احتمال صحت و حسن و ضعف محض موضوع و باطل و ساقط بھی نہ ٹھہر سکے گی
لاہرم درجہ توقیف یہ رہے گی اور یہی مرتبہ ضعیف محض کا ہے جس طرح وہاں توقف مانع تسک فی افضائل نہیں رہی
یہاں بھی کمالاً یا محض علی اولی النہی (جیسا کہ اصحاب فہم پر مبنی نہیں۔ ت۔ فرائع الزکوت میں ہائے علماء کرام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے :

الراوي ان كان غير معروف بالفقاهة ولا
بالمرایة بل انما عرف بعدیث او حدیثین
فان قبله الاثمة او سكتوا عنه حنـد ظہور
راوی حدیث اگر فاضل نہ ہو تو حدیث میں معروف نہ ہو
بلکہ کسی ایک یا دو احادیث سے معروف ہو اور محدثین نے
اسے قبول کر لیا یا عمود روایت کے وقت اس کے غلطی

معروف العدلۃ کے بحث میں ہے ۱۲ منہ دت،

معرفۃ العدلۃ (۴۸۷)

لے اہرار المرفوعة فی اخبار المرفوعة حوت الیم
سے ایضاً
مطبوعہ دار الفکر بیروت ص ۲۳۶

الروایۃ او اختلفوا کان کا المعروف وامت له
 يظهر منهم غير الطعن کان مورد وطلوان له
 يظهر منهم لم يجب العمل بل يجوز فيه عمل
 به في المندوبات والفضائل والتوازي غرض
 اختیار کی ہوا اس میں اختلاف کیا ہو تو یہ بھی معروف کی
 طرح ہی ہوگا اگر اس پر محدثین نے طعن کا اظہار ہی
 کیا ہے تو وہ مردود ہوگا اور اگر محدثین نے کسی شے
 کا اظہار نہیں کیا تو اب عمل واجب نہیں بلکہ جائز ہوگا
 تو وہ مستحبات، فضائل اور تاریخ میں قابل عمل ہے (ت)

فائدہ ۱۱ (تذکرۃ امروعات محمد طبرقنی میں ذکر مستلزم گمان وضع نہیں) اُن فردی فوائد سے
 کہ بوجہ تعبیل ہنگام تبیین تحریر سے رہ گئے تذکرۃ امروعات علامہ محمد طبرقنی رحمہ اللہ تعالیٰ کا حال ہے کہ میں
 مجرد ذکر سے موضوعیت پر استدلال قرآن مجید کی تسکین منکرین نے کیا حالانکہ بعض جمالت وہ لے رکھی یاد دہانہ
 متاخر دی تذکرہ مذکورہ بھی کتب فقہی میں ہے اس میں ہر طرح کی احادیث لائے اور کسی کو موضوع کسی کو
 لم یوجد کسی کو منکر کسی کو یس بشارت کسی کو لا یصح کسی کو صیغ کسی کو مؤول کسی کو حالہ ثقات
 کسی کو لا یاسب یہ کسی کو صحیحہ فلان کسی کو صحیحہ فرماتے ہیں حدیث تعبیل ابہا میں انہیں میں ہے
 جنہیں ہرگز موضوع نہ کیا بلکہ صحت لا یصح پر اقتصار اور تجربہ کثیر سے استنباط کیا خاتمہ تجلی بکار الاوار
 میں فرماتے ہیں

فصیل فی تعیین بعض الاحادیث المشہورۃ
 علی الاسن والنحو اب خلاصا علی نمط ذکر تہ
 فی التذکرۃ فقیہ من عرف نفسه عرف مرابہ
 یس بشارت اح دائرہ در فی صورتہ شاب لہ
 وفرة صحیحہ محصول علی رویۃ المناسہ
 او مؤول ج الفہ من خبر کثیر و السناحت حب
 نسیم موضوع ج ما شہد رجل علی رجل بکفر
 فصل، بعض احادیث کی تعیین کے واسطے میں جو لوگوں
 کی زبانوں پر مشہور ہیں حالانکہ صحابہ اس کے خلاف
 ہے اسی طریق پر جس کا ذکر تذکرہ میں کیا ہے اس میں ہے
 وہ شخص جس نے اپنے نفس (آپ) کو پہچان لیا اس نے
 اپنے رب کو پہچان لیا، یہ ثابت نہیں، حدیث میں ہے
 اپنے رب کو ایسے خوبصورت جوان کی صورت میں دیکھا
 جس کے بال لہجہ و خوب صورت ہوں، صحیح ہے یہ

عہ اقول هذا عجیب فقد اخرجه ابو داود
 اقول یہ عجیب حالانکہ ابو داود (باقی اگلے صفحہ پر)

ملہ فرائح الرمت شرح مسلم الشیرت، بذیل مستحق مسئلہ مجول المال الم مطبوعہ منشورات الشریف رحیمی ق ۱۹۹/۲
 ف۔ یہ عبارت محقق اور متعدد صفحات سے نقل کی گئی ہے حوالہ کے لیے ۵۱۹ تا ۵۱۶ ملاحظہ ہو۔

الاباء به احدھما صحیفۃ فیہ طلب العلم
فریطۃ علی کل مسلم طریقہا اھنیۃ ح من
ادی القرضۃ و علم الناس الخیر کانت فضله

غراب پر محمول ہے یا یہ قبول ہے اور حدیث موسیٰ و ہارون
کھانے والا اور شرم والا ہوتا ہے اور منافق دعا ہار
اور کینہ ہوتا ہے موضوع ہے۔ حدیث نہیں گواہی دیتا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

والترمذی و الحاكم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ لفظ لظاہر مکان المتافق و اسادہ کیا قال
السننوی جید ۱۲ منہ (۴)

ترمذی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
متافق کی جگہ لفظ فاجہ روایت کیا ہے اور اس کی سند
بقول امام سننوی کے جید ہے ۱۲ منہ (۴)

علہ اقول بن صحیحہ من اعلیٰ المصباح
للمالك والصحيحین غیر ہما عن ابن عمر رضی اللہ
عنہما سرقہ اذا قال الرجل لا خبیۃ یا کافر لقد
یاد بہا احد ہما و لہ بخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ مرفوعاً من قال لا خبیۃ یا کافر
لقد یاد بہا احد ہما ولا ینت حیان عمت
بن سعید مرفوعاً اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیحہ
مرفوعاً صا کفر من رجل رجلاً قط الابیاء مہمسا
احد ہما و فی الباب غیر ذلک فان اراد خصم
اللفظ فقلیل الجہد ۱۲ منہ (۴)

اقول بلکہ یہ اعلیٰ درجے کی صحیح میں سے صحیح
ہے، امام مالک اور صحیحین وغیرہا
نے حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی
کو یا کافر " (اسے کافر) کہا، تو وہ کفران و دونوں
میں سے ایک پر لوٹ آتا ہے۔ اور ترمذی نے حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا کہ
جس نے اپنے بھائی کو "یا کافر" کہا تو وہ کفران میں
سے ایک پر لوٹ آئیگا۔ ابن حبان نے حضرت ابو سعید
خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً سند صحیح کے
ساتھ روایت کیا جب بھی کوئی کسی کو کافر کہتا ہے تو وہ کفر لیتا ان میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کرتا ہے اور
اس باب میں اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں اگر اس کے مراد خاص العنایا ہیں تو ایسی روایات تو
ہست ہی کم ہیں ۱۲ منہ (۴)

علہ اقول والصحیح انہ لا ینزل عن
الحسن کما ینتہ فی النجوم الثواب فی
تخریج احادیث انکو اکب ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ (۴)

اقول (میں کہتا ہوں کہ) صحیح وہ ہے کہ جو حسن
سے نیچے درجہ جیسے کہ میں نے النجوم الثواب
فی تخریج احادیث انکو اکب " میں بیان کیا ہے
۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴)

علی العابد الحدیث ضعیف اسنادہ لکن ہم یہاں
فی الفضائل ح الموصوف علی الوضوء نور علی
نور لم یوجد فیہ مسند العیین بباطل
السیاہین بعد تفقیدہما لا یصح وروی تجرید
ذک من کثیرین فیہ الصلاة عماد المرن
ضعیف وصلاة التسبیح ضعیف الدارقطنی
اصح شی فی فصل المصلوات صلاة التسبیح
فیہ طعام الجواد دواء وطعام المخیل داء
فی المقاصد س چالہ ثقات وفی المختصر منکر
فی المقاصد ماء من مزہ لما شرب له ضعیف
لکن لمہ شاهد فی مسلح ان الله یبسط
لہذہ الامۃ علی س اس کل مائۃ من مجدد
لہاد یہاں ضعیف العاکم من حق کما مر

کوئی آدمی دوسرے کے کفر کی تکفیر میں سے کسی
ایک پر لوٹ آتا ہے، ضعیف ہے۔ اسی میں ہے علم
لا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے، اس کے تمام طرق
مزدور ہیں۔ حدیث وہ شخص جس نے فرض ادا کیا اور لوگوں
کو تیر کی تعلیم دی اس کو عابد پر فضیلت حاصل ہے،
اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن محدثین فضائل مسلسل
میں نقل کرتے ہیں۔ حدیث وہ پور و ضو نور علی نور ہے،
موجود نہیں۔ اس میں ہے سب سے اعلیٰ انگریز کا باطل کرنے
کے بعد آنکھوں سے لگانا صحیح نہیں اور بطور تکرار یہ
عمل کثیر علماء سے مروی ہے۔ اس میں ہے نماز دین کا
ستون ہے، یہ حدیث ضعیف ہے۔ صلاة التسلیم
(والی حدیث) ضعیف ہے۔ دارقطنی میں ہے فضائل
مارے ہائے یں مثنیٰ حدیث مروی ہیں اللہ میں غالی

علی بل احیہ زہرین وان قال المذری شمس
لہراق لہ نقف علیہ ۱۲ من (د)

علیہ لہاق انہ حدیث حسن صحیح لا شک
حسن لہ اتہ صحیح لہ ان لہ یکن لذاتہ و
التفصیل فی الا ۱۲ من (د)

علیہ اقول کذا قال المناوی بانہ الذہبی
کعادہ فقال کذب ۱۲ من (د)

علیہ اقول بل نص الحافظ انہ حجة بطریق وحسن
للمناوی وصحیحہ الامام سعید بن عیینہ
والد میاطی والسندری وابن الجوزی ۱۲ من (د)

علیہ ورواہ ابوداود وقال المناوی لاسناد صحیح ۱۲ من (د)

بلکہ اس کی تحریک زہرین نے کی ہے اگرچہ مندری، پھر
عراقی نے کہا کہ جم اس سے آگاہ نہ ہو سکتا ۱۲ من (د)
حق یہ ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں
کہ یہ حسن لذاتہ ہے صحیح لغیرہ ہے البتہ صحیح لذاتہ نہیں
اور اس کی تفصیل اللہ ہی میں ہے (د)

اقول اسی طرح منادی نے کہا اور ذہبی نے اپنی
عادۃ کے مطابق مبالغہ کیا اور کہا کہ وہ جھوٹے ہیں ۱۲ من (د)

اقول بلکہ حافظ نے تصریح کی ہے کہ یہ اپنی
اسناد کو بنا پر محبت ہے۔ منادی نے اسے حسن کہا،

تمام سفین بن عیینہ، دمیاطی، مندری اور ابن جوزی نے
اسے صحیح کہا ۱۲ من (د)

اسے ابوداود نے روایت کیا اور منادی نے بھی مندرجہ (د)

وال حدیث اصح ہے۔ اس میں ہے کئی کا کھانا دوا ہے
بخیل کا کھانا بیماری ہے، مقاصد میں ہے کہ اس کے
دواۃ فقر ہیں، اور فقر میں ہے کہ یہ منکر ہے۔

مقاصد میں ہے نزم کا پانی (اسکی) کے لیے ہے جن کی
خاطر اسے پیایا، ضعیف ہے لیکن اس کے لیے سلم
میں شاہد ہے۔ حضرت اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے بعد
اس اُمت میں ایسے شخص کو مبعوث فرماتا ہے جو اس کیلئے
دین کی تجدید کرتا ہے، عالم نے اس کی کھجور کی حدیث
میری اُمت کی مثال بارش کی طرح ہے معلوم نہیں
اس کا اول بہتر ہے یا آخر، موضوع ہے۔ دہیز میں ہے، میں، ابو بکر اور عمر بنیوں ایک ہی مٹی سے پیدا ہوئے، اس
میں راوی بھول ہیں، میں کتا ہوں اس کی ایک اور سند ہے اور اس کے لیے شاہد ہے حدیث اولیں جو وہ دور قریں
پر ہے ابن جان نے کہا یہ باطل ہے، میں کتا ہوں سکت بہتر ہے کیونکہ اس کی متعدد داستانیں اسکی بعض سند میں ہیں۔

لا یدری اولہ خیر ام آخرہ موضوع فی الوجیز
انا و ابو بکر و عمر خلفاء من تربیۃ واحدۃ فیہ
مجاہیل قلت لہ طریق آخر ولہ شاہد
فی اولیں حدیث فی درقین قال ابن جان باطل
قال الوقت اولی فان لہ طرۃ تعدیدۃ لا باس
ببعضہا ح من اخلص للہ اربعین یوما سندہ
ضعیف ولہ شاہد یکن فی آخر الزمان
خليفة لا یفضل علیہ ابو بکر ولا عمر موضوع
قلت بل مؤول الی ہنا ما فی التذکرۃ المملوۃ۔

عند اقول ہذا عجیب بل اخرجه احمد والتهجد
فی الجامع عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حسنہ
وفی اباب عن عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ
عنہما اخرجه البزار قال السخاوی بسند حسن
وفیہ عن عی و عن حمار و عن عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قال ابن عبد البر ان
المحدث حسن و قال ابن القطان لا فضل لہ
حیۃ قال السنادی اسنادہ جید ۱۲ عنہ (م)
کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، ابن القطان کی رائے ہے کہ یہیں اس میں کسی علت کا علم نہیں۔ مناوی نے کہا
کہ اس کی سند جید ہے ۱۲ منہ (ت)

اقول (میں کتا ہوں) یہ عجیب ہے، بلکہ
اس کو احمد و ترمذی نے جامع میں حضرت انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور حسن و ازادینز اس ہمارے
میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے
بھی مروی ہے اس کی برادر نے روایت کیا ہے۔
سخاوی کہتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہے اور اسکی بائیں
میں حضرت علی، حضرت عمار اور حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے، ابن عبد البر
کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن ہے، ابن القطان کی رائے ہے کہ یہیں اس میں کسی علت کا علم نہیں۔ مناوی نے کہا

میں کوئی حرج نہیں۔ حدیث جس نے پائیس دین اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیے، اس کی سند ضعیف ہے اور اس کے لیے شاہد ہے۔ حدیث آخر زمانہ میں ایک غیض ہو گا جس سے ابوبکر و عمر افضل نہ ہوں گے، موضوع ہے میں کتا چوں بکواس میں تبویل ہے، یہاں تک ان روایات کا ذکر ہے جو ذکر میں نہیں اور مستحکم۔ (ت)

فائدہ ۱۲ : (حدیث ہے سند مذکور ملے کے قبول میں نہیں و دلیل احتیاطی ائمہ اہل امام قاصرین زبان کا ابطال و ازہاق) اقول : ہاؤ التوفیق اذ بان اکثر قاصری زبان میں سند کی فضیلتیں اور کچھ ترمیم میں اتصال کی ضرورتیں دیکھ دیکھ کر مرکز ہو رہا ہے کہ احادیث ہے سند اگر پرکھاتے اور معتدین میں بعضہ جرم مذکور ہوں مطلقاً باطل و مردود و حامل کہ احکام، مغازی، سیر، فضائل کسی باب میں اسناد ضعیف کے لائق نہ ماننے کے قابل حالانکہ بعض اعتراض بین الاذنیاع مشاہیر مجتہدین و مجاہد فقہاء و فروع فریق کے مخالفت اجماع ہے، غیر صحابی جو قول یا فعل یا عمل حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ہے سند متصل نسبت کہے حدیث کے، ایک یا غفلت حالات و اصطلاحات مرسل متعلق مطلق معضل ہے اور فقہاء اصولیین کی اصطلاح میں سب کا نام مرسل اصطلاح حدیث پر تعلیق و اخصال یا اصطلاح عقد و اصول یا ارسال میں کہ بعض سند کا ذکر ہرگز لازم نہیں بلکہ تمام وسائل و ذرائع کر کے ملتے مصنفین جو قال یا فعل رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و افعال و کلمات کہتے ہیں یہ بھی معضل و مرسل ہے، امام اجل ابیہ الصلاح کتاب مرسلہ، ترجمہ حدیث میں فرماتے ہیں :

المعضل حدیث وہ ہوتی ہے جس کے سند سے وہ باوجود
سے زائد راوی ساقط ہوں مثلاً وہ چھ تہ تابعی یہ
کہتے ہوئے روایت کرے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا، اور اسی طرح وہ روایت ہے
تبع تابعی کے بعد کوئی شخص حضور علیہ السلام سے
یا ابوبکر و عمر یا دیگر کسی صحابی سے حضور اور صحابہ کے
درمیان واسطہ ذکر کیے بغیر روایت کرے ابی نصر
السنجری حاشیہ بیان کرتے ہیں کہ راوی کا قول بلفظی
(جیسے یہ روایت پہنچی ہے) مثلاً امام مالک کا قول کہ
مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت
پہنچی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
ملوک کے لیے کھانا نہ دیکھو کہ میں، المرث۔ اور فرمایا

المعضل جہا ساقط من اسنادہ اشنان
فہا عداو مثالہ مایرویہ تابعی التابہی کما نلا
فیہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
و کذا لک مایرویہ من دون تابعی التابہی عن
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او عن
ابوبکر و عمر و غیرہما و غیرہ اکر لک سائل بیتہ
و بیہم و ذکر ابو نصر المسجری الحافظ
قول الراوی بلفظی " نحو قول مالک بلفظی
عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم قال للمملوک طعامہ و کسوتہ
الحديث وقال اصحاب الحدیث یسمونه
المعضل قلت و قول المعتمدين من الفقهاء

وغيرهم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كن ذكراً وكن ذكراً
من قبيل الفضل لما تقدم وسماه الخطيب
ابن بكار الحافظ في بعض كلامه من سلا و ذلك
على مذاهب من ليسوا كل ما لا يتصل برسلا
كما سبق الله باختصاص .

توضیح میں ہے :

الاتصال عدم الاستاد وهو ان يقول الراوي
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من
غير ان يذكر الاستاذ

مقام تشرافی ترویج پھر حق ملائی صاحب در مختار
لہریہ کو واسطۂ اصلا فہرست اگرادی سند و سند دربر کرسے تو وہ مرسل ہے ۔ ت
مسلم الثبوت و فرائع الزموت میں ہے ،

(المرسل قول العدل قال عليه) وحلف الله
واصحابه الصلوة (والسلام كذا) وعند اهل
الحديث فالمرسل قول التابى قال رسول الله
صلى الله تعالى عليه وآله واصحابه وسلم كذا
والصالح ما رواه من دون التابى من دون
سند والكل داخل في المرسل عند اهل
الاصول اھ مختصراً .

کہ محمد میں ایسی روایت کو مفصل کہتے ہیں ۔ میں کہتے ہوں
فقہاء و دیگر مصنفین کا قول کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے یہ یہ فرمایا یہ تمام از قبیل مفصل ہی ہے جیسا کہ
اس کا ذکر پہلے کر چکا اور خطیب ابن بکر نے بعض
مقامات پر اسے مرسل کا نام دیا ہے اور یہ ان لوگوں کے
مذہب کے مطابق ہے جنہوں نے ہر اس روایت کو
مرسل کہا ہے جو مفصل نہ ہو جیسا کہ گزرا اھ اختصار (ت)

ارسال وہ ہے جس میں سند کا ذکر نہ ہو وہ یوں کہ
کوئی راوی بغیر سند ذکر کیے کہ نبی اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ۔ ت

مقام تشرافی ترویج پھر حق ملائی صاحب در مختار
لہریہ کو واسطۂ اصلا فہرست اگرادی سند و سند دربر کرسے تو وہ مرسل ہے ۔ ت

مرسل وہ ہے جس کے متعلق عادل کا قول ہو کہ نبی اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یہ فرمایا
اور محمد میں کے ہاں مرسل سے مراد بھی کا یہ قول ہے
کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے
یوں فرمایا اور حدیث متعلق وہ روایت ہے جو بغیر سند
کے تاہم کوئی شخص روایت کرے ۔ اور
اہل اصول کے ہاں یہ تمام مرسل ہیں داخل ہیں اھ مختصراً

۲۸
۳۴

۳۴

۲۸
۳۴
۳۴

پھر باجماع علامہ شمس وقہار سب ابواب فروع موضوع سے بیگانہ ہیں اور دونوں احکام مثل فضائل اعمال و مناجات
رجال و سیر و احوال میں معلقاً و معلقاً یا غرض و مقبول جملہ مصنفین علوم حدیث موضوع کو مثلاً فروع بتاتے اور انھیں اُس
سے جدا شمار فرماتے آتے اور تمام مؤلفین کثیر و کم کثیر اسرائیل و معضلات کا ذکر و اثبات کرتے کہ وہ ہے افادہ ۲۳
میں علامہ علی کا ارشاد گزرا کہ سیر بلاغ و مرسل و منقطع و معضل غرض ماسوائے موضوع ہر قسم حدیث کو جمع کرتی ہے کہ
ائمہ کرام نے اور اسے احکام میں مسابقت فرماتی ہے، یہ جہارت دونوں مطلب میں نص ہے معضل کا موضوع نہ ہونا
اور اس کا مادہ ان احکام میں مقبول ہو نا غرض و صحیح بخاری و صحیح مسلم و صحیح ترمذی میں معضلات و بلاغات موجود ہیں مسط
میں بقوت طریق میں بکثرت خصوصاً بعض بلاغات، ماکہ فیہ ہیں کہ ان کی اسناد اصلاً نہ ملی، تدریجاً یہ نام بڑا بفضل
زین الدین عراقی سے ہے ۱

ان احکام کے بعد و الصحیح بل ادخل فیہ المرسل
والمنقطع و البلاغات و من بلاغات احادیث
لا تصرف کما ذکرہ ابن عبد البر
امام ماکہ نے احادیث صحیحہ کو رنگ نہیں بلکہ اس میں
مرسل و منقطع اور بلاغات کو شامل کر دیا ہے حالانکہ
ان کی بلاغات میں ایسی احادیث بھی ہیں جو معروفہ
نہیں، جیسا کہ ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے۔ (ت)

وہیں امام منطقی سے ہے ۱

مشدّد بن فی کتاب البیہار (اسی کی مثل بخاری کی کتاب میں ہے۔ ت)

وہیں امام حافظ الشافعی سے ہے ۱

کتاب مالک صحیحہ عندہ و عند من
یقدّمہ علی ما اقتضاه نظرہ من الاحتجاج
بالمرسل و المنقطع و غیرہما۔
امام ماکہ کی کتاب ان کے اور ان لوگوں کے نزدیک
صحیح ہے جو ان کی تقلید کرتے ہیں اس فیما دیکہ اس کی
نظر کا تقاضا ہے کہ مرسل و منقطع و غیرہما مسئلہ درست ہے۔ (ت)
اسناد کے نسبت مطلوبہ و فضیلت پر غور و خامہ است مروجہ ہونے میں کئے کلام ہے محققین تابعین مرسل

عن فی الثانی من مسائل البیہار (م)
مسائل صحیحہ کے دوسری قسم میں ہے ۱۲ منہ (ت)

تہ تدبیر الراوی الثانی من مسائل البیہار مطبوعہ دار الفکر مکتب الاسلامیہ

۱۰/۱

لے
لے
لے

مفاضیل بھی مساند کر ان پر تفصیل دیتے اور منقطع سے متصل کا نسخ نہیں مانتے ہیں کما نص علیہ فی المسند
 ونبیہ (جیسا کہ مسلم الثبوت وغیر میں کی تصریح کی ہے۔ ت) تاکیداثر میں یکا سے خود ہے اور قول نبیہ بن الولید
 ذاکرت حماد بن سرید باحادیث فقال ما لہودھا لوکان لہا الجنة یعنی الاستاد (میر غلام دینی زید)
 بعض احادیث کے متعلق مذکور کیا تو فرمایا بڑی جید ہیں اگر ان کے لیے پریشانی استناد ہو۔ ت) قطع نظر اس سے کہ واقعہ
 عین کا عموم لہا (یہ ایک معین واقعہ ہے اس کے لیے علم نہیں۔ ت) ممکن کہ وہ احادیث دربارہ احکام
 ہوں، لیون بھی صرف نفی جودت کہے گا وہ بطور عین مطلقا مسلم کہ معضل ضعیف ہے اور ضعیف جید نہیں، قول امام
 سفیان ثوری الاستاد صلاح المؤمن فاذا لم یکن معہ سلاح فبای شیء یقاتل (سند حسن کا اس طرح ہے
 جب اس کے پاس اسلحہ نہ ہو تو وہ کس شے سے لڑے گا۔ ت) مراد دربارہ عقائد و احکام ہے۔
 فلان الحاجة الى القتل انما هي فيما يجبر فيه لرائی کی قربت و ان آتی ہے جہاں کفر اور باجم جگہ
 التشديد والتاكس دون ما اجتمعوا على ہو مذکور ہاں جس میں نرمی پر اجماع ہو۔
 التماثل فيه۔ (ت)

یوں ہی ارشاد امام مبارک رحمہ اللہ ہے مبارک بولہ الاستاد لقول من شاء ما شاء (اگر منشاء کا اعتبار
 نہ ہوتا تو جو کس کی مرضی ہوتی وہی کہتا۔ ت) کہ جب قبول صفات فی المصالح میں دخول تحت اصل خود مشروط اور امر
 عمل قواعد مقررہ شرعیہ میں احتیاط و اختیار نفع ہے قربت سے منوط تو ضعیف اثبات ہریدہ ذکر سے کی اور من شاء
 ما شاء (جو کس کی مرضی ہو کچھ۔ ت) صادق نہ آئے گا کما قد منا بیانہ فی الاقوال الثانیة والعشر صحت
 (جیسا کہ اس کا بیان باقی سوری افادہ میں پہلے کر آئے ہیں۔ ت) مرنقاہر کہ یہ اور ان کی امثال چھ نکات محدثین
 کرام سے ضرورت سے سند میں ہیں گے سب کا مفاد ضرورت خاص اتصال ہے کہ نامتصل بجمیع اقسام ان کے نزدیک
 ضعیف اور ضعیف و مجرد و سب سے مذکور سلاح و صانع حال، یعنی ایک راوی بھی ساقط ہو تو ان کے طور پر دبی
 من شاء ما شاء کا احتیاطی احتمال و ہذا وہ بالاتفاق منقطع و معضل اور معضل دون معضل میں اصلا فرق حکم
 نہیں کرتے، اسی لیے فرائع الرحمۃ میں اصطلاحات مرسل و معضل و منقطع و معطل بیان کر کے فرمایا
 لم یظہر تشکیب الاصطلاح و الاستاد فی القلیدہ (کثیر اصطلاحی اور ناموں کی وجہ سے کوئی قاعدہ ظاہر
 نہ ہوگا۔ ت)

بالجہد جب اتصال نہ ہو تو بعض سند کا ذکر ہونا نہ چوتنا سب یکساں، اگر نہ دیکھا کہ انھیں امام ابن المبارک

رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث ابن خراش عن الحجاج بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی نسبت کیا فرمایا ؟

آخر یہ مسلم نے مقدمۃ صحیحہ قال قال
محمد یحییٰ ابن عبد اللہ بن قہزادہ، سمعت
ابا اسحاق ابراہیم بن عیسیٰ الطالقانی قال
قلت لعبد اللہ بن مبارک یا ابا عبد الرحمن
الحدیث الذی جاء ان من البر بعد البرات
تعلمی لا یؤیک مع صلاتک وقصوم لیسامع
صومک قال فقال عبد اللہ یا ابا اسحق عن
من هذا قال قلت له هذا من حدیث شہاب بن
خراش فقال ثقہ عن قال قلت عن الحجاج بن یسار
قال ثقہ عن قال قلت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم قال یا ابا اسحق ان بین الحجاج بن یسار
وبین النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مفاد ۱۰ قطع
فیہا اتفاق المعنی ولكن لیس فی الصدقة اختلاف
نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درمیان اتنی عظیم مسافت ہے جسے طے کرتے ہوئے سوار یوں کی گردن منقطع ہو جائے
لیکن والدین کی طاعت سے صدقہ کو دینے میں کوئی اختلاف نہیں ۔ (دست)
امام نووی شرح میں فرماتے ہیں :

معنی هذه الحکایة انه لا یقبل الحدیث الا
باسناد صحیحہ۔

اب اگر ای کلمات کو علوم پر رکھتے مرسل، منقطع، معلق، معضل ہر بات متصل باطل و ملحق بالمرضوع
ہو جاتی ہے اور وہ بالا حجاج باطل افادہ ہر م میں ابن حجر کی شافعی و علی قاری حنفی سے گزارش الدنقطع یعمل
بہ فی الفضائل اجماعاً (منقطع پر فضائل میں اتفاقاً عمل کیا جائے گا۔) تاجرم واجب کہ یہ سب

سند و سند صحیح مسلم باب بیان ان الاسناد من الدین مطلوبہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۲/۱
سند مرقاۃ شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب الکرکات مکتبہ امدادیہ ملتان ۳۱۶/۲

جہاں صرف باب اہم و اعظم یعنی احکام میں ہیں اگرچہ ظاہر اطلاق و ارسال ہوتا ہے کہ حسب نفس کلام تخصیص پر دال ہو
 کما قرین نافی الکلمات المذکورة (جیسے کہ ہم نے کلمات مذکورہ میں گفتگو کی ہے۔ ت) اور واقعی و بار بار رد و
 قبول غالب و محاورات علماء صرف نظر بہ باب احکام ہوتے ہیں کہ وہی اکثر محط انظار نجد و نہرہ وغیرہ جہاں دیکھنے کے
 حدیث کی دو قسمیں ہیں: مقبول و مردود۔ مقبول میں صحیح و حسن کو رکھا اور تمام ضعافات کو مردود میں داخل کیا جائے گا
 ضعافات فضائل میں اجماعاً مقبول ہرگز ایضاً التحقیق واللہ ولی التوفیق (تحقیق اسی طرح کرنی چاہیے
 اور توفیق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ ت)

(جماعہ فقہائے کرام کے نزدیک ائمہ فقہاء کی بے سند حدیثیں دربارہ احکام بھی
 محبت ہیں) یہ سب کلام بطور عمدہ ہیں تمام اور جماعہ فقہائے کرام کے نزدیک تو مضللات
 مذکورہ فضائل و رد کے دعوہ باب احکام میں محبت ہیں بلکہ مرسل امام معتمد محتاط فی الدین عارف بالرجال بصیر بالعلل
 غیر معروف بالاعتسابل ہوا رد مذہب کثارا امام حنفی علی الاطلاق وغیرہ اکابر میں کچھ تخصیص قری غیر قرن نہیں ہر قرن کے
 ایسے عالم کا قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا محبت فی الاحکام ہے کما نص علیہ فی المشکو
 و شروحه وغیرہا (جیسا کہ مسل الشریعہ اور اس کی شروح وغیرہ میں اس کی تصریح ہے۔ ت)

عنه المرسل ان كان من الصحابي يقبل مطلقاً
 اتفاقاً وان من غيره فلاكثر منهم لا ما
 الوجهين في الامام مالك والامام احمد في ثقة
 تعالى عنهم قالوا يقبل مطلقاً اذا كان الروي ثقة
 فقال ابن ابان رحمه الله تعالى من شائنا انكلام
 يقبل من القرون الثلاثة مطلقاً ومن ائمة
 النقل بعد ثلث القرون وقال طائفة من
 المتأخرين منهم الشيعية ابن الحاجب المالكي
 والشيخ كمال الدين بن الهمام منا يقبل من
 ائمة النقل مطلقاً من اى قورت كامن
 اعتضد بشئ ام لا ويتوقف في المرسل من
 مرسل الرضائي کی ہو تو مطلقاً اتفاقاً اسے قبول کیا
 جائے گا اور غیر رضائی کی مرسل کے بارے میں اکثر
 علماء جن میں امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور
 امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں کی رائے یہ ہے
 مطلقاً مقبول ہے بشرطیکہ راوی ثقہ ہو، ابن ابان
 رحمہ اللہ تعالیٰ جو ہمارے مشائخ کرام میں سے ہیں
 فرماتے ہیں کہ قرون ثلاثہ (تین زمانوں) کی مرسل
 مطلقاً مقبول ہے اور چھ قرون کے بعد ائمہ نقل کی منزل
 بھی مقبول ہے، متاخرین کی ایک جماعت جن میں
 ابن حاجب مالکی اور شیخ کمال الدین بن الہمام اہم
 یعنی احناف کے رائے یہ ہے کہ اکثر نقل کی مرسل مطلقاً مقبول
 (باقی برصفا آئندہ)

اقول (تحقیق معصفت کہ غیر ناقد کے لیے ان کا قبول محدثین پر بھی لازم، انصاف غیر ناقد کے لیے ماسیل مذکورہ سے احتجاج فی الاحکام دشمنی پر بھی لازم، آخر اس کی سبیل یہی قول ناقد پر اعتماد ہے نہ فقہ کہ تکلیف بالایطابق ہے، تو اس کے لیے ذکر و عدم ذکر سند دونوں یکساں اور بلاشبہ قول ناقد محتاط قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تصحیح صریح والقرامی سے اعلیٰ انہیں تو کم بھی نہیں اور جو احتمالات مسابلت و تحسین علی و خطافی النظر یہاں نیا دیا ہی بھی حاصل بلکہ مجرب و مشاہدہ یا ہمہ لام ابن الصلاح و امام طبری و امام نووی و امام زکریا و امام عراقی و امام مستطانی و امام سخاوی و امام زکریا انصاری و امام سیوطی و غیر ہم نے تصریحیں فرمائیں کہ اگر امام معتزلے کسی حدیث کی صحت پر تفسیس کی یا کتاب فترم الصوفیہ میں اُسے روایت کیا اسی قدر اعتماد کے لیے جس سے اور احتجاج روا،

کما ذکرنا نصوصہم فی مد اسرج طبقات الحدیث جیسے کہ ہم نے مذکورہ طبقات الحدیث میں ان کی تصریح و قد تقدم نعم القاسمی عن شیخ الاسلام کا ذکر کیا ہے اور پہلے اکیسویں الفاہ میں علامہ عراقی فی الاغادة الحادیة والعشرین کے حوالے سے شیخ الاسلام کی تصریح عز وجل ہے۔

تو کیا وہ جبر کیا اس پر اعتماد نہ ہو لاجرم جی طرح امام احمد یا بخاری کا حدیث صحیح (یہ حدیث صحیح ہے۔ ت) فرمایا بخاری یا مسلم یا ابن خزیمہ یا ضیاء کاصحات میں لانا، بروسی مندرجہ کا مختصر میں سکتا رہنا،

www.ataululUloom.org

(بقیہ ماحشر صفحہ گزشتہ)

غیر ہم وهو المختار قیل وهو مراد الاثمة الشئمة والجمهور ولا یقول احد بتوثیق من لیس له معرفة فی التوثیق والتجریح وعلی هذا خلاف ابن ابان فی عدم اشتراط هذا الشرط فی القرون الثلاثة لزعمه عدم الحاجة الى التوثیق فی تلك القرون لامت الرواة فیها کافوا اهل بصیوة فی التوثیق والتجریح ثم من مسلم الثبوت وفواتح الوجوه ملخصا ۱۲ منه رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د م)

خواہ اس کا تعلق کسی قرن سے ہو خواہ اس کی تائید ہو یا نہ ہو، اور ان کے علاوہ کی مرسل میں قوت ہے اور یہی محتار ہے، اور کہا گیا ہے کہ تینوں ائمہ اور جمہور کی مراد بھی یہی ہے اور کوئی ایسے شخص کی توثیق کیسے کر سکتا ہے جو توثیق و تجریح کی معرفت نہ رکھتا ہو، اسی بنا پر ابن ابان نے قرون ثلاثہ میں عدم اشتراط کا اختلاف کیا ہے کیونکہ ان کے نزدیک ان قرون میں توثیق کی حاجت نہیں اسی لیے کہ ان ادوار میں تمام راوی توثیق اور تجریح کے ماہر تھے اہل مسلم الثبوت اور فواتح الوجوه سے ملخصا بیان ہے ۱۲ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د م)

لے فواتح الوجوه شرح مسلم الثبوت مسئلہ فی الکلام علی المرسل مطبوعہ مشورات الشریف الرضی قم ۱۴۰۶ھ

یوں ہی ابن السکین کا صحیح یا عبدالحق کا احکام میں وارد کرنا، یہ نہیں امام محمد ناقہ محتاط کا کہنا،

قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 فعل رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
 الى غير ذلك من احكامه واحواله ونعمته
 جلاله وشيونه جلالة وصفاته كماله صلوات
 الله تعالى وسلامه عليه وعلى آله صلوات الله
 تعالى عليه وعليهم وبارك وسلم وشرف
 ومجد وعظم وكرم آمين۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا، نبی اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کیا، اور اس طرح کے
 آپ کے دیگر احکام و احوال، آپ کے جمالی و جلالی
 کی صفات و شائیں اور آپ کے صفات کا علم ہیں
 آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام ہو اور آپ کی
 آل و اصحاب پر، آپ پر اور صحابہ پر برکت و سلام،
 شرافت، بزرگی، عظمت و کرم کی برسات ہو، آمین

الحمد لله كما سجدوا لى ابيهم من ربي حضور اقدس و اکرم سيد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک اور
 حضور پر دروسے ہوئے اور انتہائی حضور پرستی کے نام محمود و درود و مسود پر ہوئی امید ہے کہ مولیٰ عز و جل اس
 نام کریم و صلوة و تسلیم کی برکت سے قبول فرمائے اور اناربت عیون و تنزیر قلوب و تکفیر ذلوب و سلامت ایمان و
 امن و امان و تنعیم قبر و نجات فی المشرق کا باعث بنائے فانہ تعالیٰ بکرمہ یقیل الصلواتین و هو اکرم من
 ان یدع ما بینہما و کان ذلک للیلۃ الثالثۃ یوم الاثنين لعشاء الثامنة عشر من الشهر الفاخر
 شہر ربیع الثانی من شہور السنۃ الثالثۃ عشر من المائۃ الرابعۃ عشر من ہجرتہ المحبیب
 سید البشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ و اولیائہ اجمعین آخر دعوانا ان الحمد لله
 رب العالمین، سبحنک اللہم و بحمدک، اشهد ان لا اله الا انت استغفرک و اتوب
 الیک، واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علیہ جل مجدہ اتم و احکم۔